

امام العصر سماحة الشيخ

علامہ ابن مبارک رحمہ اللہ



تالیف

فیصلہ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Ilm-o-Agahi
The world of Knowledge

علم و آگاہی کا عالم
کتاب و سنت کی روشنی میں امت مسلمہ کی رہنمائی کیلئے سرگرم عمل!

علم و آگاہی کی دنیا پر پیش کی جانے والی تمام کتب-----

لو جہ اللہ ہر خاص و عام کیلئے ہیں۔ ←

دعوتی مقاصد کی خاطر ان کے استعمال کی اجازت ہے۔ ←

اپلوڈ کی جانے والی تمام کتب کا چناؤ قرآن و سنت اور مسلک سلف الصالحین کو مد نظر رکھتے ہوئے
کیا جاتا ہے۔ ←

ہر ممکن صاف ستھری کتب پیش کی جاتی ہیں۔ ←

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی و مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے سے احتراز کریں کیونکہ یہ اخلاقاً، قانوناً اور شرعاً جرم ہے۔

مزید بہتری کیلئے قارئین کرام کی تجاویز کا انتظار رہے گا۔

والسلام

ilmoaghi@gmail.com

ilmoaghi.blogspot.com

امام الغصنہ صالح الشیخ

علامہ ابن باز

تالیف
فیض الشیخ محمد منیر قمر علی

مکتبہ کتاب و سنت
ریحان چیمپہ - ڈینکا



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

امام الغضائری رحمہ اللہ

علامہ ابن باز رحمہ اللہ

تالیف
فضیلۃ الشیخ محمد منیر قمر خاں

تعداد ایک ہزار

اشاعت جنوری 2011ء

سرورق ابوسیدان غزنی

امم القریٰ پبلیشرز

سیالکوٹ روڈ ٹومینڈ، گوجرانوالہ فون: 0321-6466422. 0333-8110896

Www.umm-ul-qura.org



أَمَّا الْغَضِيَّةُ فَالْحَدِيثُ

عَلَامَاتُ بَيْنِ بَارِ



فہرست

- مقدمہ 17
- آغاز کتاب 19
- نام و نسب: 19
- کنیت: 20
- ولادت و نشأت: 20
- تعلیم: 20
- بینائی کا فقدان: 20
- اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب (جنت) کے حقدار ہوئے: 21
- بے پناہ حافظہ: 21
- زہد و ورع: 21
- نورِ قلب: 21
- خاندانی پس منظر: 22
- شادی: 22
- اولاد و بنات: 23
- چہرہ مہرہ اور قد کاٹھ: 24
- ہیبت و وقار: 24
- مؤمنانہ فراست اور قوتِ حافظہ: 25

- ضیافت و مہمان نوازی: 26
- حلم و بردباری اور وسعتِ صدر: 26
- تواضع: 29
- کرم و کشادہ دلی: 29
- محبوبِ خلاق ہونے کا سبب: 30
- اساتذہٴ عظام: 31
- علماء اہلحدیث پاک و ہند سے تلمذ و تعلق: 33
- شیخ ابن عتیق کا منصب: 34
- تلامذہٴ کرام: 40
- أولاً: الدلم: 40
- ثانیاً: الرياض: 42
- ثالثاً: مدینہ منورہ: 49
- رابعاً: الرياض: 51
- علمی دروس: 53
- تألیفات و تصنیفات: 54
- ا۔ ضخیم و متوسط حجم کی کتابیں: 54
- ب۔ مختصر رسائل: 57
- تقدیمات و تقریظات: 61
- ذاتی مکتبہ: 62
- عملی زندگی، ایک خاکہ: 63
- منصبِ قضاء: 63
- تعلیم و تربیت: 65

- 67 ○ رفاہی خدمات:
- 71 ○ تدریسی خدمات:
- 71 ○ نائب رئیس (وائس چانسلر) مدینہ یونیورسٹی:
- 74 ○ ناقابل فراموش:
- 75 ○ ڈائریکٹر جنرل اور پھر مفتی اعظم اور دیگر مناصب عظمیٰ:
- 75 ○ علامہ ابن باز بیک وقت:
- 76 ○ دعوتی و دینی خدمات:
- 80 ○ سرکاری ڈیوٹی اور عبادت و ذکر سے متعلقہ چند حقائق:
- 82 ○ سخاوت و فیاضی کے آفاق:
- 86 ○ فیاضی اور بذل و عطا کے مسنون انداز:
- 87 ○ شیخ کے شب و روز:
- 91 ○ شیخ کا سالانہ ٹائم ٹیبل:
- 92 ○ نماز تراویح:
- 93 ○ دعاء قنوت:
- 93 ○ حسین نامہ اعمال سے مختصر روز نامچہ:
- 95 ○ علامہ ابن باز کا عقیدہ:
- 96 ○ حکام و امراء کے ساتھ تعلقات کا انداز:
- 100 ○ منصب مفتی اعظم اور فتویٰ نویسی:
- 103 ○ شیخ کا منہج:
- 103 ○ دینی غیرت و حمیت اور شجاعت:
- 105 ○ شیخ ابن باز رضی اللہ عنہ کا اندازِ ناراضگی:
- 107 ○ توکل علی اللہ اور یقین باللہ:

- ذاتی وزن اور شخصی امتیاز بنانے اور بڑھانے سے گریز: 109
- خوش گوئی و خوش مزاجی اور مزاج: 109
- کمالِ زہد: 110
- بے نفسی: 111
- ساتھیوں کا احترام: 112
- شاہ فیصل عالمی ایوارڈ: 112
- اس عالمی اعزاز کے سلسلہ میں شیخ کا موقف: 113
- سماحۃ الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں: 114
- تکرار و کثرتِ سوالات پر صبر و حوصلہ اور وسعتِ ظرفی: 120
- شیخ کا رونا: 122
- درسوں اور تقاریر کے اوقات اور وعدوں کی پاس داری: 123
- سماحۃ الشیخ کا فقہی مذہب و مسلک: 124
- شیخ کا علمی منہج: 125
- سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی منہاجِ سلف پر محافظت: 126
- مخالفین کے ساتھ حسن تعامل: 126
- الشیخ البانی اور الشیخ ابن باز: 127
- شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے یہاں مقام: 128
- صفِ اول کے نمازی: 129
- وقت کی قدر و قیمت اور عبادت و نشاط: 130
- بلا خوفِ لومۃ لائم حکام و امراء اور سربراہانِ مملکت و زعماء پر نکیر: 136
- ورع و تقویٰ: 139
- حکام و امراء کے دلوں میں شیخ کی محبت و احترام: 140

- اصحاب مراتب و مناصب کے یہاں شیخ کا مقام: 142.....
- علماء و طلبہ کے دل میں شیخ کی محبت: 142.....
- شبِ رحلت کا حال: 146.....
- اپنی ذات میں جماعت و انجمن: 147.....
- دعوتی و خیراتی خدمات: 148.....
- شیخ کی طرف منسوب چار جھوٹے قصے: 148.....
- پہلا قصہ: 149.....
- دوسرا قصہ: 149.....
- تیسرا قصہ: 150.....
- چوتھا قصہ: 151.....
- بقیۃ السلف الامام الربانی شیخ ابن باز کے زبان زد کلمات: 151.....
- بعض جرائد و مجلات کو دیے گئے انٹرویوز کی جھلکیاں: 153.....
- انٹرویو ”المجلة“ سے چند جھلکیاں: 153.....
- انٹرویو جریدہ ”عكاظ“ سے ماخوذ کچھ جھلکیاں: 156.....
- انٹرویو ”المجلة“ ”الحرس الوطنی“ سے چند جھلکیاں: 157.....
- انٹرویو جریدہ ”المسلمون“ سے چند جھلکیاں: 158.....
- انٹرویو از معروف صحافی محمد و عیال: 160.....
- میری عمر بھی آپ کو لگ جائے: 160.....
- مرض الموت اور آخری ایام: 161.....
- خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کا تعزیتی پیغام: 164.....
- شاہی دیوان کا اعلانِ وفات و تعزیت: 165.....
- سفرِ آخرت کا آنکھوں دیکھا حال: 166.....

- بقول شیخ عبدالرحمن بن باز والشیخ عبدالعزیز صالح العسکر: 168
- مختلف ممالک کے علماء اور امراء و وزراء کے تعزیتی بیانات اور غائبانہ نماز جنازہ: 169
- کویت: 169
- مصر: 170
- اردن: 171
- فلسطین: 172
- سوڈان: 172
- قطر: 172
- بحرین: 173
- پاکستان: 174
- ہندوستان: 174
- فرانس: 174
- آسٹریلیا: 175
- مالی: 175
- خوابیں اور مبشرات: 175
- شیخ کی عام وصیت کا ایک حصہ: 176
- شیخ کی شان میں کہے گئے شعری قصائد کے بارے میں شیخ کا رویہ: 176
- آپ کی شان میں کہے گئے قصائد: 177
- وفات پر کہے گئے شعری مرثیے: 180
- ساحتہ الشیخ کی وفات پر حکام و امراء، علماء و فقہاء اور وزراء و ادباء کے نثری مرثیے اور تعزیتی شذرے 188

- رحمك الله يا شيخنا (اے ہمارے شیخ! اللہ آپ پر رحم فرمائے): 189
- حياة أوقفت لله (اللہ کی راہ میں وقف کی گئی زندگی): 190.....
- كان طوداً شامخاً في العلم و الزهد و التقوى و حب الخير (وہ علم و تقویٰ زہد و بے نفسی اور حب خیر کے ایک بلند و بالا پہاڑ تھے): 191....
- ابن باز في مقدمة علماء الشريعة (علماء شریعت کے ہر اول دستہ میں): 192...
○ بقية السلف و حامل هموم المسلمين (بقیۃ السلف اور مسلمانوں کے غمخوار): 192.....
- رحمك الله يا أبا عبد الله (اے ابو عبد اللہ! اللہ آپ پر رحم و کرم کرے): 192..
- ورحل العالم المخلص (ایک مخلص عالم کی رحلت): 193.....
- عين باكية و قلب حزين (روتی آنکھیں اور غمگین دل): 193.....
- إمام في علمه، قدوة في سلوكه (امام علم، نمونہ کردار و عمل): 193...
○ علامة الجزيرة و فقيه الأمة (جزیرہ عرب کے علامہ اور فقید امت): 194..
- وبيكى العلماء أمام تواضعه (ان کی انکساری نے علماء کو رلا دیا): 195...
○ رحمك الله أبا عبد الله (اے ابو عبد اللہ! اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل کرے): 195.....
- فقدنا شمعة مضيئة من شموع العلم (علم کی شمعوں میں سے ایک روشن شمع گل ہو گئی): 196.....
- و مات شيخ العلماء (شیخ العلماء کی وفات): 196.....
- لله ما أخذ وله ما أعطى (جو اللہ نے چھینا وہ اسی کا دیا ہوا تھا): 197...
○ فاز ابن باز (شیخ ابن باز فوز و فلاح پا گئے): 197.....
- الشيخ ابن باز الامام القدوة (امام و قدوہ): 198.....
○ ومضات مضيئة (چمکدار روشنیاں): 198.....

- الشیخ و الندوة و دعوة لمبرة (وامی سے شیخ کا تعلق و تعاون): ... 198
- خطبہ حرمِ مکی: 199
- ولسوف یذکرک الزمان (زمانہ آپ کو یاد کرے گا): 199
- الإمام العلامة الحبر البحر (حیر امت و بحر علم و حکمت): 200
- ابن باز بین الہمة و الخشوع (ہمت و خشوع کا پیکر): 200
- مصابِ جلال و خطبِ عظیم (ایک عظیم حادثہ فاجعہ): 201
- علاقتی بالوالد عبدالعزیز بن باز (اپنے روحانی باپ سے میرا تعلق): .. 201
- إمام العصر سماحة الشیخ ابن باز و رؤیتہ للأعلام (ذرائع ابلاغ
یا میڈیا پر گہری نظر): 201
- و بیکیک محراب و یثن منبر (منبر و محراب یاد کریں گے): 203
- وانطفأ المصباح المضيء (روشن شمع بجھ گئی): 203
- العلامة ابن باز: 203
- کواکب غار ضوءة (ستارہ ڈوب گیا): 204
- ورجل الوالد العلامة (روحانی باپ کی رحلت): 204
- مثال للمدير الحکیم الحازم (ایک حکیم و حازم اور مثالی مدیر): ... 205
- ابن باز و موقفان مع الندوی و الغزالی (علامہ ابن باز اور مولانا ندوی
و شیخ غزالی): 205
- ملك من ملوک الآخرة (آخرت کے ایک بادشاہ): 206
- لا یجامل أحدأفي الحق (وہ حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے): 206
- كان يتوق للصلوة في المسجد الاقصى (مسجد اقصیٰ میں نماز کی تمنا): . 206
- و کسفت شمس العلوم (آفتابِ علم گہنا گیا): 207
- صمام الأمان (امن و سلامتی کا راز): 207

- رحم اللہ عالم الأمة (عالم امت): 208
- رحمك الله يا ابي (ابو جان! اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے): ... 208
- في وداع الإمام (الوداع، اے امام اہل سنت): 208
- سماحة الشيخ في رئاسة المجلس التأسيسي للرابطة (رابطہ کی تاسیسی مجلس کے صدر): 209
- ابن باز المصلح القدوة (عظیم مصلح اور بہترین قدوہ و نمونہ): 209
- يودعنا إلى دار الخلود (دار الخلد کی طرف روانگی): 210
- البازيات الأربعة (شیخ ابن باز کی چار اہم صفات): 210
- يا أيها العزيز: أنرثيك أم نرثي لأنفسنا (عزیز من! ہم کس کا مرثیہ کہیں آپ کا یا اپنا): 211
- ابن باز يتصدق يومياً (روزانہ فی سبیل اللہ صدقہ و خیرات): 211
- هكذا عرفت سماحة الشيخ ابن باز (میں نے انھیں ایسا پایا): .. 212
- من الفاجعة إلى التصرف (حادثہ فاجعہ، پس چہ باید کرد): 212
- كيف نعوض فقد الشيخ ابن باز (شیخ ابن باز کا نعم البدل کیسے پائیں؟): 212
- عالم رباني فقدته الأمة (امت ایک ربانی عالم سے محروم ہوگئی): .. 213
- احتجنا لعلمه ... واستغنى عن دنيانا (ہمیں ان کے علم کی ضرورت ہے لیکن وہ ہماری دنیا سے مستغنی ہو گئے): 213
- فماذا عن الأمة ... بعد ارتحال الأمة؟ (موت العالم، موت العالم): .. 214
- أعجوبة زمانه (یکے از عجائبات زمانہ): 214
- في وداع الشيخ (الوداع، اے ہمارے شیخ!): 214
- ذكرياتي مع فقيه الأمة (فقید امت کی چند یادیں، چند باتیں): 214

- عالم الأمة الشيخ ابن باز (شيخ ابن باز، عالم امت): 215.....
- كان موته موت أمة (ان کی موت گویا پوری امت کی موت ہے): 215..
- الإمام العالم العامل (امام و عالم با عمل): 215.....
- وذهب الشيخ إلى ربّه الذي وحده و أحبه (شيخ اپنے اس خالق سے جا ملے جس کی یکتائی کو مانتے اور جس سے وہ محبت کرتے تھے): 215...
- ووجدت ابن باز في جميع أصقاع الأرض (میں جہاں گیا شیخ ابن باز کو پایا): 216.....
- بين عظم المصاب و حسن العزاء (عظیم مصیبت اور حسن تعزیت): 216..
- مصيبتنا في فقد علامة العصر (علامہ زماں کے فقدان کی مصیبت): 216..
- ابن باز حمل هموم الأمة دون كسل أو ملل (امت کے مسائل کو حل کرنے میں مسلسل و بے تکاں جدوجہد): 217.....
- أمة في رجل (اپنی ذات میں پوری امت): 217.....
- الجوانب العلمية في حياة الشيخ ابن باز (ان کی زندگی کے علمی گوشے): 217.....
- عبد العزيز بن باز .. العصامي الزاهد (عابد و زاہد اور پیکر شرافت): 218..
- إلى الجنة .. يا أبا عبد الله (اللہ انھیں جنت نشین کرے): 218.....
- غابت الدنيا في عينيه و حضرت الأخرة في قلبه (ان کی آنکھوں سے دنیا غائب اور دل میں آخرت آباد ہو گئی): 218.....
- قبيل الفقد مفقود المثال (فقید المثال شخصیت): 219.....
- الشيخ ابن باز .. تواضع العلماء دون التفريط في هبة الدين (ہیبت دینی میں کمی کوتاہی لائے بغیر تواضع و انکساری): 219.....

- لمثل هذا اليوم فليعمل العاملون (آج جیسے دن کے لیے عمل کرنا
 219.....: (چاہیے):
- وداعاً أيها الوالد .. وداعاً أيها الإمام (اے ہمارے روحانی باپ
 اور امام وقت ..! الوداع): 220
- الرحيل الأخير (سفرِ آخرت): 220
- غداً نلقى الأحبة (کل ہم اپنے پیاروں سے ملیں گے): 220
- عاش مسكيناً مع المساكين (وہ مسکینوں کے ساتھ مسکین بن
 کر زندہ رہے): 221
- حقيقة ما كان بيني وبين الشيخ ابن باز (میرے اور شیخ ابن باز
 کے باہمی تعلقات): 221
- ابن باز طالب صيد الآخرة (علامہ ابن باز طالبِ آخرت تھے): 221
- دار الامتياز للنشر و التوزيع (نشر و طباعت و توزیع مؤلفات سماحة
 الشيخ ابن باز): 222
- انٹرنیٹ پر خاص ویب سائٹ: 222
- فہرست مصادر و مراجع 223



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ
شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،
وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. **أَمَّا بَعْدُ:**

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سماحة الشيخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پورے عالم
اسلام میں معروف ہے۔ الشيخ عبد الرحمن بن یوسف الرحمۃ نے علامہ موصوف کی
سوانح حیات بنام ”الإنجاز في ترجمة الإمام ابن باز“ لکھی تو اس کا
مقدمہ ہیڈ کبار العلماء سعودی عرب کے ممبر اور وفاقی سپریم کورٹ کے چیف
جسٹس علامہ عبد اللہ بن سلیمان المنیع رحمۃ اللہ علیہ سے لکھوایا، اس میں انھوں نے علامہ ابن
باز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے جو القابات و خطابات استعمال کیے ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

”عہد حاضر کے امام و مجدد، امام حدیث، امام فن رجال، امام فقہ، امام
دعوت، امام کرم نفس و دست، امام نصیحت، امام سماحت، امام تواضع،
امام قناعت، امام تقویٰ، امام صلاح و اصلاح۔“

غرض اتنی بڑی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہوتی، تاہم ان کی زندگی
کے بعض گوشے عوام الناس ہی نہیں بلکہ بکثرت اہل علم کی نگاہوں سے بھی اوجھل
ہوتے ہیں، جنھیں آشکارا کرنے کے لیے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ تاکہ ملت
اسلامیہ پر ان کے احسانات کا کچھ بدلہ چکایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ نیز ہماری اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہماری لختِ جگر آنسہ نبیلہ قمر اور نادیہ قمر کو بیش از پیش توفیق خیر سے نوازے جنہوں نے ہمارے اس مسودے کو نہ صرف مرتب کیا بلکہ کمپوز بھی کر دیا ہے۔ فَجَزَاهُمَا اللَّهُ خَيْرَ أَفْي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اسی طرح محترم بھائی جناب ابو عمران جاوید نذیر صاحب (الخبر) کا بھی شکر گزار ہوں جن کے تعاون سے یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ بَارَكَ اللَّهُ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَأَعْمَالِهِ الصَّالِحَةِ.

کتاب پریس میں جانے کے لیے تیار تھی کہ علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے مراسم اور رشتہ تلمذ رکھنے والے ہمارے فاضل دوست جناب ڈاکٹر محمد لقمان سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (الریاض) سے رابطہ ہوا اور ان سے مسودہ پر نظر ثانی کرنے اور اس کا مقدمہ لکھنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے بکثرت علمی مصروفیات کے باوجود مسودہ دیکھنے کا وعدہ فرمایا، اور محض ایک سرسری و طائرانہ نظر ڈال کر چند مفید مشورے اور معلومات مہیا فرمائیں جن میں سے بعض پر عمل کیا گیا ہے، اور بعض کے لیے متعلقہ افراد سے تا حال رابطہ نہ ہو سکنے کی بنا پر انہیں آئندہ ایڈیشن پر ڈال دیا گیا ہے۔ تب تک ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی باریک نظر ثانی اور مفصل مقدمہ بھی آجائے گا تو اسے اگلے ایڈیشن میں شامل کر لیں گے، ان شاء اللہ۔ کیونکہ بعض احباب اس پہلے ایڈیشن کو اسی شکل میں جلد شائع کر دینے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو حستان محمد منیر قمر نواب الدین

بروز جمعۃ المبارک ۱۷/۷/۱۴۳۱ھ = ۲۹/۶/۲۰۱۰ء

ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون بمراکز الدعوة والارشاد

بالدمام والنظہر ان والخبر سعودی عرب

آغاز کتاب

عہدِ حاضر کے امام و مجدد، امامِ حدیث، امامِ فنِ رجال، امامِ فقہ، امامِ دعوت، امامِ کرمِ نفس و دست، امامِ نصیحت، امامِ سماحت، امامِ تواضع، امامِ قناعت، امامِ تقویٰ، امامِ صلاح و اصلاح، امامِ شیخِ مفتیِ عالم و مفتیِ اعظمِ سعودی عرب
العلامة الشيخ ابن باز رحمته اللہ۔

نام و نسب:

اس عابد و زاہد اور عالم و مفتی کا نام نامی و اسمِ گرامی عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ آل باز اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔

شیخ سلیمان بن حمدان نے تراجم حنابلہ سے متعلق اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آل باز علم و فضل اور تجارت و زراعت میں معروف خاندان ہے جن کی اصل تو مدینہ منورہ سے ہے لیکن ان کے آباء و اجداد میں سے ایک شخص الدرعیہ منتقل ہو گیا اور پھر اس کے بعد یہ لوگ حوطہ بنی تمیم میں منتقل ہو گئے۔ خود شیخ ابن باز رحمته اللہ نے ”المجلة“ نامی میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک مرتبہ کہا تھا کہ ہمارے خاندان آل باز کے افراد الریاض، حوطہ بنی تمیم، الاحساء (ہفوف وغیرہ) اور حجاز (مکہ و مدینہ) میں بھی ہیں حتیٰ کہ اردن، مصر اور بعض دیگر بلادِ عرب و عجم میں بھی کچھ لوگ آل باز کہلاتے ہیں جبکہ ہمیں ان کے بارے میں باوثوق ذریعہ سے کچھ علم نہیں ہے۔^①

① الإنجاز للشيخ عبد الرحمن بن يوسف الرحمه (ص: ٦٢٦ و ٦٢٧)

کنیت:

ائمہ و محدثین کرام میں سے امام شافعی، امام مالک، امام ثوری اور امام احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہم اللہ جیسے جہا بذہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور یہی شیخ ابن باز کی بھی کنیت تھی۔^①

ولادت و نشأت:

علامہ ابن باز نجد کے پایہ تخت الریاض میں ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے اور سوائے حج و عمرہ اور موسم گرما میں تمام سرکاری اداروں کے الطائف چلے جانے کے وہاں سے کہیں نہیں گئے۔

تعلیم:

سب سے پہلے شیخ نے قرآن کریم حفظ کیا اور اس کے بعد علماء کرام سے کسب علم کا آغاز کیا، کتاب و سنت کی طرف رغبت دلانے میں سب سے زیادہ ہاتھ ان کی والدہ کا تھا جیسا کہ اپنے ایک لیکچر ”رحلتی مع الكتاب“ کے آخر میں خود انھوں نے اس کی وضاحت کی ہے۔^②

بینائی کا فقدان:

اللہ کی قدرت و حکمت دیکھیے کہ ابھی سولہ برس کی عمر ہی ہوئی تھی کہ ۱۳۴۶ھ میں ایک بیماری کے نتیجہ میں بینائی کم ہونا شروع ہو گئی اور ۱۳۵۰ھ تک، جبکہ ان کی عمر تقریباً بیس سال تھی، مکمل طور پر بینائی سے محروم ہو گئے، لیکن حصول علم کے جذبہ میں ذرا برابر فرق نہ آیا بلکہ بصارت کے فقدان کے ساتھ بصیرت میں اضافہ

① الممناز فی مناقب الشیخ ابن باز۔ ڈاکٹر عائض عبد اللہ القرنی (ص: ۱۰)

② الإنجاز للشیخ عبد الرحمن بن یوسف الرحمہ (ص: ۲۷ و ما بعدہ)

ہوتا گیا۔ فقدانِ بصر سے انہیں متعدد فوائد حاصل ہوئے جن میں سے صرف چار کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے:

① اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب (جنت) کے حقدار ہوئے:

صحیح بخاری میں ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

«إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِفَقْدِ حَبِيبَتَيْهِ عَوَّضْتُهُمَا الْجَنَّةَ»^①

”جب میں اپنے کسی بندے کو (دونوں آنکھوں کی) بینائی کے فقدان

سے آزما تا ہوں تو اسے اس کے عوض میں جنت کا حقدار بنا دیتا ہوں۔“

② بے پناہ حافظہ:

ان کی قوتِ حفظ اور دانش و ذکاء میں بہت اضافہ ہو گیا یہاں تک کہ اگر آپ اُن سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھیں اور وہ صحیحین و سنن اربعہ اور مسند احمد کی حدیث ہو تو عموماً اس حدیث کی سند و متن، اس کے رجال، ان کے بارے میں ماہرینِ فن کا کلام اور اس کی شرح سب انہیں مستحضر و ازبر ہوتی تھی۔^②

③ زہد و ورع:

دنیا کی رونقوں، زینتوں اور فتنوں سے بچ گئے اور اللہ نے انہیں انتہائی عابد و زاہد بنا دیا، انکساری و تواضع اور آخرت کی زندگی کی طرف انتہائی زیادہ توجہ ہو گئی۔

④ نورِ قلب:

اللہ نے انہیں نورِ چشم کی بجائے نورِ قلب سے نواز دیا، علم کی محبت اور سقت

① صحیح البخاری، رقم الحدیث (۵۶۵۳) مع الفتح (۱۰/۱۱۶)

② الإنجاز (ص: ۵۷۹-۵۸۰) و القرنی فی الممناز (ص: ۱۳، ۱۴)

پر عمل کو آپ کا اوڑھنا بچھونا بنا دیا حتیٰ کہ آپ ایسے عابد و زاہد اور وسیع العلم علماء سے شمار کیے جانے لگے جو صرف انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔^①

خاندانی پس منظر:

علامہ مرحوم کا خاندان علم و فضل میں معروف تھا۔ شاندان کے خاندان کے سب سے بڑے عالم شیخ عبدالحسن بن احمد بن عبد اللہ بن باز (ت ۱۳۲۲ھ) تھے جنہوں نے معروف عالم نجد شیخ حمد بن عتیق جیسے کئی کبار اہل علم اور اصحابِ فتویٰ و قضاء سے علم حاصل کیا تھا۔ سلطان عبد العزیز آل سعود نے انھیں ۱۳۴۰ھ میں قاضی کے عہدے پر فائز کیا اور الطائف، البیثہ، الجلوۃ، الارطاویہ اور حریملاء میں خدمات انجام دیں لیکن وہ صرف دو سال اس عہدے پر فائز رہنے کے بعد نابینا ہو گئے اور وفات پا گئے۔

اسی طرح اس خاندان کے دوسرے بڑے عالم شیخ مبارک بن عبدالحسن بن باز تھے جن کی کنیت ابو حسین تھی۔ انھوں نے بھی علماء سے کسب فیض کیا اور انہیں بھی سلطان عبد العزیز نے ۱۳۵۶ھ میں قاضی کے عہدے پر فائز کیا مگر جلد ہی انھوں نے استعفیٰ دے دیا اور عبادت و ریاضت کے لیے فارغ ہو گئے۔ غرض علم و فضل کا عنصر آپ کے خاندان میں پہلے سے چلا آرہا ہے گویا آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔^②

شادی:

۱۳۵۴ھ میں چوبیس برس کی عمر میں کریمہ بنت عبد اللہ بن شیخ سلیمان بن سحمان سے شادی کی جسے تین سال بعد طلاق دے دی، یہ طلاق اپنی والدہ کی

① الإنجاز (ص: ۱۲-۱۴) الممتاز (ص: ۲۸-۳۰)

② من أعلامنا (ص: ۷) و الإنجاز (ص: ۳۰-۳۳)

وفات کے ایک سال بعد دی تھی۔

پھر ہیابنت عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عتیق سے شادی کی۔ عبد اللہ و عبد الرحمن اور تین بیٹیاں انھی سے پیدا ہوئیں۔

۱۳۸۶ھ میں منیرہ بنت عبد الرحمن الخنصر (بریدہ القسیم) سے شادی کی۔ شیخ

احمد و خالد اور تین بیٹیاں ان سے ہوئیں۔^①

یوں آپ کے چار لڑکے اور چھ لڑکیاں یعنی کل دس بچے ہیں جبکہ بعض دیگر

اہل علم نے آٹھ بچے (چار لڑکے اور چار لڑکیاں) ذکر کیے ہیں۔^②

اولاد و بنات:

شیخ مرحوم کے بڑے بیٹے کا نام عبد اللہ ہے اور اسی کی وجہ سے کنیت ابو عبد اللہ تھی، دوسرے بیٹے کا نام عبد الرحمن ہے، یہ عمل بالسنہ کی ایک عمدہ مثال ہے کیونکہ صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ»^③

”اللہ کو سب سے پیارے نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔“

یہ دونوں بیٹے میدان تجارت میں مصروف عمل ہیں۔ تیسرے بیٹے کا نام احمد ہے جو کہ ایک فاضل نوجوان ہیں، والد کے حضر و سفر کے ساتھی ہیں اور کلیہ شرعیہ کے معید (پروفیسر) ہیں ہر جمعرات کی صبح وہ الریاض کی الجامع الکبیر میں علامہ

① بحوالہ کتاب ”الشیخ عبد العزیز بن باز بقیة السلف و إمام الخلف“ للندوة

العالمیة للشباب بالشرقیة (ص: ۹) و إمام العصر للزهرانی (ص: ۱۴) جریدہ

الاقتصادية، جمعہ ۱۴ / مئی / ۱۹۹۹ء (شمارہ: ۲۰۶۰)

② دیکھیے: الإنجاز للشیخ الرحمة (ص: ۳۳، ۳۴)

③ صحیح الجامع الصغیر (ص: ۱۵۹)

عبدالحسن بن قاسم (جامع مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ) کی کتاب ”الدرر السنیة فی الأجوبة النجدیة“ اپنے والد کے سامنے پڑھتے اور شیخ اس کی شرح بیان کیا کرتے تھے۔ اس طرح وہ اس کتاب کی جلد اول مکمل کر چکے ہیں، ان سے توقع کی جا رہی ہے کہ یہ اپنے عظیم والد کے خلفِ صدق بنے گے۔ ان شاء اللہ۔ سب سے چھوٹے بیٹے کا نام خالد ہے اور یہ جامعۃ الملک سعود میں طالب علم ہیں۔ قبائل آل فطیح کے امیر شیخ حسین بن ذیب الہمان نے پوچھا کہ چاروں بیٹوں میں سے سب سے پیارا کونسا بیٹا ہے؟ تو شیخ نے فرمایا تھا:

”میرے نزدیک چاروں ہی برابر ہیں۔ میں ان میں سے کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتا۔“

یہ بات مرحوم نے شیخ عبدالرحمن سوانح نگار شیخ ابن باز کی موجودگی میں کہی جسے انھوں نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔^①

چہرہ مہرہ اور قد کاٹھ:

درمیانہ قد، گول چہرہ، گندی رنگ، اٹھی ہوئی ستواں ناک، متوسط منہ، گالوں پر ہلکی پھلکی اور ٹھوڑی پر گھنی مہندی سے رنگی ہوئی داڑھی، چوڑا سینہ اور خنداں پیشانی۔ یہ تھے علامہ زماں مفتی دہر ساحتہ الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ، اکثر ڈھیلا ڈھالا سفید لباس زیب تن رکھتے، کپڑا آدھی پنڈلی سے اوپر رہتا اور جبہ پہنا کرتے تھے۔

ہیت و وقار:

مرحوم انتہائی پُر وقار اور پُر ہیت شخصیت کے مالک تھے، فضول گوئی نہ سمجھتے، بلکہ خود بھی اور مجلس بھی ذکر و فکر سے مزین ہوتی اور انتہائی منکسر المزاج اور متواضع طبع تھے مگر اپنے اخلاقِ کریمانہ اور شمائلِ حمیدہ سے عوام و خواص کے دلوں پر ایک

① نیز دیکھیے: الإنجاز (ص: ۲۳، ۲۴) و الممناز (ص: ۷۸)

دھاک بٹھا رکھی تھی گویا اپنے عالی کردار سے لوگوں پر اپنا احترام فرض کر رکھا تھا۔ آپ کے شاگرد رشید شیخ عبدالعزیز بن محمد السدحان بیان کرتے ہیں کہ آپ کی مجلس انتہائی پُر ہیبت و باوقار ہوتی تھی حتیٰ کہ ان کی صحبت پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا گمان ہوتا تھا جن کے بارے میں علامہ ذہبی نے نقل کیا ہے:

”لَا يُتَحَدَّثُ فِي مَجْلِسِهِ كَأَنَّهُمْ فِي الصَّلَاةِ“^①

”ان کی مجلس میں کوئی بات نہیں کیا کرتا تھا گویا کہ وہ نماز میں

مصروف ہوں۔“

مؤمنانہ فراست اور قوتِ حافظہ:

شیخ عائض القرنی لکھتے ہیں کہ آپ کو قرآن کریم کے علاوہ بلوغ المرام، الفیہ ابن مالک، حافظ ابن حجر کی بعض مؤلفات اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کی بعض کتب زبانی یاد تھیں۔^②

سب سے پہلے قرآن کریم حفظ کیا، پھر طلبِ علم کے دوران اللہ سے جو قوتِ حافظہ کی دولت پائی تھی اُسی کا نتیجہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم دونوں مکمل طور پر زبانی حفظ تھیں جبکہ سنن اربعہ اور مسند احمد پر استحضار کچھ ایسا تھا کہ اگر کوئی موقع آتا تو ان کتب کی احادیث و متون، اسانید اور رجال اسانید پر محدثین کے کلام سمیت ذکر کیے چلے جاتے تھے۔

آپ انتہائی قوی الحافظہ اور حاضر دماغ تھے۔ ان کا آیاتِ قرآنیہ اور احادیث کا یوں استحضار دیکھ کر تو یوں لگتا تھا کہ اگر آپ علامہ ذہبی کے زمانے میں ہوتے تو وہ

● تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ص: ۳۳۱)

● الممتاز فی مناقب الشیخ ابن باز للشیخ عائض بن عبد اللہ القرنی (ص: ۶۸)

ضرور اپنی معروف کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کے حالات بیان کرتے۔ ان کی قوتِ حافظہ کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی تھوڑی سی جان پہچان والا دسیوں سال کے بعد بھی آکر ملتا اور سلام کہتا تو فوراً اُسے پہچان لیتے اور اس کا نام لے کر اُسے سلام کا جواب دیتے تھے۔ ان کی مؤمنانہ فراست اس سب کچھ پر مستزاد تھی۔^①

میرے علم و معلومات کے مطابق شیخ کو جس طرح پوری اسلامی دنیا میں شرفِ قبول حاصل تھا اس میں ان کا کوئی سہیم و حصہ دار نہیں تھا۔^②

ضیافت و مہمان نوازی:

آپ کی ضیافت و مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھالے کہ شیخ نے کبھی کسی مہمان کے بغیر اکیلے کھانا نہیں کھایا تو وہ اپنی قسم میں جھوٹا ثابت نہیں ہوگا۔

حلم و بردباری اور وسعتِ صدر:

علم و حلم اور وسعتِ صدر شیخ کے اخلاقِ کریمانہ کا حصہ تھے جس کا اندازہ کرنے کے لیے صرف چند واقعات ہی کافی ہیں:

❶ انھیں کسی کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ کئی سال تک آپ کے خلاف زبان درازی کرتا رہا ہے لیکن اب وہ آپ سے معافی کا خواستگار ہے۔ اس پر شیخ نے فرمایا:

”میں نے اسے اپنا حق معاف کر دیا اور اللہ سے امید و دعا ہے کہ اسے ہدایت سے نوازے اور حق پر ثابت قدم رکھے۔“

① الإنجاز للشیخ الرحمہ (ص: ۴۲ تا ۴۵)

② مجلة الدعوة بحوالہ الإنجاز (ص: ۵۷۲-۵۷۸)

مرحوم کے سوانح نگار شیخ الرحمہ نے اپنے کانوں سے ہوئے یہ کلمات نقل کیے ہیں۔^①

□ ایک اعرابی کا طلاق کے سلسلہ میں سوال کرنا اور شیخ کا کہنا کہ اسے طلاق

بائنہ (مغلظہ) ہوگئی ہے اور وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک کسی دوسرے سے شادی کر کے بیوہ یا مطلقہ ہو کر نہ آئے۔

وہ اعرابی بار بار سوال دہراتا رہا اور شیخ بار بار اپنا وہی جواب دہراتے رہے، آخر

اس اعرابی نے اپنے مخصوص دیہاتی لہجے میں کہا: ”تَكْفِي يَا شَيْخُ عَلَّشَانِي“

”اے شیخ! براہ مہربانی میری خاطر کچھ کیجیے۔“

تو شیخ نے اپنے ساتھ والوں سے صرف اتنا کہا:

”مجھے ذرا ڈنڈا پکڑانا..... کیا یہ کوئی کھلونا ہے!“

شیخ اُس وقت غصہ میں نہیں تھے بلکہ اس اعرابی کو محض سمجھانا مقصود تھا کہ

طلاق کے معاملے میں لا پرواہی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔^②

□ مندرجہ ذیل واقعہ بظاہر خواب و خیال کی بات لگتا ہے جبکہ شیخ کے بعض قریبی

ذرائع میں سے شیخ عبدالرحمن الرحمہ نے پوری تحقیق کر لینے کے بعد لکھا ہے

کہ شیخ نے ایک شخص کو پندرہ سو (1500) ریال کا چیک دیا، اس نے

چیک پر ایک صفر کا اضافہ کر دیا جس سے وہ پندرہ ہزار (15000) ریال

بن گئے، کیشیئر نے محسوس کیا کہ اس شخص کو اتنے پیسے دینے کا کوئی باعث

نظر نہیں آتا، لہذا شیخ کے پاس تصدیق کرنے کے لیے چلا گیا۔ شیخ نے

جب سنا تو چند لمحات کے لیے شیخ کے ہونٹ ہلتے رہے۔ پھر لحظہ بھر کے لیے

① الإنجاز (ص: ۵۵ - ۵۷) و الدرر الذهبية من عيون القصص البازية للشيخ عبد

الرحمن بن يوسف الرحمہ (ص: ۴۲)

② الإنجاز (ص: ۵۵۹)

سر جھکایا اور حکم دیا کہ اسے پندرہ ہزار ہی دے دو اور ساتھ ہی کہا:
 ”مجھے لگتا ہے کہ وہ حاجت مند ہے اور اس کی حاجت و ضرورت نے
 ہی اسے اس جعل سازی پر مجبور کیا ہوگا۔“^①

□ شیخ کے دفتر کے مدیر شیخ محمد ہلموسی بتاتے ہیں کہ شیخ کے ایک شاگرد نے،
 جو کہ ان کے ساتھ ہی کام کرتے تھے، ایک دن خط لکھا جو انتہائی سخت و
 ست الفاظ پر مشتمل تھا۔ اپنی مظلومی کی دہائی دی، شیخ کے عدل و انصاف
 پر حرف گیری کی اور لکھا کہ اللہ کے پاس میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں
 گا۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ میں عرصہ سے کام کر رہا ہوں اور میری ترقی
 کے آرڈر آپ نے جاری نہیں کیے۔ شیخ کو خط سنایا گیا، خط مکمل ہوا تو
 شیخ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیے اور کہا:

”اللہ سے معاف کرے۔ اس کے انداز سے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ
 جیسے یہ اپنے دل میں میرے خلاف کچھ چھپائے ہوئے ہے، اس کو
 لکھو: اللہ کی قسم! میرے دل میں تمہارے خلاف کوئی بات نہیں بلکہ تم
 میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہو اور ترقی کے سلسلے میں تم نے
 کبھی بات ہی نہیں کی۔ یہ خط بدلو، نئے سرے سے لکھو اور اپنا مدعا
 ذکر کرو، ہم ان شاء اللہ آپ کی ترقی کروانے کی کوشش کریں گے۔“
 نیز آخر میں اُس کے لیے توفیق و فلاح کی دعا کی۔ شیخ کا یہ خط پڑھ کر وہ شخص
 انتہائی شرمندہ ہوا بلکہ شرمندگی سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور شیخ سے معافی مانگی۔ انہوں
 نے اُسے پاس ٹھایا، معاف کیا، پیار کیا، معذرت بھی کی اور دعائیں بھی دیں۔^②

① الدرر النہیۃ (ص: ۶۲-۶۳)

② الدرر الذہبیۃ (ص: ۴۳، ۴۴)

تواضع:

شیخ کی تواضع و انکساری کا یہ عالم تھا کہ بعض اہل علم و فضل نے تجویز پیش کی کہ کھانا کھاتے وقت آپ کے دسترخوان پر ملازم، طالب علم، فقراء و مساکین، عرب و عجم سب ہوتے ہیں اور کچھ بڑی (سرکاری و غیر سرکاری) شخصیات کو شائد یہ اچھا نہ لگتا ہو لہذا آپ ان عام لوگوں کو الگ کھلا دیا کریں اور خود کبار شخصیات کے ساتھ الگ کھایا کریں۔ یہ سن کر شیخ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور کہا: ”مسکین ہیں یہ رائے رکھنے والے، انھیں مسکینوں کے ساتھ کھانا کھانے کی لذت کا اندازہ ہی نہیں۔ میں یہی سلسلہ جاری رکھوں گا، جس کا جی چاہے یہیں میرے ساتھ بیٹھے، جسے ہمارے ساتھ اس طرح بیٹھنا اچھا نہ لگے ہم کسی کو بیٹھنے پر مجبور نہیں کرتے۔“^①

کرم و کشادہ دلی:

فقراء و مساکین اور محتاجوں کے لیے اتنے جو د و کرم کے مالک تھے کہ کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا، ان کی کشادہ دلی کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے کبھی تھوڑا یا زیادہ مال سنبھال کر نہیں رکھا بلکہ جو ہوتا دے دیتے حتیٰ کہ بعض دفعہ اپنے ماہانہ مشاہرہ کو ختم کر کے ادھار لے کر ضرورت مندوں کو نوازتے اور کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ بعض ضروری اور قیمتی چیزوں کو بیچ کر مجاہدین اور عام محتاجوں کی ضرورتیں پوری کیں۔

کھانا کبھی اکیلے کھایا ہی نہیں تھا بلکہ ان کے دسترخوان کی وسعت و کشادگی کا یہ عالم تھا کہ ہر کھانے پر مقامی و بیرونی مہمان سینکڑوں کی تعداد میں ہوا کرتے

① إمام العصر (ص: ۹۳) الدرر الذهبية (ص: ۲۳) مواقف مضيئة في حياة الإمام

ابن باز للشيخ حمود بن عبد الله المطر (ص: ۴۸، ۴۹)

تھے، جن میں طلبہ، علماء، مفکرین، ادباء، دانشور، وزراء اور چھوٹے بڑے حتیٰ کہ فقراء و مساکین تک شامل ہوتے تھے۔

آپ کی فیاضی اور کرمِ ضیافت و میزبانی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے چاہنے والوں میں سے بعض لوگوں نے آپ کو دورِ حاضر کا ”حاتم طائی“ قرار دے رکھا تھا۔ کیونکہ وہ بھی فقیر و محتاج کی معیت کے بغیر اکیلے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔^①

ان کے اخلاقِ کریمانہ اور کشادہ دلی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی صاحب کے بقول الادب المفرد امام بخاری کے شارح شیخ فضل اللہ جیلانی ہندی کی علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کی، جب مہمان دسترخوان پر جمع ہو چکے تو شیخ نے گھر کے برتن دھونے والے ملازم کے بارے میں محسوس کیا کہ وہ موجود نہیں ہے، اسے آوازیں دیں، بلوایا کہ وہ بھی ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے اور جب تک وہ آ نہیں گیا شیخ نے کھانا شروع نہیں کیا۔

مجھ سے شیخ جیلانی نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ شیخ کا بیٹا ہے؟ میں نے انھیں بتایا کہ یہ شیخ کے گھر کے برتن دھونے والا ملازم ہے تو انھیں یقین نہیں آیا، پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ ضعیف کے ساتھ یہ عظیم تواضع اور رحم دلی میں نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں کبھی کہیں نہیں دیکھی اور نہ ہی کبھی تاریخ میں پڑھی ہے۔^②

محبوبِ خلائق ہونے کا سبب:

شیخ عبدالعزیز بن محمد السدحان نے ایک مرتبہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: لوگوں کے دلوں میں آپ کے لیے جذباتِ احترام و محبت اور آپ کی اس قبولیتِ عامہ کا اصل سبب کیا ہے؟

① البدایة والنہایة إمام ابن کثیر (۱۹۷/۳)

② الدرر الذهبیة من عیون القصص البازیة للشیخ عبد الرحمن الرحمہ (ص: ۶۳)

شیخ رحمہ اللہ نے اس کا جواب دینے سے اعراض و پہلو تہی کی تو انہوں نے اس محبت کے ساتھ جواب لینے پر اصرار کیا کہ یہ محض لوگوں کے استفادہ کے پیش نظر ضروری ہے، اس پر شیخ نے کہا:

”میں اپنے دل میں کسی بھی شخص کے خلاف کوئی حسد و بغض اور غصہ

نہیں رکھتا۔“

نیز دیگر کئی امور میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے نہ صرف ریاض و سعودیہ اور نہ صرف عالم عرب بلکہ پورے عالم اسلام کے محبوب ہونے میں اجماع یا تقریباً اجماع ہے۔^①

اساتذہ عظام:

علامہ ابن باز نے بڑے بڑے علماء و فضلاء کے آگے زانوائے ادب و تلمذ طے کیے اور ان سے کسب علم کیا۔ ہم ان میں سے چند کبار اہل علم و فضل کے مختصر تذکرہ پر اکتفاء کرتے ہیں:

① شیخ محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسین بن شیخ محمد بن عبد الوہاب، جو ریاض میں ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد کے علاوہ شیخ محمد بن عتیق اور دیگر کبار علماء سے کسب فیض کیا، تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو شاہ عبدالعزیز نے انہیں القویعیہ اور پھر الوشم میں قاضی کے منصب پر فائز کیا۔ اسی طرح انہیں عسیر و حجاز کے علاقوں میں داعی و مبلغ بنا کر بھیجا گیا اور ان کی دعوت و تبلیغ خلق کثیر کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنی۔ جب ان کی بے پناہ صلاحیتوں کا پتہ سلطان عبدالعزیز کو چلا تو انہوں نے انہیں سعودی حکومت

① الممتاز فی مناقب الشیخ ابن باز للشیخ عائض بن عبد اللہ القرنی (ص: ۳۹)

کے دارالسلطنت الریاض کا قاضی مقرر کر دیا۔

انہوں نے افتاء و تدریس کے میدان میں بھی خوب جوہر دکھلائے، سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم ساحة الشیخ محمد بن ابراہیم اور دارالایمانہ للبحث والترجمہ و النشر کے مالک شیخ حمد بن محمد بن جاسر اور کثیر اہل علم نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کا مکتبہ (لابریری) وسعت مکان، کثرت کتب اور خزانہ محفوظات ہونے کے لحاظ سے نجد میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ وہ خود عقیدہ توحید اور دیگر امور پر کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے، وہ بروز اتوار ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۶۷ھ میں فوت ہوئے۔

ان کے تین بیٹے عبد الرحمن، عبد اللہ اور ابراہیم تھے، اور انہی کے نامور پوتے ساحة الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ آل الشیخ ہیئتہ کبار العلماء اور اللجنہ الثقافیہ الخماسیہ کے ممبر، الجامع الکبیر الدیرہ، الریاض کے امام و خطیب، مسجد نمرہ (عرفات) میں دسیوں سال سے امام و خطیب حج چلے آ رہے ہیں نیز علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ساتھ ہی ان کی جگہ پر وہ خادم الحرمین الشریفین کے شاہی فرمان سے ہیئتہ کبار العلماء کے رئیس اور سعودی عرب کے مفتی اعظم کے عہدے پر بھی فائز کر دیے گئے ہیں۔^①

وَفَقَّهَ اللَّهُ لِكُلِّ مَا فِيهِ خَيْرُ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ.

- ② شیخ عبد اللہ بن عبد اللطیف ان سے بعض کتب توحید و فقہ اور کتب حدیث پر تھیں۔
- ③ شیخ سعد بن حمد بن علی بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ۔ مرحوم حوطہ بنی تمیم کے ایک گاؤں الجلوۃ میں (صحیح ترقول کے مطابق) ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور پھر ۱۳۰۱ھ میں حصول علم کے لیے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔

① الإنجاز (ص: ۷۲-۷۸)

② الشیخ ابن باز للندوة (ص: ۷۰) ملحق جریده المدینہ، الأربعاء ۱۴ صفر ۱۴۲۰ھ

جہاں کبار اہل حدیث علماء میں سے شیخ العرب والعمام علامہ سید نذیر حسین محدث دہلوی، والا جاہ علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی والی ریاست بھوپال، اسی طرح شیخ شریف حسین، شیخ محمد بشیر سندھی، شیخ سلامت اللہ ہندی، شیخ حسین بن محسن یمانی (نزیل الہند) سے نو سال تک حصول علم میں مشغول رہے اور اجازات و شہادات حاصل کیں۔ علامہ سید نذیر حسین اور علامہ یمانی سے ان کے اجازہ حاصل کرنے کا خصوصی ذکر ملتا ہے۔

علماء اہل حدیث پاک و ہند سے تلمذ و تعلق:

سابقہ سطور سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ بالواسطہ ہندوستان اور خصوصاً علماء اہل حدیث سے فیض یافتہ تھے جو ہندوستان کے لیے بالعموم اور اہل حدیث کے لیے بالخصوص ایک اعزاز ہے۔ ہندوستان سے تحصیل علم سے فارغ ہو کر حج کے لیے مکہ مکرمہ کا سفر اختیار کیا اور وہاں بھی کبار نجدی، حجازی اور ہندی علماء (شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ الہندی) سے خوب خوب استفادہ کیا۔

ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت العلام حافظ عبد اللہ محدث روپڑی اور حافظ عبد القادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مثالی تعلقات تھے حتیٰ کہ موصوف نے محدث روپڑی کو پیشکش کی تھی کہ وہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھانے کے لیے تشریف لے آئیں لیکن حضرت روپڑی نے شکریہ کے ساتھ معذرت کر دی تھی۔ انہوں نے اپنے حواشی والی فتح الباری بطور ہدیہ یہ محدث روپڑی کو پیش کی تھی۔ آپ نے فتح الباری کو شروع سے ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ فلاں مقام پر بھی حاشیہ ہونا چاہیے تھا۔ اس پر شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔^①

① ضمیمہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور (جلد: ۵۲، شماره: ۸) بابت: ۲۵/ ذوالقعدة ۱۴۲۰ھ، ۳/ مارچ

۲۰۰۰ء مضمون استاذی شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خان بروقات حافظ عبد القادر روپڑی۔

شیخ ابن عتیق کا منصب:

جب وہ حج اور حصول علم سے فارغ ہو کر اپنے علاقہ میں آئے تو امام عبد اللہ الفیصل آل سعود نے انھیں الافلاج کا قاضی مقرر کر دیا یہاں تک کہ ملک عبدالعزیز نے ۱۳۱۹ھ میں الریاض کو فتح کیا اور الافلاج پر بھی قبضہ کر لیا تو انھوں نے شیخ کو الریاض میں منتقل کر کے الریاض کے گرد و نواح کے تمام علاقوں کا قاضی مقرر کیا۔ ساتھ ہی ساتھ انھیں الریاض کی الجامع الکبیر کی امامت و خطابت بھی سپرد کر دی اور اس میں وہ صبح اور دوپہر دو نشستوں میں انتہائی علمی درس بھی دیا کرتے تھے۔

شیخ ابن عتیق کے چند معروف تلامذہ کرام یہ ہیں:

- ۱۔ ساحتہ الشیخ عبد اللہ بن حسن رئیس القضاة (چیف جسٹس)۔
 - ۲۔ ساحتہ الشیخ محمد بن ابراہیم رئیس القضاة۔
 - ۳۔ ساحتہ الشیخ عمر بن حسن رئیس الہیئات للامر بالمعروف (منطقہ وسطی و شرقیہ)۔
 - ۴۔ شیخ عبداللطیف بن ابراہیم نائب رئیس المعاہد و التعلیمات (انسٹی ٹیوٹس اور کالجز)۔
 - ۵۔ معروف ریسرچ اسکالر استاد حمد الجاسر۔
 - ۶۔ معروف شاعر محمد بن عثیمین۔
 - ۷۔ شیخ محمد بن رشید قاضی الرس (القصیم) اور دیگر کثیر علماء نے ان سے کسب فیض کیا۔
- شیخ ابن عتیق نے افتاء و تالیف میں بھی کام کیا، ان کی تصنیفات کئی مجلّات پر مشتمل ہیں، صرف ایک کتاب ”المجموع المفید“ میں ان کے چالیس رسائل کو جمع کر کے شائع کر دیا گیا ہے نیز دیگر کتب و رسائل اور فتاویٰ ان کے علاوہ ہیں۔ وہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ میں الریاض میں فوت اور دفن ہوئے۔^①

4) شیخ حمد بن فارس بن محمد التیمی۔

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے یہ استاذ ۱۲۶۲ھ میں ایک گاؤں العطار (سدیر) میں پیدا ہوئے۔ علم فرائض و حساب میں اپنے وقت کے کبار علماء میں سے تھے۔ امام عبداللہ الفیصل آل سعود نے انھیں بیت المال کی ذمہ داری سونپی، جو اُس وقت آج کے وزیر مالیات (خزانہ) کے عہدہ کے برابر تھی، اور ساتھ ہی انھیں آل سعود کے اوقاف کا بھی مدیر بنایا تاکہ ان کی آمدنی کو اعمال خیر و احسان میں صرف کیا کریں۔ وہ امام عبدالرحمن الفیصل کے عہد میں حتیٰ کہ سلطان عبدالعزیز کے ابتدائی عہد میں بھی اپنے عہدوں پر قائم رہے۔

ان سے سماعۃ الشیخ عبداللہ بن حسن، سماعۃ الشیخ محمد بن ابراہیم، سماعۃ الشیخ عمر بن حسن جیسے کبار علماء آل الشیخ نے علم حاصل کیا۔

وہ ۲۸ جمادی الآخرة ۱۳۳۵ھ میں الریاض میں فوت ہوئے۔ مکہ مکرمہ،

مدینہ منورہ، جدہ اور طائف میں بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔¹

5) شیخ صالح بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن حسین بن شیخ محمد بن عبدالوہاب۔

الریاض سے تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر دور النخرج کے پاس السلمیہ نامی مقام پر پیدا

ہوئے، جلد ہی والد فوت ہو گئے اور یہ اپنی والدہ کے ساتھ الریاض منتقل

ہو گئے۔ وہیں حصول علم اور عمل تجارت میں مشغول رہے، شاہ عبدالعزیز کے

غزوات میں ان کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ ۱۳۳۷ھ میں شاہ عبدالعزیز

نے انھیں الریاض کا قاضی مقرر کیا لیکن ۱۳۵۲ھ میں بیماری کے نتیجہ میں

انھوں نے اس منصب سے استعفیٰ دے دیا اور ۱۳۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

الریاض میں ان کے علمی دروس کی بڑی شہرت ہوا کرتی تھی اور ان کی ایک

بہت بڑی ذاتی لائبریری بھی تھی۔^۵

⑥ ساحتہ العلامہ الشیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب سابق چیف جسٹس و مفتی اعظم سعودی عرب۔ ۱۷ محرم ۱۳۱۱ھ میں ریاض میں پیدا ہوئے، چودہ برس کی عمر کو پہنچنے تک نابینا ہو گئے مگر قرآن کریم حفظ کیا اور یہ فقدان بصارت حصول علم کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ ۱۳۳۹ھ میں شاہ عبدالعزیز نے انھیں ریاض کی مشہور مسجد الشیخ کا امام و مدرس مقرر کیا۔ ۱۳۴۵ھ میں چھ ماہ کے لیے حاکم کے خصوصی آرڈر۔۔۔ الغنطخت میں مصروف دعوت و تبلیغ رہے اور پھر ریاض لوٹ آئے۔

ریاض میں ان سے خلق کثیر نے استفادہ کیا۔ ان کے چند خاص خاص

شاگرد یہ ہیں:

① علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن حمید (رئیس مجلس القضاء الاعلیٰ و رئیس شئون الحرمین الشریفین، والد چیئر مین سعودی مجلس شوریٰ و امام کعبہ ڈاکٹر صالح بن حمید رحمۃ اللہ علیہ)۔

② شیخ عبد اللہ یوسف الوابل (معروف عالم دین، ابہا)۔

③ شیخ عبد اللہ سلیمان المعذنی (رئیس دیوان المظالم)۔

④ شیخ عبدالعزیز بن ناصر بن رشید (چیف جسٹس و فاقی شرعی عدالت مکہ المکرمہ)۔

⑤ عبد الملک (برادر شقیق، رئیس ہینات الامر بالمعروف بالشرقیہ)۔

⑥ شیخ عبد الرحمن بن فارس (قاضی ریاض)۔

⑦ شیخ ابراہیم بن سلیمان آل مبارک (قاضی لخرمہ و الافلاج)۔

⑧ شیخ عبد اللہ بن عمر بن دھیش (چیف جسٹس شرعی کورٹ مکہ المکرمہ)۔

۹ شیخ سلیمان بن عبید السلمی (چیف جسٹس شرعی کورٹ مکہ)۔

۱۰ شیخ ابراہیم (صلبی بیٹا، نائب مفتی اعظم)۔

۱۱ عبد العزیز (صلبی بیٹا، مدیر انسٹی ٹیوٹس اینڈ کالجز)

۱۲ شیخ سعود بن رشود (چیف جسٹس شرعی کورٹ الرياض)۔

۱۳ شیخ محمد بن مہیزع (سابق قاضی الرياض)۔

۱۴ شیخ محمد بن شیخ عبدالرحمن بن قاسم (جامع مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ)۔ وغیرہم کثیر.....

تالیف و تصنیف اور فتویٰ نویسی کے میدان میں بھی موصوف نے بڑا کام کیا، ان کے فتاویٰ کی کئی جلدیں باقاعدہ شائع ہو چکی ہیں جن کے جامع بھی شیخ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم (جامع مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ) ہی ہیں۔

جبکہ ان کے علاوہ اتنے فتاویٰ ابھی باقی ہیں کہ جو کئی مجلدات میں شائع ہونگے اور سنا ہے کہ انہیں ترتیب و تبویب اور تحقیق کر کے شائع کرنے کا پروگرام بھی بن چکا ہے۔

اس کے علاوہ بھی ان کی کئی کتابیں ہیں، وہ شاعر بھی تھے۔ شیخ محترم نے بڑے بڑے مناصب کو شرف بخشا مثلاً:

① ۱۳۳۹ھ سے لے کر وفات تک مسجد الشیخ کے امام و مدرس رہے۔

② ۱۳۶۹ھ میں موصوف نے ملک عبدالعزیز کو مشورہ دیا کہ الرياض میں ایک

معہد علمی بنانا چاہیے، حاکم مملکت نے فوراً معہد قائم کرنے کا شاہی فرمان جاری کر دیا اور اس کی نگرانی شیخ کے سپرد کردی، شیخ نے اپنے بھائی شیخ عبداللطیف کو اس معہد کا مدیر بنا دیا۔

③ ۱۳۷۳ھ میں سعودی دارالافتاء وجود میں آیا جس کے رئیس آپ ہی تھے۔ ۱۳۷۴ھ

میں حاکم نے معہد علمی کی متعدد برانچیں کھولنے کی ذمہ داری بھی شیخ کو سونپ دی، شروع میں معہد کی چھ برانچیں بریدہ، شقراء، احساء، جمعہ، صامطہ اور مکہ مکرمہ میں کھولی گئیں پھر سارے سعودی عرب میں ان کا جال پھیلا دیا گیا۔

④ ۱۳۷۶ھ میں نجد، الشرقیہ اور الشمالیہ میں ریاستہ القضاء قائم کی گئی تو اس کے رئیس بھی آپ ہی بنے۔

⑤ ۱۳۷۸ھ میں الحجاز والغربیہ سمیت پورے سعودی عرب کے رئیس القضاء ہو گئے۔

⑥ ۱۳۱۸ھ میں جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) مدینہ منورہ قائم ہوئی تو اس کے رئیس مقرر ہوئے۔

ان کی وفات کے بعد ۱۳۹۰/۹/۱۵ھ میں یہ منصب ان کے شاگرد اور ہمارے ممدوح شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا گیا۔

⑦ ریاستہ المجلس الاعلیٰ للرابطۃ العالم الاسلامی۔

⑧ ریاستہ المکتبۃ السعودیۃ بمسجد الشیخ۔

⑨ ریاستہ المعہد الاسلامی، نائیجیریا۔

⑩ ریاستہ المجلس العالی للقضاء (سپریم جسٹس کونسل)۔

⑪ ریاستہ معہد امام الدعوة۔

⑫ خطیب الجامع الکبیر و امام العیدین بالریاض۔

⑬ براعظم افریقہ میں دعوت و ارشاد کے نگران۔

⑭ مؤسسۃ الدعوة الاسلامیۃ کے رئیس، جس سے ماہنامہ مجلہ ”الدعوة“ صادر ہوتا ہے۔

⑮ ائمہ و مؤذنین کی تعین کی نگرانی۔

⑯ واعظین و مبلغین کی تعین بھی انھی کے سپرد تھی۔

①۷ مجلس ہیئت کبار العلماء کی تاسیس شروع کی اور ۱۳۸۹ھ میں اس کا میزانیہ بھی طے پا گیا مگر عمر نے وفات کی اور اس مجلس کے کام شروع کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ رحمةً واسعةً.

موصوف نے بروز بدھ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ وفات پائی۔ ہمارے ممدوح علامہ ابن باز نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور شاہ فیصل سمیت خلق کثیر نے انھیں سپرد خاک کیا۔

ان کے چار بیٹے ہیں: شیخ عبدالعزیز، شیخ ابراہیم، احمد اور عبداللہ۔ ان کے پہلے دونوں بیٹے بھی عالم و فاضل اور شاعر تھے، انھوں نے اور دیگر بے شمار شعراء و ادباء نے بھی اپنے عظیم والد اور فاضل شیخ کی وفات پر مرثیے کہے۔
⑱ علامہ ابن باز کے اساتذہ میں سے ہی شیخ حمد بن فارس (وکیل بیت المال۔ الریاض) بھی تھے، ان سے نحو اور الاجرومیہ پڑھی۔

⑧ شیخ سعد بن وقاص بخاری، مدرس علم تجوید مکہ مکرمہ، ۱۳۵۵ھ میں ان سے تجوید کا علم حاصل کیا، شامیہ میں دوکان تھی، اس سے زیادہ ان کے حالات نہیں ملتے۔^②

⑨ شیخ محمد امین الشنقیطی سے منطق کی کتاب شرح علم الاخصری پڑھی اور ۱۳۸۸ھ۔ ۱۳۹۳ھ کے دوران مسجد نبوی میں ان کے درس میں شریک رہے جبکہ آپ خود بہت بڑے عالم بن چکے تھے۔^③

① الإنجاز (ص: ۹۷-۱۰۹) و الممتاز (ص: ۱۶)

② الإنجاز (ص: ۹۶)

③ سیرت ابن باز للندوہ (ص: ۸-۹) و ملحق المدینہ، الأربعاء ۴ صفر ۱۴۲۰ھ)

تلامذہ کرام:

سماحة الشيخ ابن باز رحمته الله نے الدلم، الرياض، مدینہ منورہ اور پھر الرياض میں لوگوں میں علم کے لعل و جواہر بنائے، لہذا ان چاروں جگہوں سے متعلقہ ان کے صرف معروف شاگردوں کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کیا جاتا البتہ جن کا تذکرہ ایک مرتبہ آگیا اسے دوبارہ ذکر نہیں کیا جائے گا تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔

أولاً: الدلم:

۱۳۵۷ھ میں آپ الدلم میں قاضی بنا کر بھیجے گئے اور ۱۳۷۱ھ تک 14 سال وہاں اس عہدے پر فائز رہے۔ اس دوران جن لوگوں نے ان سے استفادہ کیا ان میں سے درج ذیل نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

- 1- معالی الشيخ راشد بن صالح بن حنین، مشیر دیوان حاکم و ممبر ہیئۃ کبار العلماء (ایام قضاء دلم میں شیخ کے کاتب بھی تھے)۔
- 2- معالی الشيخ عبد اللہ بن سلمان المسعری، سابق رئیس دیوان المظالم (یہ بھی کاتب تھے)۔
- 3- معالی استا و عبد العزیز بن عبد اللہ السالم جنرل سیکرٹری مجلس وزراء۔
- 4- شیخ محمد بن سلیمان آل سلیمان سابق قاضی (سپریم کورٹ) الدمام، رئیس جمعیت تحفیظ القرآن الکریم بالمنطقہ الشرقیہ۔
- 5- شیخ عبد اللہ بن حسن القعود، ممبر ہیئۃ کبار العلماء، سابق ممبر دائمی فتویٰ کمیٹی، امام و خطیب جامع الملک عبد العزیز بالربع الرياض۔
- 6- شیخ محمد بن زید آل سلیمان، ممبر ہیئۃ کبار العلماء و قاضی التمییز (وفاقی سپریم کورٹ) الرياض، رئیس المحاکم الشرعیہ بالدمام (ماہ رجب ۱۴۲۷ھ میں

ریٹائر ہوئے ہیں)۔

- 7- شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الشعری مشیر المحرس الوطنی۔
- 8- شیخ عبدالرحمن بن سحان، کاتب شیخ، پھر رئیس محکمۃ الافلاج پھر رئیس محکمۃ الدلم پھر جج وفاقی سپریم کورٹ۔
- 9- شیخ حمد بن سعد بن حمد العتیق قاضی ھدیہ التمییز۔
- 10- شیخ سلیمان بن عبداللہ بن حماد، شیخ ممدوح کے اگلے دن کے دروس کی تیاری کے لیے شیخ کے سامنے مختلف مطلوبہ کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر منقش قضائی (انسپکٹر عدلیہ) رہے۔
- 11- شیخ محمد بن احمد بن سنان سابق نائب رئیس الجمعیۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن، مدیر مدرسہ تحفیظ القرآن الاولیٰ بالریاض۔
- 12- شیخ عبدالرحمن بن ناصر البراک، عقیدہ و اصول عقیدہ کے معروف پروفیسر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ بالریاض و مؤلف کتاب ”ابن باز فی الدلم قاضیاً و معلماً“
- 13- شیخ علی بن عبداللہ بن حواس، صاحب تالیفات کثیرہ، علماء القصیم میں سے معروف عالم تھے۔
- 14- شیخ عبدالعزیز بن محمد جلال، رئیس ہیئۃ الامر بالمعروف بالدم۔
- 15- شیخ سلیمان بن عبدالعزیز آل سلیمان، معروف قاضی، رئیس ہیئۃ التمییز، بالریاض۔
- 16- شیخ صالح بن حسین العلی رضی اللہ عنہ (عراقی) شیخ ممدوح کی مجلس قضاء کے کاتب، مدیر مدرسہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پھر استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔
- 17- شیخ سعد بن عباس الغامدی، رئیس محکمۃ خمیس مشیط۔
- 18- شیخ محمود یاسین (فلسطینی) شیخ ممدوح کے حکم پر مدرسہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے

افتتاح ۱۳۶۸ھ پر اس کے پہلے مدیر بنے۔

19۔ شیخ عبد الرحمن بن عثمان الجابر، تیس سال سے المعهد العلمی الدلم کے مدیر و مدرس اور مساجد الدلم میں علمی دروس دیتے آرہے ہیں۔
یہ بعض کبار علماء کے اسماء گرامی ہیں جبکہ ان کے علاوہ بھی فلسطین، یمن، عراق، حبشہ اور سعودی عرب کے بے شمار لوگوں نے الدلم میں شیخ سے کسب فیض کیا جن میں سے 29 نام شیخ عبد الرحمن الرحمہ نے ”الإنجاز فی ترجمة الإمام ابن باز“ اور 80 نام شیخ عبد اللہ بن صالح العسکر نے اپنی کتاب ”من أعلامنا“ میں ذکر کیے ہیں۔^①

ثانياً: الرياض:

۱۳۷۱ھ میں الرياض میں پہلے معهد الرياض العلمی میں ایک سال اور پھر کلیہ شرعیہ الرياض (جو بعد میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کی شکل اختیار کر گیا) میں ۷ سال مدرس علوم شرعیہ (مدرس فقہ، حدیث اور توحید) رہے، اس دوران کے طلبہ کے نام یہ ہیں:

20۔ شیخ زید بن عبد العزیز بن فیاض، صاحب کتاب ”الروضۃ الندیۃ فی شرح العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمیۃ“۔

21۔ شیخ محمد بن سلیمان الاشقر، معروف اصولی عالم، صاحب کتاب ”زبدۃ التفسیر عن فتح القدير للشوکانی“ اور دیگر مؤلفات کثیرہ، کویت میں رہے، دعوت و ارشاد اور تصنیف و تالیف میں بڑا کام کیا، حکومتی خرچ پر شائع ہونے والی پینتالیس (۳۵) جلدوں کی ”الموسوعة الفقهية“

① الإنجاز للرحمة (ص: ۱۱۳ - ۱۲۱) من أعلامنا للشيخ عبد الله بن صالح

(فقہی انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تدوین) کے معاملہ میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔

22- شیخ حمود بن عبد اللہ العقلا، القصیم میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کی فرع (برانچ) کے فقہ و عقیدہ کے معروف مدرس۔

23- شیخ عبد العزیز بن محمد آل عبد المنعم سیکرٹری جنرل ہیئۃ کبار العلماء، حکومت کی طرف سے ”مرتبہ ممتازہ“ پر فائز ہیں جو کہ وزیر کے رتبہ کے قریب قریب ہوتا ہے۔ شیخ ابن باز کا ان پر بڑا اعتماد تھا اور وہ ان سے اکثر امور میں مشورہ کیا کرتے تھے۔

24- شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الغدیان، فتویٰ کی دائمی کمیٹی کے ممبر، ہیئۃ کبار العلماء کے ممبر، لجنۃ خمسہ کے ممبر۔

25- شیخ ابراہیم بن حمد بن ابراہیم آل شیخ، سابق وزیر عدل، سابق ممبر ہیئۃ کبار العلماء، رئیس مجلس ادارۃ مؤسسۃ الدعوة الاسلامیہ [مجلۃ الدعوة]۔

26- شیخ عبد اللہ بن عبد العزیز بن ادریس، معروف ادیب و شاعر، رئیس نادۃ ادبی، الرياض۔

27- شیخ علی بن سلیمان الرومی، نائب رئیس ہیئۃ التعمیر، الرياض۔ معروف عالم و فقیہ، معروف ماہر علم موارث و فرائض۔

28- شیخ صالح بن محمد رشود، سابق مدرس کلیۃ الشریعہ معروف حنبلی عالم و فقیہ۔

29- شیخ عمر بن عبد العزیز بن متروک، سابق مشیر دیوان حاکم، وکیل وزارت العدل، علامہ شیخ بکر ابو زید نے اپنی کتاب ”الربا و المعاملات المصرفیہ“ میں ان کے بڑے تفصیلی حالات ذکر کیے ہیں۔

30- شیخ فالح بن سعد آل مہدی، مؤلف کتاب ”التحفۃ المہدیہ شرح

الرسالة التدمریة لابن تیمیہ“۔

31- شیخ محمد بن صالح العثیمین، مفتی عالم اسلام، عالم کبیر، فقیہ شہیر، ماہر علم اصول و ماہر نحو، مدرس جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، فرع القصیم، صاحب تصانیف کثیرہ و فتاویٰ مفیدہ، شیخ موصوف مسجد و کلیہ میں عرصہ دراز تک علامہ مدوح کے ملازم صحبت رہے تھے۔

32- الشیخ حمود بن عبدالعزیز السبیل، معروف قاضی و مشہور فقیہ۔

33- شیخ عطیہ محمد سالم رحمۃ اللہ علیہ، قاضی محکمۃ المدینہ المنورہ، مدرس مسجد نبوی، علامہ محمد امین الشنقیطی کے بھی معروف شاگرد رشید تھے، ان کی کتاب تفسیر ”أضواء البیان“ کی تکمیل انھی نے کی، التہمید لابن عبدالبر کو فقہی ابواب پر مرتب کیا، ابھی حال ہی میں (۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء میں) وفات پائی ہے۔

موصوف کو اہل پاک و ہند سے بڑا پیار تھا، پاکستان کا دورہ بھی کیا اور سیالکوٹ کی ایک بہت بڑی کانفرنس میں ایک اجلاس کی صدارت بھی کی تھی۔

34- شیخ صالح بن عبدالرحمن الاطرم، ممبر بیئۃ کبار العلماء، ممبر دارالافتاء، مدرس کلیۃ الشریعہ الریاض۔

35- شیخ حسن بن عبداللطیف بن مانع، معروف عالم، مدرس المعهد العلمی سخی الشفاء، الریاض۔

36- شیخ عبداللہ بن محمد بن زاحم، سابق رئیس محاکم (کورٹس) المدینہ المنورہ، ممبر مجلس القضاء الاعلیٰ (وفاقی قضائی سپریم کونسل)، امام و خطیب مسجد نبوی۔

37- شیخ عبداللہ بن محمد بن رشید، ممبر مجلس القضاء الاعلیٰ۔

38- شیخ عبدالصمد محمد الکاتب، سابق مدرس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، ماہر علم فرائض، داعی و مبلغ، اصلاً انڈین ہیں، اب سعودی نیشنل ہو چکے ہیں، ان کے ایک فرزند شیخ منیر الکاتب اراکو (الظہران) میں کام کر رہے ہیں۔

- اسلامک کلچر سنٹر الدمام میں راقم کی ان سے ملاقات ہوئی ہے۔
- 39- شیخ علی الاحمد الصالحی رحمۃ اللہ علیہ معروف قصبی عالم و تاجر، معروف مفسر و عالم شیخ عبدالرحمن السعدی کے شاگرد و مشیر خاص، مؤلف تفسیر ابن القیم باسم ”السراج المنیر“ موصوف نے ”کشف الشبهات“ کی تحقیق و تعلق کے ساتھ اشاعت کی اور کتنے ہی ساقط شدہ شبہات کو مسودات سے جمع کر کے شامل کتاب کیا۔ ان کی تحقیق و تعلق سے شائع شدہ اضافوں والی کتاب ”کشف الشبهات“ کا راقم الحروف نے اردو ترجمہ کیا ہے جس کا تیسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ مِنْهُ الْقَبُوْل**
- 40- شیخ صالح بن محمد الحمیدان، سابق رئیس مجلس القضاء الاعلیٰ بمرتبہ وزیر، ممبر ہیڈ کبار العلماء، ممبر اللجنة الخماسیہ، دیگر ایام میں عموماً اور ماہ رمضان میں خصوصاً مسجد حرام میں روزانہ درس دیتے ہیں اور سعودی ٹیلیویشن کے چینل دن پر ہر جمعہ کے دن سوالوں کے جوابات کا پروگرام کرتے ہیں۔
- 41- شیخ صالح بن عبدالعزیز المنصور، معروف فقیہ، مدرس جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، مؤلف کتب کثیرہ۔
- 42- شیخ علی بن سلیمان الہبتا، سابق رئیس محکمہ مستعجلہ [لوئر کورٹ] مدینہ منورہ اور وہاں کے معروف عالم۔
- 43- شیخ محمد بن سلیمان البدر، ممبر مجلس القضاء الاعلیٰ، ممبر ہیڈ کبار العلماء۔
- 44- شیخ محمد بن عبدالکریم آل سلیمان، سابق قاضی محکمہ العمار، ماہر علم فرائض و مواریث۔
- 45- شیخ محمد بن عبداللہ الامیر، ممبر مجلس القضاء الاعلیٰ۔
- 46- شیخ عبدالکریم بن مراد الاثری، مدرس جامعہ اسلامیہ، پاکستان میں دعوت و تبلیغ کا بڑا کام کیا ہے، مسلک اہلحدیث سے والہانہ لگاؤ ہے، صاحب

”قصب السكر شرح نظم نخبة الفكر لابن حجر“ و صاحب مؤلفات کثیرہ۔

47۔ ڈاکٹر شیخ عبدالحسن بن حمد العباد سابق نائب رئیس (وائس چانسلر) مدینہ یونیورسٹی، مدرس مسجد نبوی، مولف کتب کثیرہ، مسجد نبوی میں صحیح بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی درساً پڑھا چکے ہیں اور ابن ماجہ پڑھا رہے ہیں اور اس کی تکمیل کی تمنا رکھتے ہیں، اللہ اس ”عالمِ مدینہ“ کی تمنائیں پوری کرے۔

ان کے فرزند ڈاکٹر عبد الرزاق البدر بھی معروف سعودی عالم ہیں اور سعودی عرب کے قرآن ریڈیو ”إذاعة القرآن الكريم“ سے ان کے دروس نشر ہوتے رہتے ہیں اور کئی کتابوں کے مولف ہیں۔

48۔ شیخ منصور بن حمد المالک، نائب رئیس دیوان المظالم، معروف عالم دین۔

49۔ شیخ محمد امان علی الجامی رحمۃ اللہ علیہ، افریقی الاصل سعودی نیشنل، مدرس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، مدرس مسجد نبوی، تیس سال تک کتب عقیدہ کی تعلیم دیتے رہے، راقم الحروف کی طالب علمی کے زمانے میں چند سالوں کے لیے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مبعوث کی حیثیت سے مدرس رہے، راقم کو نہ صرف شرف زیارت بلکہ شرف تلمذ بھی حاصل ہے۔ ”الصفات الالهية“ و ”الأسماء و الصفات“ اور دیگر کئی کتب کے مصنف، ۱۴۱۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

50۔ شیخ ابو بکر جابر الجزائری، مدرس مسجد نبوی، دعوت و تبلیغ کے لیے کثیر السفر، متعدد کتب کے مولف، آج کل ان کی کتاب ”منهاج المسلم“ کا اردو ترجمہ اردو دان طبقہ سے خراج تحسین لے رہا ہے۔ جس کا ترجمہ ”اسلامی طرز زندگی“ کے نام سے مولانا محمد رفیق اثری (ملتان) نے کیا ہے اور دارالسلام الریاض نے اپنے معروف معیاری انداز سے اسے چھاپا ہے۔

- 51- شیخ حمد بن محمد الفریان، سابق وکیل وزارت عدل، موجودہ ممبر سعودی مجلس شوریٰ۔
- 52- شیخ رومی بن سلیمان الرومی، سابق مشیر وزارت داخلہ۔
- 53- شیخ سعد بن محمد الفریان، ممبر الجمعية الخيرية لتحفيظ القرآن وچیف ایڈیٹر معروف ماہنامہ مجلہ الدعوة الرياض۔
- 54- شیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان آل فوزان، ممبر ہیئۃ کبار العلماء، ممبر دائمی فتویٰ کمیٹی، ممبر اللجنة الخماسية، عالم اسلام کے معروف علامہ و مفتی، ماہر مسائل عقیدہ حتیٰ کہ شیخ ابن باز مسائل عقیدہ کے حل اور متعلقہ کتابوں کے لیے عموماً لوگوں کو انہی کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا کرتے تھے، مؤلف کتب توحید و عقائد وغیرہ کثیرہ، ان کی کتاب ”التوحید“ کا اردو ترجمہ مولانا مختار احمد ندوی نے کیا اور اہل خیر کے خرچ پر وہ بے شمار تقسیم ہوئی، انھیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ و ابن قیم کی کتب سے والہانہ تعلق و لگاؤ ہے۔
- 55- شیخ عبد اللہ بن حمد الجلالی، معروف داعی و مبلغ، عنیزہ القصیم کے معروف تاجر، مسلمان خواتین کے مسائل و مشکلات کے حل کے لیے خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔
- 56- شیخ عبد اللہ بن سعد السعدی، سابق وکیل جامعۃ الامام لشئون المعاہد العلمیہ، معروف عالم و فاضل نجد، ماہر علم انساب۔
- 57- شیخ عبد اللہ بن محمد المذیف، مدرس المعهد العلمی الرياض، امام جامع بن ترکی بالشفاء، معروف داعی و مبلغ۔
- 58- شیخ عبد المحسن بن عبد اللہ الخیال رئیس محاکم جدہ، فقیہ و داعیہ و مبلغ۔
- 59- شیخ محمد بن سلیمان المہوس، رئیس ہیئۃ التحقیق والادعاء العام (انٹارنی جنرل، چیف آف ریسرچ کونسل، پبلک پراسیکیوٹر)۔

- 60- شیخ صالح بن غانم السدلان، رئیس قسم الفقہ بکلیۃ الشریعہ الریاض، فقیہہ، داعیہ، ماہر علم الاصول، مؤلف کتب کثیرہ۔
- 61- شیخ ابوبکر اسماعیل میغا، مدرس جامعۃ الملک سعود، مؤلف کتب کثیرہ۔
- 62- شیخ عبد الرحمن بن محمد آل سدحان، عمید کلیۃ الشریعہ بالریاض، فقیہ، ماہر علم اصول۔
- 63- شیخ غیب بن محمد آل غیب، قاضی التمییز، الریاض۔
- 64- شیخ علی بن مدیش بجوی، ممبر مجلس شوری، قاضی التمییز۔ دیوان حاکم۔
- 65- شیخ احمد بن عبد الرحمن الجبیل، رئیس قسم الاقتصاد الاسلامی بکلیۃ الشریعہ الریاض، داعی و مبلغ و مدرس۔
- 66- شیخ ڈاکٹر عبد اللہ عبد المحسن التركي، سابق مدیر جامعۃ الامام، سابق وزیر امور اسلامیہ و اوقاف و دعوت و ارشاد، ممبر ہیئۃ کبار العلماء، مشیر دیوان حاکم، سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی۔
- 67- شیخ محمد بن عبد اللہ العجلان ممبر مجلس شوری۔
- 68- شیخ ابراہیم الحمد الصائغ، سابق مدیر ادارۃ التعليم، حائل۔
- 69- شیخ محمد بن عبد الرحمن بن مفدی، ڈاکٹر جامعۃ الامام، نحوی، لغوی۔
- 70- شیخ عبد اللہ بن سلیمان بن منیع، سابق نائب رئیس العام لادارات الحجوث العلمیہ والافتاء، قاضی التمییز مکہ مکرمہ، ممبر ہیئۃ کبار العلماء، ممبر مجلس الاوقاف الاعلیٰ، محدث، فقیہ، ماہر علم المیراث، ماہر علم الاصول۔
- 71- شیخ عمران محمد العمران، ممبر مجلس الشوری، معروف قلمکار۔
- 72- شیخ عبد الرحمن بن سلیمان الرویشد، سابق مشیر وزارت داخلہ، رئیس تحریر مجلہ اشبل۔
- 73- شیخ محمد بن سعد بن حسین، ڈاکٹر جامعۃ الامام، معروف شاعر و صحافی۔

74۔ شیخ محمد بن عید الخطراوی، نائب رئیس نادى ادبى مدینہ منورہ، استاذ اللغۃ العربیہ جامعۃ الملک عبدالعزیز، فرع مدینہ منورہ۔

75۔ شیخ عبداللہ الترکی البکر، حائل کے کبار ادباء میں سے ایک عمدہ قلمکار۔^①

ثالثاً: مدینہ منورہ:

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۸۱ھ میں نائب رئیس (وائس چانسلر) جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی ہوئے جبکہ چانسلر آپ کے استاذ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ تھے لیکن ان کی وفات پر آپ ۱۳۹۰ھ میں چانسلر ہو گئے اور ۱۳۹۵ھ تک اسی منصب پر فائز رہے، ان سالوں کے دوران کسب فیض کرنے والوں میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

76۔ شیخ ابراہیم بن عبدالرحمن الحصین، مدیر مکتب ساحتہ الشیخ بالبت، و مشیر خاص۔

77۔ شیخ عمر محمد فلاتہ، سابق رئیس مرکز السنۃ والسیرۃ النبویہ بالجامعہ الاسلامیہ، مدرس مسجد نبوی، موصوف خالص سلفی العقیدہ عالم تھے۔ حال ہی میں (۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء) وفات پا گئے ہیں۔

78۔ شیخ محمد بن ناصر العبودی، سابق سیکرٹری جنرل مدینہ یونیورسٹی، اسٹنٹ سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، داعی وادیب، زود نویس صاحب قلم۔

79۔ شیخ سعد بن عبدالرحمن الحصین، مدیر مرکز الدعوة والارشاد، جمہان (اردن) داعیہ، صاحب مؤلفات کثیرہ۔

80۔ شیخ علی محمد ناصر الفقیہی، استاذ مدینہ یونیورسٹی، رئیس مرکز امور دعوت، سابق سیکرٹری جنرل مدینہ یونیورسٹی، مشیر کنگ فہد قرآن کمپلیکس، صاحب مؤلفات و تحقیقات علمیہ۔

81۔ شیخ عبدالرحمن عبدالخالق رئیس دائرۃ الافقاء جمعیتہ احیاء التراث الاسلامی

① الإنجاز (ص: ۱۲۱-۱۳۷) من أعلامنا عبد العزيز بن صالح العسکر (ص: ۱۲-۱۷)

- کویت، خالص سلفی العقیدہ، صاحب مؤلفات کثیرہ۔
- 82- شیخ ذیاب بن سعد السحیمی قاضی سپریم کورٹ مدینہ منورہ۔
- 83- شیخ صالح بن سعد السحیمی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، رئیس قسم العقیدہ
بشعبۃ الدراسات العلیا، داعی و مبلغ اور مؤلف کتب کثیرہ۔
- 84- شیخ عبید اللہ بن عبد اللہ الجابری مدرس مدینہ یونیورسٹی۔
- 85- شیخ عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم آل عبد اللطیف مدرس مدینہ یونیورسٹی۔
- 86- شیخ محمد بن بکری السمری ریسرچ فیوریوریا سہ البحوث العلمیہ والافتاء۔
- 87- شیخ بکر بن عبد اللہ ابوزید، ممبر پینتہ کبار العلماء، ممبر دائمی ریسرچ و فتویٰ کمیٹی،
معروف مؤلف و مصنف و سابق وکیل و زارة العدل۔
- 88- شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ ابوزید قاضی لوئر کورٹ مدینہ منورہ۔
- 89- شیخ علی بن محمد بن سنان، مدرس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، معروف عالم دین۔
- 90- شیخ عبد العزیز الشبل رحمۃ اللہ علیہ مدرس مسجد نبوی۔
- 91- شیخ علی بن عبد العزیز، معروف داعی و مبلغ افریقہ و غنیا۔
- 92- شیخ محمد بن قدومہ، افریقی ممالک میں دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والے
معروف داعی و مبلغ۔
- 93- شیخ علی مشرف العمری، سابق مدرس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، سابق مدرس
جامعہ سلفیہ فیصل آباد، راقم کے زمانہ طالب علمی میں یہ بحیثیت مبعوث سعودی
جامعہ سلفیہ فیصل آباد آئے تھے اور چند سال تدریس کے فرائض سرانجام
دیے۔ شیخ عمری صاحب آج کل مدینہ منورہ میں ہیں اور جن بھوت اور آسیب
زدہ لوگوں کے علاج و معالجہ کے لیے بڑی شہرت حاصل کیے ہوئے ہیں۔
- 94- شیخ محمد بن مجذوب بن مصطفیٰ، سابق استاذ مدینہ یونیورسٹی "علماء و

مفکرون عرفتهم“ جیسی کئی کتابوں کے مصنف۔

95۔ شیخ عبدالرحمن الحکواتی، سوریا [شام] میں مشہور و معروف واعظ و مبلغ^①۔

رابعاً: الرياض:

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ شوال ۱۳۹۵ھ میں رئیس العام لادارات الجوث

العلمیہ و الافقاء و الدعوة الارشاد بنائے گئے تو الرياض میں دوبارہ آگئے اور محرم

۱۴۱۲ھ میں سعودی عرب کے مفتی اعظم کے منصب پر فائز کر دیے گئے جس پر

تاحیات قائم رہے۔ ان آخری پچیس سالوں کے تلامذہ میں سے بعض نام یہ ہیں:

96۔ شیخ فہد بن جمین، مدرس جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، معروف عالم و

فاضل، یہ علامہ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد ہیں۔

97۔ شیخ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین، معروف عالم و فاضل اور دائمی فتویٰ کمیٹی کے

مفتی کبیر، مؤلف و محقق کتب کثیرہ، علم کے تین سعودی ستونوں میں سے تیسرے۔

98۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ الراجحی، مدرس جامعۃ الامام، معروف اہل علم و فضل۔

99۔ شیخ عبدالعزیز بن ابراہیم بن قاسم، قاضی سپریم کورٹ الرياض، فقیہ، ماہر علم

الاصول، لغوی، یہ علامہ عبداللہ بن محمد بن حمید کے بھی شاگرد ہیں۔

100۔ شیخ عبداللہ القصیر، مدرس جامعۃ الامام، مشیر وزارت امور اسلامیہ، صاحب

علم و فضل، داعی و مبلغ۔

101۔ شیخ عمر بن سعود العید، مدرس جامعۃ الامام، معروف فصیح اللسان داعی و

صاحب علم و فضل۔

102۔ شیخ خالد بن احمد الشریعی، امام و خطیب جامع الامیر عبدالرحمن بن عبداللہ۔

103۔ شیخ سلطان بن عبدالعزیز النخیس مدرس جامعۃ الامام۔

① الإنجاز (ص: ۱۳۷-۱۴۱) و من أعلامنا للعسکر (ص: ۱۰-۱۴)

- 104- شیخ عبدالعزیز بن حمد المشعل مدرس جامعۃ الامام۔
- 105- شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز الخفیر، مشیر وزارت امور اسلامیہ، امام و خطیب جامع بن سویلم العلیا، الریاض، معروف عالم و داعی۔
- 106- شیخ عبدالحسن الزامل، واعظ و مرشد وزارت دفاع، فقیہہ و محدث۔
- 107- شیخ صالح عبدالعزیز العقیل، مدرس جامعۃ الامام، ماہر علم الاصول، فقیہ، یہ علامہ عبداللہ بن محمد بن حمید کے بھی شاگرد ہیں، حال ہی میں وزارت عدل میں امور قضاء کے وکیل (انڈیکرٹری) متعین ہوئے ہیں۔
- 108- شیخ عبدالعزیز بن محمد السدحان پروفیسر ٹیکنیکل کالج، داعی و مبلغ، ماہر علم رجال، ماہر تاریخ، ماہر فن حدیث۔
- 109- شیخ عبدالعزیز بن محمد الوہبی، داعی و مبلغ برائے وزارت امور اسلامیہ۔
- 110- شیخ ڈاکٹر سعد بن عبداللہ البریک استاذ کلیہ اعداد المعلمین، معروف داعی و دہنگ خطیب۔
- 111- شیخ عبداللہ الشہرانی جو کہ علامہ مرحوم کے لیے تقریب لابن حجر پڑھا کرتے تھے۔
- 112- شیخ عبدالرحمن بن یوسف الرحمہ، شیخ مرحوم کے سوانح نگار، مؤلف کتاب الإنجاز۔
- 113- ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، بانی جامعہ ابن تیمیہ و مرکز ابن باز۔ بہار، انڈیا و دار الداعی الریاض، مؤلف کتب عربیہ و اردیہ۔
- 114- علامہ احسان الہی ظہیر، سابق مدیر اعلیٰ ہفت روزہ الاعتصام و اہلحدیث لاہور و بانی ماہنامہ ترجمان الحدیث، لاہور، مصنف کتب عربیہ و اردیہ۔^①
- یہ نام بقول کے محض ”مشتہ نمونہ از خروارے“ ہیں ورنہ موصوف سے علمی استفادہ کرنے والے تو بے شمار لوگ ہیں۔

① الإنجاز (ص: ۱۴۱ تا ۱۵۱) و من أعلامنا للعسکر (ص: ۱۰ تا ۱۴)

علمی دروس:

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ انہوں نے ان دروس میں جن کتابوں کی شرح و تفسیر بیان کی وہ درج ذیل ہیں:

- ① صحیح الامام بخاری۔ ② صحیح الامام مسلم۔
- ③ سنن ابی داؤد۔ ④ سنن ترمذی۔
- ⑤ سنن نسائی۔ ⑥ سنن ابن ماجہ۔
- ⑦ مسند احمد۔ ⑧ موطأ مالک۔
- ⑨ سنن دارمی۔ ⑩ صحیح ابن حبان۔
- ⑪ تفسیر ابن کثیر۔ ⑫ السنن الکبریٰ نسائی۔
- ⑬ ریاض الصالحین امام نووی۔
- ⑭ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔
- ⑮ الاصول الثلاثہ للشیخ محمد بن عبدالوہاب۔
- ⑯ الدرر السنیۃ جمع و ترتیب ابن قاسم۔
- ⑰ اغاثۃ اللہفان ابن قیم۔ ⑱ العقیدہ الواسطیہ امام ابن تیمیہ۔
- ⑲ منقحی الاخبار علامہ مجد الدین ابن تیمیہ، جس کی شرح امام شوکانی نے ”نیل الاوطار“ کے نام سے لکھی ہے۔
- ⑳ الفرائض۔ ㉑ اصول الاحکام۔
- ㉒ نخبۃ الفکر حافظ ابن حجر۔ ㉓ الاستقامۃ۔
- ㉔ جلاء الافہام ابن قیم۔ ㉕ بلوغ المرام ابن حجر۔
- ㉖ الحمویۃ ابن تیمیہ۔ ㉗ زاد المعاد علامہ ابن قیم۔

- ⑳ العقيدة الطحاوية - ㉑ منار السبيل مع اراء الغليل للالباني -
 ㉒ الصبارم المسلمون على شاتم الرسول ابن تيمية -
 ㉓ كتاب التوحيد شيخ الاسلام محمد بن عبد الوهاب -
 ㉔ الرحبية ①

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی مجلس درس کو بعض اہل علم کی طرف سے امام عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ کی مجلس جیسا قرار دیا گیا ہے۔

تالیفات و تصنیفات:

علامہ مرحوم نے اسلام کے تمام پہلوؤں پر ضخیم کتابیں اور مختصر رسائل لکھے ہیں جو دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر چھپ چکے اور چھپ رہے ہیں، ان کی کتب و رسائل کی فہرست کچھ یوں ہے:

① - ضخیم و متوسط حجم کی کتابیں:

- 1- الأدلة الكاشفة لأخطاء بعض الكتاب-
- 2- الأدلة النقلية و الحسية على إمكان الصعود إلى الكواكب و على جريان الشمس و سکون الأرض-
- 3- إقامة البراهين على حکم من استغاث بغير الله أو صدق الكهنة و العرافين- (اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے)
- 4- الإمام محمد بن عبد الوهاب : دعوتہ و سیرتہ- (اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے)
- 5- بیان معنی کلمة لا اله الا الله-
- 6- التحقیق و الإيضاح لكثير من مسائل الحج و العمرة و الزيارة

علی ضوء الكتاب و السنة۔ (اس کا ترجمہ متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے)

7۔ تنبیہات هامة على ما كتبه محمد علي الصابوني في صفات
الله عزوجل۔

10,9,8۔ مجموعة ثلاثة رسائل۔

11۔ العقيدة الصحيحة و ما يضادها (یہ رسالہ الگ سے بھی شائع ہو چکا
ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے)۔

12۔ الدعوة إلى الله۔

13۔ تنبيه هام على كذب الوصية المنسوبة إلى الشيخ أحمد۔

(اس رسالے کا ترجمہ بھی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے)

14,15۔ رسالتان هامتان:

☆ وجوب العمل بالسنة و كفر من أنكرها۔

☆ الدعوة إلى الله سبحانه و أخلاق الدعوة¹۔

16۔ الرسائل و الفتاوى النسائية: جمع و ترتيب شيخ أحمد بن
عثمان الشمري۔

17۔ الفتاوى: طبع مؤسسة الدعوة الإسلامية الصحفية۔

18۔ فتاوى اسلامية۔ ابن باز۔ ابن شميمين۔ ابن جبرين۔ اللجنة الدائمة
للافتاء اس کی ۲۳ جلدیں چھپ چکی ہیں۔

19۔ فتاوى تتعلق بأحكام الحج و العمرة و الزيارة۔ (اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے)

① ان دونوں رسائل کا اردو ترجمہ راقم نے کیا ہے جسے پہلے حافظ محمد اسلم صاحب مبعوث
سعودی [متحدہ عرب امارات] نے اپنے ادارے کی طرف سے شائع کیا تھا اور اب اس کا
دوسرا ایڈیشن مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ کی طرف سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

20- فتاویٰ المرأة لابن باز و اللجنة الدائمة (جمع و ترتیب: شیخ محمد المسند)
اس کا اردو ترجمہ بنام ”فتاویٰ برائے خواتین“ شائع ہو چکا ہے طبع دار السلام
(مختصر) و طبع دار الداعی (مفصل) الریاض۔

21- فتاویٰ مهمة تتعلق بالحج و العمرة۔ (اس کا بھی اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے)

22- فتاویٰ و تنبیہات و نصائح۔

(اس کا اردو ترجمہ بھی دار السلام الریاض نے چھاپ دیا ہوا ہے)

23- الفوائد الجليلة في المباحث الفرضية (علم وراثت)۔

24- مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة (جمع و ترتیب: الدكتور محمد بن سعد

الشويعر طبع دار الافياء۔ اس کی ستائیس ضخیم جلدیں چھپ چکی ہیں اور آگے

کام جاری ہے جو کئی جلدوں میں مکمل ہوگا)۔

25- مجموعة رسائل في الطهارة و الصلاة و الوضوء۔

26- مجموعة الفتاویٰ و الرسائل النسائية۔

27- نقد القومية العربية على ضوء الإسلام و الواقع۔

28- وجوب الأمر بالمعروف و النهي عن المنکر۔

29- تحقيق و تعليق فتح الباري۔

30- شرح ثلاثة الأصول۔

”ثلاثة الأصول“ یا ”الأصول الثلاثة“ یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبد
الوہاب کی تالیف ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی راقم الحروف نے ”دین کے تین اہم
اصول“ کے نام سے کیا ہے جسے پہلے حافظ محمد اسلم صاحب نے شائع کیا اور پھر
سعودی حکومت اور متعدد سعودی اداروں نے اسے بار بار شائع کیا۔ اب اس کا
ایک ایڈیشن مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ نے بھی شائع کر دیا ہے۔

31۔ مجموع فتاویٰ سماۃ الشیخ ابن باز، اعداد و تقدیم: الدكتور عبد اللہ محمد الطیار و الشیخ احمد بن عبد العزیز بن باز، طبع اول ۱۴۱۶ھ دار الوطنی بالریاض، ۷ مجلدات۔^①

ب۔ مختصر رسائل:

- 1۔ الأذکار التي تقال بعد الفراغ من الصلاة (اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے)
- 2۔ إيضاح الحق في دخول الجنى في الإنسي و الرد على من أنكر ذلك
- 3۔ التبرج و خطر مشاركة المرأة للرجل في ميدان عمله۔
- 4۔ التحذير من البدع (الاحتفال بالمولد، الاحتفال بليلة الإسراء و المعراج، الاحتفال بليلة النصف من الشعبان)
(اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے)
- 5۔ التحذير من القمار و شرب المسكر۔
- 6۔ التحذير من المغالاة في المهور و الإسراف في حفلات الزواج۔
- 7۔ تنبيه هام على كذب الوصية المنسوبة للشيخ أحمد خادم الحرم النبوي۔ (اس رسالے کا ترجمہ بھی کئی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے)
- 8۔ نکاح الشغار۔

9, 10, 11۔ ثلاث رسائل في الصلاة:

☆ كيفية الصلاة النبي ﷺ۔

☆ وجوب أداء الصلاة في الجماعة۔

☆ أين يضع المصلي يديه بعد الرفع من الركوع۔ (ان کا اردو ترجمہ ہمارے

دوست ابو یوسف جناب قاری محمد صدیق رحمہ اللہ (الریاض، فیصل آباد) نے کیا اور

اسے دار الفرقان (الریاض) نے اور پھر جالیات سنٹر الجبیل نے بھی شائع کیا تھا)

① بحوالہ من أعلامنا (ص: ۴۹)

- 12- الجواب الصحيح من أحكام صلاة الليل و التراويح-
- 13- الجواب المفيد في حكم التصوير-
- 14- حكم الإسلام فيمن زعم أن القرآن متناقض أو مشتمل على بعض الخرافات أو وصف الرسول ﷺ بما يتضمن تنقصه أو الطعن في رسالته، و الرد على الرئيس أبي رقية فيما نسب إليه من ذلك-
- 15- حكم السفر و الحجاب-
- (بعض ایڈیشنوں میں اس کے ساتھ ہی رسالہ ”نکاح الشغار“ بھی طبع ہوا ہے)
- 16- حكم الصلاة على النبي ﷺ و الإشارة إليها بالحروف-
- 17- حكم الغناء- 18- حكم مقابلة المرأة للسائق و الخادم-
- 19- خطر مشاركة الرجل للمرأة في ميدان عمله-
- (بعض ایڈیشنوں میں یہ رسالہ ”التبرج“ کے ساتھ بھی شائع ہوا ہے)
- 20- الدروس المهمة لعامة الأمة.
- (اس رسالے کی ایک شرح بھی لکھی جا چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے)
- 21- رسالتان في الصلوة-
- 22- رسالتان موجزتان عن أحكام الزكوة و الصيام-
- 23- رسالة عن حكم شرب الدخن- 24- رسالة في إعفاء اللحن-
- 25- رسالة في حكم السحر و الكهانة- (اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے)
- 26- رسالة في مسائل الحجاب و السفر-
- (نمبر ۳ اور ۱۵ میں بھی یہی موضوع ہے)
- 27- رسالة في وجوب الصلاة جماعة-

- 28- رسائل في الطهارة و الصلاة۔
- 29- السفر إلى بلاد الكفرة۔
- 30- عوامل إصلاح المجتمع مع نصيحة مهمة عامة۔
- 31- الغزو الفكري و وسائله۔
- 32- فتاوى في حكم الإسبال و حلق اللحية و التصوير و شرب الدخان۔
- 33- فتاوى و رسائل في الأفراح۔
- 34- فضل الجهاد و المجاهدين۔
- 35- ماذا يجب عليكم شباب الإسلام۔
- 36- مجموعة رسائل في الصلاة۔
- 37- موقف اليهود من الإسلام۔
- 38- نصيحة المسلمين و فتاوى بشأن الخدم و السائقين و خطرهم على الفرد و المجتمع۔
- 39- نصيحة و تنبيه على مسائل في النكاح مخالفة للشرع۔
- 40- هكذا حج الرسول ﷺ (اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے)
- 41- وجوب تحکیم شرع اللہ و نبذ ما خالفہ۔
- 42- في ظل الشريعة الإسلامية۔
- 43- وجوب لزوم السنة و الحذر من البدعة۔
- 44- دعوة للتوبة۔ 45- العلم و أخلاق أهله۔
- 46- أهمية العلم في محاربة الأفكار الهدامة۔
- 47- أصول الإيمان۔ 48- لا دين حق إلا دين الإسلام۔
- 49- التحذير من الإسراف و التبذير۔ 50- يا مسلم احذر تسلم۔

- 51- بیان التوحید۔ 52- السحر و الخرافة۔
 53- الأجوبة المفيدة عن بعض رسائل العقيدة۔
 54- رسالة في التبرک و التوسل۔ 55- مسئولية طالب العلم۔
 56- اعصار التوحید يحطم وثن الصوفية۔
 57- نصائح عامة۔ 58- نواقض الإسلام۔
 59- القوادح في العقيدة و وسائل السلامة منها۔
 (اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے)
 60- السنة و مکانتها في الإسلام و في أصول التشريع۔
 61- نصيحة الأمة في جواب عشرة أسئلة مهمة۔
 60- ردود و تعقیبات^①۔
 63- المعلوم من واجب العلاقة بين الحاكم و المحكوم۔^②
 64- تعليقات على العقيدة الطحاوية (طبع دار القاسم ۱۴۱۸ھ)
 65- تقديم و تعليقات على وجوب إعفاء اللحية للكاندهلوي۔^③

- ① بحوالہ خودنوشت سوانح حیات از شیخ ابن باز مطبوع و مجموع فتاویٰ و مقالاتات الشیخ ابن باز و کتاب بازیۃ الدہر ڈاکٹر ناصر الزہرانی (ص: ۲۵-۲۹) ترجمہ ساحتہ الشیخ از قلم شیخ عبد الرزاق عقیفی بحوالہ الانجاز (ص: ۶۸۹-۶۹۲ و ۷۹۹-۷۰۳) ملحق جریۃ المدینہ الرياض الاربعاء ۴ صفر ۱۴۲۰ھ، جریۃ البلاد جمعہ ۲۸ محرم ۲۰ھ (شمارہ: ۱۱۵۶۳۸) جریۃ الجزيرة اتوار یکم صفر ۲۰ھ (شمارہ: ۹۷۲۶۵) الانجاز (ص: ۱۵۹-۱۶۳، ۶۳۵-۶۳۷) و انٹرویو جریۃ عکاظ (شمارہ: ۸۶۵۸) بدھ ۲ رمضان ۱۴۱۰ھ، ۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء، من اعلامنا (ص: ۴۹ تا ۵۳) الممتاز فی حیاة ابن باز ڈاکٹر عائشہ عبد اللہ القرنی (ص: ۶۱ تا ۶۳)
 ② طبع دار المنار بالرياض ۱۴۱۴ھ۔
 ③ طبع المكتبة الإمدادية بمكة المكرمة۔

66۔ من أقوال الشيخ عبد العزيز بن باز في الدعوة^①۔

یہ جملہ 28 + 66 = 94 کتابیں مرحوم کا صدقہ جاریہ ہیں۔

تقدیمات و تقریظات:

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد علمی کتابوں پر تقدیمات و تقریظات بھی لکھی ہیں جو کہ اپنی جگہ بڑی علمی اور جاندار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

① تقریظ برائے کتاب ”الاحتجاج بالأثر علی من أنکر المہدی المنتظر“ تالیف شیخ علامہ حمود بن عبد اللہ التویجری علامہ قصیم بتاریخ ۱۴۰۲/۲/۷ھ۔ (اس تقریظ کا مکمل ترجمہ ہم نے اپنی کتاب ”ظہور امام مہدی کے شروع میں بطور مقدمہ درج کیا ہے اور یہ کتاب الحمد للہ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ تَقَبَّلَهُ اللهُ بِقَبُولِ حَسَنٍ)

② تقدیم برائے کتاب ”إثبات علو الله و مباينته من خلقه“ تالیف شیخ علامہ حمود بن عبد اللہ التویجری علامہ قصیم بتاریخ ۱۴۰۲/۷/۲۷ھ۔

③ تقریظ برائے کتاب ”براءة أهل السنة من الوقعة في علماء الأمة“ تالیف علامہ شیخ بکر بن عبد اللہ ابوزید سابق وکیل وزارت عدل۔

④ تقدیم برائے کتاب ”حکم بناء الكنائس والمعابد الشركية في بلد أهل الإسلام“ تالیف شیخ اسماعیل محمد الانصاری (ریسرچ فیلو دارالافتاء)، بتاریخ ۱۴۰۰/۱۰/۲۵ھ۔

⑤ تقدیم کتاب ”رسالة مهمة“ تالیف الامام العلامہ عبد العزیز بن محمد بن سعود، پیشکش صاحب السمو الملکی الامیر بندر بن عبد العزیز آل سعود (سابق سفیر سعودی عرب، امریکہ) بتاریخ ۱۴۰۷/۶/۱۵ھ۔

۶] تقدیم برائے کتاب ”تخریج أحادیث منتقده من كتاب التوحيد“ تالیف و تخریج: شیخ فریح بن صالح البہلال۔

۴] تقدیم برائے کتاب ”إتحاف الأمجاد باجتناہ تغیر الشیب بالسواد“ تالیف شیخ فریح بن صالح البہلال، بتاریخ ۲۳/۱۱/۱۴۰۷ھ^①۔ ان کے علاوہ بھی شیخ مرحوم نے متعدد کتب و رسائل پر مقدمات اور تقریظات لکھی ہیں لیکن ہم یہاں انھی سات پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

ذاتی مکتبہ:

ساحۃ العلمہ رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ (لابریری) کی اہمیت سے خوب واقف تھے اور متنہی کے اس شعر کا معنی بخوبی جانتے تھے

و أعز مکان فی الدنیا سرج سابع

و خیر جلیس فی الزمان کتاب

”دنیا میں معزز ترین مقام گھوڑے کی کاٹھی ہے اور دنیا میں بہترین ساتھی کتاب ہے۔“

لہذا انھوں نے ایک عظیم الشان مکتبہ بنوا رکھا تھا جس میں روزانہ نمازِ عشاء کے بعد ایک مخصوص وقت کے لیے بیٹھتے اور مختلف کتابیں سنا کرتے تھے تاکہ علم سے تعلق قائم رہے اور استفادہ و افادہ جاری رہے۔ مرحوم کا مکتبہ بہت بڑا تھا، نفیس علمی مصادر و مراجع سے بھرا ہوا تھا۔ ہر علمی فن کے بارے میں کتابیں موجود تھیں اور ہر فن کے لیے الگ الگ جگہ مخصوص تھی، مثلاً فنِ حدیث، علومِ حدیث اور مصطلحاتِ حدیث کو ہی لے لیں، پہلے آپ کو وہاں اصولِ ستہ (صحیحین و سنن

① بحوالہ الإنجاز (ص: ۲۹۳ - ۳۰۸) و الاحتجاج بالأثر علی من أنکر المہدی

اربعہ) ملیں گی، پھر مسانید، ان کے بعد معاجم اور ان کے بعد حدیثی اجزاء کی جگہ آتی ہے۔ آگے حدیثی احکام کی کتابیں، پھر تخریجاتِ احادیث کی کتابیں پھر جرح و تعدیل اور رجال کی کتابیں، آخر میں وفیات سے متعلقہ کتب رکھی ہیں۔

عام مطبوعہ کتابوں کے علاوہ شیخ کے مکتبہ خاص میں مخطوطات کا ایک قیمتی خزانہ بھی موجود ہے، جہاں وہ کافی وقت دیتے رہے ہیں۔ شیخ چونکہ طاہری بصارت یا بینائی سے محروم تھے، لہذا ان کی لائبریری کے انچارج اور ان کے خاص معتمد علیہ شخص شیخ صلاح بن عثمان جہاں ان کی لائبریری کی ترتیب و تنسیق کا کام کرتے تھے وہاں ساتھ ہی ساتھ شیخ کے سامنے بیٹھ کر مختلف کتابیں پڑھ کر بھی سنایا کرتے تھے۔ شیخ کے مکتبہ میں عقیدہ سے متعلقہ سلفی کتب اور متقدمین علماء کی تصنیفات، احادیثِ نبویہ اور آثارِ سلفیہ کی کوئی کمی نہیں تھی۔ جیسے ہی کوئی مخطوطہ شائع ہوتا فوراً دو نسخے خرید لیتے، ایک اپنے مکتبہ کے لیے اور دوسرا مکتبہ الریاض السعودیہ کے لیے، اس طرح آپ کی لائبریری ایک بہت بڑا علمی خزانہ بن گئی جسے محض فخر و مباہات کے لیے نہیں بلکہ پہلے استفادہ اور پھر افادہ عام کی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔^①

عملی زندگی، ایک خاکہ:

سماحة العلامة الشيخ عبدالعزيز ابن باز رحمہ اللہ نے طلبِ علم سے فارغ ہونے کے بعد عملی زندگی کا حقیقی آغاز الدلم سے کیا۔

① منصب قضاء:

آپ کا منصب قضاء کی طرف کوئی میلان نہیں تھا، محض حاکمِ وقت شاہ

عبدالعزیز اور اپنے استاذ ساحتہ الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کے حکم سے یہ منصب قبول کیا۔ شروع میں اس ذمہ داری سے بھرپور انداز سے پہلو بچاتے رہے لیکن ان کے استاذ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ اور ولی امر المسلمین شاہ عبدالعزیز آل سعود نے آپ کو یہ منصب قبول کرنے پر راضی کر ہی لیا۔ موصوف نے الخرج کے مرکزی صدر مقام الدلم کی قضاء کا منصب سنبھالا، موصوف الدلم پہنچے تو سب سے پہلے وہاں کی مسجد الجامع الکبیر میں گئے اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں، پھر تھوڑی دیر کے لیے الدلم کے اس وقت کے امیر ناصر بن سلیمان الحقبانی رضی اللہ عنہ کے گھر آرام کیا اور سلام کے لیے آئے ہوئے لوگوں کو مختصر خطاب کیا، وہیں قاضی کے لیے بنائی گئی سرکاری رہائش گاہ میں اقامت گزریں ہوئے۔ یہ مکان امام عبداللہ بن فیصل بن ترکی نے بنوا کر قاضی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

شیخ صبح سے لے کر نمازِ ظہر تک مجلسِ قضاء میں بیٹھا کرتے تھے اور کبھی کبھی عصر کے بعد بھی فیصلے سناتے تھے، ”جو پہلے آئے پہلے پائے“ کا نظام وہاں شیخ نے رائج کیا اور رجسٹرز اور قضایا و فیصلوں کے اندراج اور بوقتِ ضرورت بعض لوگوں کے فیصلوں کے صلوک اور مثلیں جاری کرنے کا آغاز کیا، جبکہ ابھی سرکاری طور پر باقاعدہ شرعی کورٹ کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ پھر ۱۳۶۸ھ میں الدلم میں باقاعدہ المحكمة الشرعیة (شرعی کورٹ) کا آغاز ہو گیا۔

یہاں طالب علمی کے ساتھ ساتھ شیخ کے کاتب کی حیثیت سے جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے معالی الشیخ راشد بن صالح بن حنین، مشیر دیوانِ حاکم و ممبر پیہ کبار العلماء، معالی الشیخ عبداللہ المسعری، سابق رئیس دیوان المظالم، شیخ صالح بن حسین العلی رضی اللہ عنہ، شیخ عبداللطیف بن شدید رضی اللہ عنہ اور شیخ صالح بن عبدالعزیز بن ہلیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قضاء کے فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ قاضی سے متعلقہ دوسرے کئی کام بھی آپ کرتے تھے مثلاً:

- ۱ الجامع الکبیر الدلم میں امامت و خطابت۔
- ۲ مساجد، ائمہ مساجد اور اوقاف کی نگرانی۔
- ۳ احتساب کمیٹی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے محکموں کی نگرانی۔
- ۴ ترکوں کی تقسیم، وصیتوں کا نفاذ اور نابالغ بچوں کی ولی امری (گارڈین شپ)۔
- ۵ گمشدہ جانوروں اور گرے پڑے اموال کی حفاظت۔
- ۶ علاقے کے لیے خصوصاً اور پورے ملک کے لیے عموماً شرعی فتوؤں کا کام۔
- ۷ نکاح خوانی کی ذمہ داری وغیرہ۔^۱

② تعلیم و تربیت:

مفتی اعظم مرحوم کے الدلم تشریف لے جانے اور وہاں کی الجامع الکبیر میں حلقہ درس شروع کرنے کے ساتھ وہاں سارے سعودی عرب سے تشنگان علم جمع ہونے شروع ہو گئے۔ مرحوم قضاء کے اوقات کے بعد اپنے غالب اوقات تعلیم و تربیت میں ہی صرف کیا کرتے تھے حتیٰ کہ الجامع الکبیر والے حلقہ درس کے علاوہ انھوں نے اپنے گھر میں بھی ایک حلقہ شروع کر دیا جس میں آپ کے خاص ملازم صحبت شاگرد فیض یاب ہوتے تھے۔

آپ کی تعلیم و تربیت کی شہرت ملک سے نکل کر دوسرے ممالک تک پہنچنا شروع ہو گئی تو یمن، عراق اور فلسطین وغیرہ سے بھی طالب علم آنے لگے، ان کی

① ابن باز فی الدلم قاضیاً و معلماً، عبد العزیز بن ناصر البراک (ص: ۱۳) الإنجاز (ص: ۴۱۶ تا ۴۱۹) و من أعلامنا (ص: ۱۵-۱۶) و الممتاز (ص: ۲۲)

کثرت کا یہ عالم ہو گیا کہ ان کی رہائش کا مسئلہ بن گیا حتیٰ کہ شیخ موصوف نے سلطان عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ سے مطالبہ کیا کہ طلبہ علم کے لیے رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں، اس پر سلطان نے فوراً حکم جاری کر دیا کہ الجامع الکبیر کے ارد گرد طلبہ کے لیے کمرے بنائے جائیں جنہیں ”الرباط“ کا نام دیا گیا مگر آہستہ آہستہ یہ سب کمرے بھی ناکافی ہو گئے تو کئی مکانات کرائے پر لے کر انہیں ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا۔

شیخ کے مطالبہ پر سلطان نے طالب علموں کے لیے ماہانہ وظیفہ یا مشاہرہ بھی مقرر کر دیا تاکہ ضروریات زندگی پوری کرنے میں آسانی رہے۔ شیخ راشد خمینی، جو شیخ کے شاگرد اور دارالقضاء کے کاتب بھی تھے، وہ شیخ کی طرف سے یہ مشاہرہ طلبہ میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ اس طرح کئی طلبہ نے تو الدلم میں ہی شادی بھی کر لی اور بال بچوں والے ہو گئے، شیخ موصوف اپنی طرف سے ممتاز طلبہ کو عبائیں (قبائیں) بھی عطا کیا کرتے تھے جنہیں عربی میں ”بشت“ بھی کہا جاتا ہے۔

ممدوح کے تعلیم و تدریس کے پانچ حلقے تھے:

① نماز فجر کے بعد جس میں توحید، فقہ، حدیث، نحو اور تفسیر کا درس ہوا کرتا تھا۔

② ظہر کے بعد۔ ③ عصر کے بعد۔

④ مغرب کے بعد جو علم الفرائض (احکام الموارث) کے لیے خاص تھا۔

⑤ نماز عشاء کے بعد ہوتا تھا جس میں تفسیر ابن کثیر کی تعلیم دی جاتی تھی۔

شیخ عبدالرحمن بن عبدالعزیز الجلال، جو کہ حافظ قرآن اور خوش الحان تھے اور

آج کل ہیئۃ الأمر بالمعروف و النہی عن المنکر الدلم کے رئیس ہیں، وہ تفسیر ابن کثیر پڑھتے اور شیخ اس کی تشریح بیان کیا کرتے تھے۔^①

① ابن باز فی الدلم (ص: ۱۳ و ما بعد)

پھر جب شیخ کی علمی و عملی مصروفیات بڑھ گئیں تو ظہر و عصر والے دو حلقے بند کر دیے گئے۔

آپ تعلیم و تدریس کے معاملے میں اتنے محتاط تھے کہ جس کتاب کا درس دینا ہوتا اسے رات شروح و حواشی کے ساتھ خوب تیار کرتے اور اگر کبھی کسی وفد کے آجانے کی وجہ سے رات اگلے دن کا درس تیار نہیں کر سکے تو پڑھانے کے لیے نہیں بیٹھا کرتے۔

۱۳۶۷ھ موسم حج میں اس وقت کے ولی عہد مگر بعد کے حاکم شاہ سعود رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان سے الدلم میں ایک مدرسہ کھولنے کا مطالبہ کیا کیونکہ تعلیمی امور کی نگرانی بھی انہی کے سپرد تھی، انہوں نے فوراً اس وقت کے وزیر تعلیم شیخ محمد بن مانع رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ کھولنے کا حکم دے دیا، لہذا ۱۳۶۸ھ میں اس مدرسہ نے ”المدرسة السعودية الابتدائية“ کے نام سے کام شروع کر دیا جس کا نام بعد میں ”مدرسہ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ“ رکھا گیا۔ اس مدرسہ کے لیے وہی عمارت استعمال کی گئی جو پہلے شیخ کے طلبہ کے لیے مخصوص تھی۔ اس مدرسہ کے مدیر اور مدرسین کی تعیین بھی شیخ کے ہاتھ میں تھی اور وہ خود اس کے تمام امور کی نگرانی بھی کیا کرتے تھے۔ عوام الناس کے لیے جمعہ کی نماز کے بعد آپ اپنے گھر میں بیٹھا کرتے تھے، علیک سلیک کے بعد چند آیات قرآنیہ کی تلاوت کی جاتی اور شیخ ان آیات کی تفسیر بیان کرتے تھے۔^①

③ رفاہی خدمات:

عہدہ قضاء اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ہی شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے عوامی و رفاہی کاموں میں بھی دلچسپی کے ساتھ شرکت کی مثلاً:

① الإنجاز (ص: ۴۲۰ - ۴۲۴) و من اعلامنا (ص: ۱۹ - ۲۳)

① ایک مرتبہ مدرسہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مدیر و مدرسین نے شہر سے باہر کسی کھلی فضا میں جانے اور کسی باغیچے میں معسکر (کیمپ) قائم کرنے کا پروگرام بنایا اور شیخ سے بھی شرکت کا مطالبہ کیا تو وہ بھی گئے۔ طلبہ و مدرسین کو خوش دیکھا تو کہا کہ یہاں پورے ایک دن کے لیے اور رک جاؤ اور اس کا سارا خرچہ میرے ذمے رہا، شیخ خود واپس چلے گئے مگر شہر کے تمام بڑے بڑے مسئولین کو توجہ دلائی کہ وہ طلبہ و مدرسین کے معسکر میں شریک ہوں لہذا ان کی کثیر تعداد بھی شامل ہوگئی۔ شیخ کے علمی دروس کے ساتھ ساتھ بدنی ورزش کے لیے کئی طرح کی ریاضتوں کو بھی اپنایا گیا۔ یہ گویا ایک تفریحی و علمی دورہ تھا۔^①

② الدلم کا قاضی ہاؤس پرانا ہو گیا تو شیخ نے سلطان عبدالعزیز سے اس کی تعمیر نو اور توسیع کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اپنے وزیر عبداللہ بن سلیمان رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تو اسی سے ملحقہ گھر خرید کر قاضی ہاؤس کی توسیع و تعمیر جدید کروائی۔ اب قاضی ہاؤس میں مجلس قضاء، مجلس عام، مردوں کے لیے انتظار گاہ، عورتوں کے لیے انتظار گاہ اور قاضی کے کاتبوں کے لیے دفاتر وغیرہ بھی تعمیر کیے گئے اور کچھ حصہ قاضی کی رہائش کے لیے مخصوص کیا گیا جس میں ایک مجلس (بیٹھک) اور لائبریری بھی بنوائی گئی۔^②

③ الدلم کی الجامع الکبیر پرانی ہو گئی تھی، شیخ کے حکم سے اس کی توسیع و تعمیر نو کی گئی اور ساتھ ہی طلبہ کے لیے بھی رہائشی کمرے بنائے گئے۔ ابھی آپ کو قاضی بن کر آئے صرف ایک سال ہی ہوا تھا کہ ۱۳۵۸ھ میں یہ بہت بڑی بڑی خدمات سرانجام دیں۔

① ابن باز فی الدلم (ص: ۱۳ و ما بعد) من أعلامنا (ص: ۲۲ - ۲۳) والإنجاز للرحمة.

② من أعلامنا (ص: ۳۰ - ۳۱)

اگلے ہی سال شمال الدلم کی الجامع الحمدی پھر جامع العذراء، پھر جامع زمیقہ کی تعمیر نو کروائی اس طرح یکے بعد دیگرے الدلم کے گرد و نواح کے دیہات اور دور دراز کی آبادیوں میں بکثرت مساجد بنوائیں اور ان کی نگرانی و اصلاح اور تجدید و تعمیر کے لیے عبداللہ بن رشید البراک رضی اللہ عنہ کو وکیل مختار بنا دیا۔^①

④ پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ بھی قاضی کے تابع ہوا کرتا تھا، اگرچہ اس ادارے کے مسؤل شیخ عبدالعزیز بن محمد بن جلال تھے لیکن خود شیخ نے اس کی نگرانی پر بھی خاص توجہ دی۔ مسؤلین کو ہدایت نامہ جاری کرتے رہتے حتیٰ کہ خیر و معروف کا دور دورہ ہو گیا اور شر و منکر کے تمام مظاہر دب کر رہ گئے۔^②

⑤ ۱۳۶۱ھ میں سلطان عبدالعزیز نے چشموں اور نالوں پر بند باندھنے اور ان کے پانی کو زرعی ضروریات میں استعمال کرنے کی طرف دلچسپی ظاہر کی تو ان بندوں وغیرہ پر کام کرنے والے مزدوروں کے پاس شیخ موقع بموقع پہنچ جاتے، اپنے کچھ شاگردوں کو بھی ساتھ لے لیتے اور دعوت و تبلیغ کا کام کرتے اور ان کے سوالوں کے جوابات دیتے تھے۔ کبھی کبھی پیر اور جمعرات کے دن آپ بازار چلے جاتے اور لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے۔^③

⑥ ۱۳۶۰ھ میں الدلم کے علاقے میں سیلاب آ گیا اور قریب تھا کہ شہر میں پانی داخل ہو جائے۔ موصوف نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ سیلاب کے پانی کو روکنے کے لیے اس کے راستے میں جلد دیواریں کھڑی کر دی جائیں، خود بھی لوگوں کے ساتھ کام کی جگہ پر جا پہنچے، اپنے ساتھ کھجوروں کے ٹوکڑے

① من اعلامنا (ص: ۳۳)

② من اعلامنا (ص: ۳۲)

③ من اعلامنا (ص: ۳۲)

اور عربی قہوے کے برتن لے جاتے۔ لوگوں کو کھلاتے پلاتے، وعظ و نصیحت کرتے اور ساتھ ہی ساتھ کام کرنے پر ان کی ہمت بندھاتے۔^①

④ ۱۳۶۷ھ میں الدلم کے امیر (میر) ناصر بن سلیمان الحقبانی ۱۳۴۴ھ سے لیکر ۱۳۶۷ھ تک امارت کے فرائض انجام دینے کے بعد وفات پا گئے تو شیخ نے لوگوں کو اکٹھا کیا تاکہ نئے امیر شہر کا انتخاب کیا جاسکے، لوگ میر ہاؤس میں جمع ہو گئے، لوگوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ قصر الامارة، قریبی گلی کوچے اور سڑکیں تک لوگوں سے بھر گئیں۔ شیخ نے حکم دیا کہ ہر خاندان کا ایک سر کردہ آدمی رہ جائے اور باقی سب چلے جائیں اور اپنا اپنا کام کریں۔ بحث مباحثہ کے بعد سب لوگ عبد العزیز بن حسن بن سیف رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے پر متفق ہو گئے۔ انھوں نے ایک مشترکہ خط لکھا جس پر شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنے تائیدی کلمات لکھ کر سلطان عبد العزیز کو بھیج دیا۔ سلطان نے انہیں امیر متعین کرنے کا شاہی فرمان جاری کر دیا۔^②

⑤ ۱۳۶۳ھ میں الدلم کی زرعی زمینوں اور فصلوں پر ٹڈی دل نے حملہ کیا تو شیخ بھی لوگوں کے ساتھ جنوب الدلم کے مقام العذراء کی طرف نکل کھڑے ہوئے تاکہ لوگوں کی حوصلہ افزائی کر سکیں۔

⑥ شیخ کے حکم سے کئی سڑکیں اور راستے وسیع کیے گئے مثلاً الدلم اور الحمدی کو ملانے والی سڑک، اور غرب الدلم اور وادی التری کو ملانے والے راستے طریق الشہلی کو وسیع کیا گیا، اس کے لیے بعض لوگوں سے زمینیں خریدی گئیں اور بعض مزارعین نے اپنی زمینوں کے کچھ حصے مفت وقف کر دیے۔^③

① من اعلامنا (ص: ۳۳)

② من اعلامنا (ص: ۳۳)

③ ان امور کی تفصیل، کتاب "ابن باز فی الدلم قاضیاً و معلماً"، (ص: ۱۳-۳۳) ←

④ تدریسی خدمات:

۱۳۷۱ھ میں سماحۃ الشیخ مفتی اعظم سعودی عرب شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ کے حکم پر المعہد العلمی الریاض میں تدریس شروع کی۔ اس کے بعد کلیۃ الشریعہ میں پڑھاتے رہے۔ آپ کے طلبہ و تلامذہ میں ایک موج ظفر فوج تھی۔ آپ عقیدہ، حدیث، فقہ اور شیخ عبد اللطیف بن سرحان رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے قبل نحو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ تمام طالب علم آپ کے لیے برابر تھے، قدر صرف محنتی طلبہ ہی کی ہوتی تھی۔ علم الفرائض میں بھی آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی حتیٰ کہ اس موضوع پر تو آپ کی ایک مستقل کتاب ”الفوائد الجلیۃ فی المباحث الفرضیۃ“ ہے، دورانِ تدریس عموماً حدیث و فقہ کا ایک ہی باب پڑھاتے مثلاً حدیث میں اگر کتاب الزکاۃ پڑھا رہے ہوتے تو فقہ کی بھی کتاب الزکاۃ ہی ہوتی۔

فقہ حنبلی کے دلائل کی رو سے ایک مسئلہ طے کرتے اور جب حدیث کا سبق شروع کرتے اور دلائل حنبلی فقہ کی تائید کرتے تو واضح فرمادیتے اور اگر دلائل حنبلی فقہ کی تائید میں نہ ہوتے تو بلا تعصب مذہبی رائج مسلک کی طرف اشارہ فرمادیتے، اگر کوئی مسئلہ بحث و نظر کا طالب ہوتا تو مہلت مانگ لیتے اور اگلے دن تیاری کر کے وضاحت فرمادیتے۔^①

نائب رئیس (وائس چانسلر) مدینہ یونیورسٹی:

۱۳۸۰ھ میں مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ نے حکم

← از عبد العزیز بن ناصر البراک) میں دیکھی جاسکتی ہے نیز دیکھیے: الإنجاز (ص: ۴۲۴)

۴۲۹ للشیخ الرحمہ) اور من أعلامنا للعسکر (ص: ۱۳ - ۳۳)

① الإنجاز ص: ۴۳۰ - ۴۳۲)

صادر فرمایا کہ آپ مدینہ منورہ منتقل ہو جائیں، آپ ۱۳۸۱ھ سے لیکر ۱۳۹۰ھ تک مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ جبکہ رئیس یا چانسلر خود مفتی اعظم تھے۔ ۱۳۹۰ھ میں جب مفتی صاحب وفات پا گئے تو آپ ان کی جگہ مدینہ یونیورسٹی کے رئیس (چانسلر) ہو گئے، اس منصب پر ہوتے ہوئے آپ کی چند باتیں قابل ذکر ہیں:

① آپ موقع بہ موقع مختلف کلاسز میں جا نکتے، مشائخ و علماء کے دروس سنتے، بعض مواقف و نظریات کا تعاقب کرتے اور ان پر بڑے اچھے انداز سے تبصرہ کر کے وضاحت کرتے۔

② مدرسین کے اسٹاف روم میں پہنچ جاتے، ان کی خیر و عافیت دریافت کرتے، تعلیمی امور پر گفتگو کرتے اور لوجہ اللہ طلبہ کی مزید خدمت کرنے کی ترغیب دیتے۔

③ ہر تعلیمی سال کے شروع اور آخر میں تمام مدرسین معاہدہ کا اجتماع عام ہوتا، اسی طرح اساتذہ جامعہ کا معاملہ تھا۔ سال ماضی کے تجربات کی روشنی میں سال آئندہ کے لیے پروگرام مرتب کیے جاتے۔

④ آپ پہلے دارالحدیث میں جو کہ جامعہ اسلامیہ کے تابع ہے، ہر ہفتے مدرسین کی طرف سے مختلف موضوعات پر لیکچرز دلانے کا بڑا اہتمام کرتے جو امتحانات کے دنوں کو چھوڑ کر سارا سال جاری رہتے اور پھر یہی سلسلہ خود جامعہ میں بھی شروع کر دیا گیا۔ آپ عموماً تمام لیکچرز میں خود حاضر ہوتے، نگرانی کرتے اور ہر لیکچر کے بعد اس پہ تعلق و تبصرہ فرماتے، لوگ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر کئی سوال پوچھ لیا کرتے تھے جن کے وہ بڑے جامع و مانع جواب دیا کرتے تھے۔

⑤ شیخ ابن باز اپنے دور میں پاکستان، انڈیا اور افریقہ وغیرہ کے مدارس و جامعات میں جامعہ اسلامیہ کی طرف سے مدرسین بھیجا کرتے تھے اور بعض ہونہار طلبہ کو دارالافتاء الریاض کی طرف سے مبعوث بنا کر دنیا کے مختلف ممالک میں دعوت

و تبلیغ کے لیے بھیج دیتے تھے جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔

② مدینہ یونیورسٹی کی طرف سے ضخیم اسلامی کتابوں (مصادر و مراجع علمیہ) کی تقسیم ہوتی، ملک کے اندر اور بیرونی ممالک تک کتابیں جہازوں کے ذریعے متلاشیانِ حق اور تشنگانِ علم کو بھیجی جاتیں، اس کام کی ذمہ داری نبھانے والے شعبہ کا نام آج کل ”مرکز شؤون الدعوة“ ہے۔

اس طرح شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور کوششوں سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی خدمات کا دائرہ پورے عالم تک وسیع ہو گیا جو کہ دراصل شیخ کی علمی خدمات کا دائرہ تھا۔

④ ۱۳۸۱ھ میں جب جامعہ اسلامیہ کا افتتاح ہوا، اس وقت صرف ایک ”معهد للدراسة الإعدادیہ و الثانویہ“ اور صرف ایک ”کلیۃ الشریعہ و علومہا“ ہی تھا جبکہ شیخ کی کوششوں سے اب اس کے دو معہد، ایک شعبہ تعلیم لغتِ عربی برائے غیر عرب اور چار کلیات مزید کھل چکے ہیں:

① کلیۃ أصول الدین و الدعوة۔

② کلیۃ القرآن الکریم جو کہ اپنی نوعیت کا پوری دنیا میں واحد کلیہ تھا، اب کئی دیگر ممالک (مثلاً جامعہ لاہور اسلامیہ وغیرہ) میں بھی ایسے ادارے کام کرنے لگے ہیں۔

③ کلیۃ الحدیث الشریف و علومہ۔

④ کلیۃ اللغة العربیہ و آدابہا۔

⑤ کلیۃ الشریعہ۔

ان تین معہدوں اور لغت کے شعبہ اور پانچ کلیات (کالجز) کے علاوہ ایم۔

اے اور پی ایچ ڈی (الدراسات العلیا) کی کئی اقسام بھی کام کر رہی ہیں۔ یہ

سب کام شیخ کی زیر نگرانی ہوئے۔ بعض آپ کے وقت میں طے ہو گئے مگر ان کا

افتتاح آپ کے ادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوة والارشاد کے رئیس و مفتی اعظم بن کر ریاض چلے جانے کے بعد ہوا۔^①

ناقابل فراموش:

شیخ محمد المجذوب نے اپنی کتاب ”علماء و مفکرون عرفتهم“ میں ایک منظر ذکر کیا ہے جسے ناقابل فراموش منظر قرار دیا جاسکتا ہے جس پر ہر آنکھ پر نم، ہر دل غمگین اور ہر چہرہ مرجھایا ہوا تھا، یہ علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے جامعہ اسلامیہ کو چھوڑ کر ریاض میں اپنے نئے منصب (الرئیس العام لإدارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوة والارشاد) کے لیے روانگی کا منظر تھا۔

متعدد مدرسین، ملازمین اور طلبہ نے اپنے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار ایسے انداز سے کیا کہ جیسے کوئی بڑی ہی قریبی اور عزیز ہستی داغ فراق دے کر جا رہی ہو۔

جب شیخ کی باری آئی تو آپ بول بھی رہے تھے اور ہڈتِ جذبات سے مغلوب ہو کر ان کی آواز ٹوٹ بھی رہی تھی جسے دیکھ کر پورا ہال محو بکاء تھا۔ کوئی رو رہا ہے، کوئی خاموش آنسو بہا رہا ہے، کوئی صبر و ہمت کا دامن تھامے ہے مگر دامن ہاتھ سے چھوٹا جا رہا تھا۔ اس ناقابل فراموش منظر کو دیکھ کر زبان میں کچھ کہنے کی ہمت نہ رہی لہذا یہ کہ یہ دو شعر زبان سے رواں ہو گئے۔

”بکینا وفاء لامری قل ان یری له فی الدعاة العالمین نظیر“

فخلوا ملامی ان الح بی البکاء فإن فراق الصالحین عسیر“^②

① الإنجاز (ص: ۴۳۳-۴۳۹) علماء و مفکرون عرفتهم للشیخ محمد المجذوب

(۷۳-۷۲/۱) من أعلامنا (ص: ۳۹-۴۱) و الممتاز (ص: ۲۲، ۶۹-۷۰)

② علماء و مفکرون عرفتهم (۱/ ۹۵-۹۶) شیخ محمد المجذوب طبع بیروت، و

الإنجاز للرحمة (ص: ۴۳۹ تا ۴۴۱) و من أعلامنا (ص: ۳۹ تا ۴۳)

”ہم ایسے شخص سے خلوص و وفاء کا اظہار کرنے کے لیے روئے جس کی دنیا کے دعاۃ و مہلغین میں نظیر ملنا مشکل ہے اگر مجھ پر حالتِ گریہ و بکاء غالب آگئی تو مجھے معاف کر دو کیونکہ نیک و صالح لوگوں کا فراق بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔“

ڈائریکٹر جنرل اور پھر مفتی اعظم اور دیگر مناصبِ عظمیٰ:

۱۳۹۵ھ میں حاکم مملکت کے شاہی فرمان سے ساحتہ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کو بحوثِ علمیہ و افتاء اور دعوت و ارشاد کے اداروں کا ڈائریکٹر جنرل (الرئیس العام) متعین کیا گیا اور آپ کو ایک وزیر کے برابر رتبہ و مراعات دی گئیں۔ آپ اس عالی منصب پر کام کرتے رہے حتیٰ کہ ۱۴۱۳ھ میں حاکم مملکت کے ایک خاص شاہی فرمان سے آپ کو مفتی اعظم سعودی عرب کے منصب پر سرفراز کیا گیا اور ساتھ ہی آپ کو ہیئۃ کبار العلماء اور بحوثِ علمیہ و افتاء کے اداروں کا رئیس بھی نامزد کیا گیا، البتہ انتظامی نقطہ نظر سے دعوت و ارشاد کے ادارے وزارتِ اوقاف و امورِ اسلامیہ میں ضم کر دیے گئے اور اس وزارت کا قلمدان ڈاکٹر شیخ عبداللہ عبدالحسن التركي کو دے دیا گیا جو کہ آپ کے ارشد تلامذہ میں سے ایک ہیں۔ وہ وزارت تک پہنچنے سے پہلے جامعۃ الامام کے مدیر رہے ہیں اور آج کل وزارت سے بھی سبکدوش ہو گئے ہیں، وہ کچھ عرصہ دیوانِ حاکم میں خادم الحرمین الشریفین کے مشیر رہنے کے بعد آج کل رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

علامہ ابن باز بیک وقت:

① مفتی اعظم سعودی عرب تھے۔

② ہیئۃ کبار العلماء کے رئیس تھے۔

- ۴) بحث علمیہ و افتاء کے رئیس تھے۔
- ۵) رابطہ عالم اسلامی کی تاسیسی کمیٹی کے ممبر اور رئیس تھے۔
- ۶) رابطہ کے تابع مجمع الفقہی الاسلامی (اسلامی فقہ اکیڈمی) کے رئیس تھے۔
- ۷) مدینہ یونیورسٹی کی انتظامی مجلس اعلیٰ (اعلیٰ تنظیمی کمیٹی) کے رئیس تھے۔
- ۸) اسلامی دعوت کی اعلیٰ کمیٹی کے ممبر تھے۔
- ۹) الندوة العالمیہ للشباب الاسلامی (وامی) کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔
- ۱۰) نوجوانوں کی تربیت و ترقی کے دائمی ادارے کے ممبر تھے^۱۔
- ۱۱) دعوتی و دینی خدمات:

تعلیمی و تدریسی اور خیراتی و دینی تنظیموں کے ان سرکاری مناصب کے علاوہ شیخ مرحوم کی دعوتی و تبلیغی خدمات کا دائرہ بھی بڑا وسیع ہے جن میں سے مشتمل نمونہ از خروارے چند خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرنے پر ہم اکتفاء کرتے ہیں:

۱) پورے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے مراکز دعوت و تبلیغ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا کرتے تھے جن کی ذمہ داری ہی تعلیم و تربیت اور دعوت و ارشاد ہے، اس کے ساتھ ہی ان کی ذمہ داریوں میں مسلمانوں کے معاملات کو سلجھانا اور خاص طور پر غیر مسلم ممالک کی مسلم اقلیات کا تعاون کرنا بھی شامل ہے۔ صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے جو پاکستان کے معروف عالم اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر مولانا عبد الغفار حسن رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ڈاکٹر صہیب حسن (لندن) کا بیان کردہ ہے، کہتے ہیں کہ میں نے جب لندن

۱) خود نوشت سوانح حیات از علامہ ابن باز (ص: ۴۹۹-۷۰۳) الانجاز (ص: ۴۴۲-۴۴۳) بازیہ الدہر ڈاکٹر زہرانی (ص: ۲۷-۱۲۸) المتاز فی مناقب الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ عائض عبد اللہ القرنی (ص: ۲۲-۲۳) و مجموع فتاویٰ و مقالات ابن باز۔

میں قرآن اکیڈمی بنانا شروع کی تو اس کی تعمیر اور اس کی مطبوعات کی طباعت وغیرہ میں شیخ کا وافر حصہ تھا۔ پھر جب ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء میں پاکستان کے متعدد اہلحدیث حضرات کے ساتھ مل کر مشرقی لندن کے علاقے لیٹن میں مسجد توحید کی بنیاد رکھی تو بنیاد سے لیکر تکمیل تک ہمیں شیخ کا زبردست مالی تعاون حاصل رہا، پھر جب انگلستان کے مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ”شریعت کونسل“ بنائی گئی جس کے صدر سید بن متولی الروش اور سیکرٹری جنرل مولانا محمود احمد میر پوری رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے تو اس کونسل کی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ پیش پیش تھے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ یہ تینوں کام شیخ کی نگرانی و تعاون سے تکمیل کو پہنچے اور اسی کی برکت ہے کہ یہ سب بار آور بھی ہوئے۔^①

❖ جہادِ اسلامی کا دامے درمے قدمے سخنے تعاون کیا کرتے تھے، اس کے لیے اہل خیر کو بھی ترغیب دلایا کرتے تھے، افغانستان، بوسنیا و ہرزیگوینا، چیچنیا، کشمیر، اریٹیریا، صومال، برما اور کوسووا کے مجاہدین و عوام کا بھرپور تعاون کیا اور کروایا۔^②

اس کا اندازہ صرف اس ایک معروف واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ روس و افغان جنگ کے دوران افغان مجاہدین کا ایک لیڈر آیا اور کہا کہ آلاتِ حرب میں سے کسی انتہائی ضروری چیز کے لیے ایک بڑی رقم درکار ہے۔ شیخ نے اپنی ایک ذاتی اور انتہائی ضروری چیز بیچی اور اس کی ساری قیمت افغان مجاہدین کے لیڈر کو ادا کر دی۔^③

① جریۃ الشرق الأوسط (شمارہ: ۷۵۰۳) و الدرر الذہبیۃ (ص: ۴۸)

② الدرر الذہبیۃ (ص: ۴۸) و جریۃ الشرق الأوسط (شمارہ: ۷۵۰۳)

③ الدرر الذہبیۃ (ص: ۴۹)

❖ توحید باری تعالیٰ اور اصلاح عقائد کے لیے آپ کی کوششیں اُن گنت ہیں، آپ کی کتابیں، تقاریر و لیکچرز اور دروس اس پر شاہدِ عدل ہیں۔

❖ تعلیم و تحفیظِ قرآنِ کریم میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے اور اپنے دوست و احباب، تلامذہ اور خیراتی جمعیتوں کے ممبران کو اس کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔

❖ مختلف ممالک میں دعوت و تبلیغ کی خدمات سرانجام دینے والے مبلغین کی مکمل مالی کفالت اور ان کا تعاون دل کھول کر کیا کرتے تھے۔ وفات کے وقت ان کے زیرِ کفالت اور ان کی جیبِ خاص پر کام کرنے والے مبلغین کی تعداد دو ہزار (۲۰۰۰) سے متجاوز تھی جو ملک در ملک صحیح عقیدہ اور سنتِ نبوی کی تعلیم دے رہے تھے۔

❖ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنے والے اداروں سے متعلقہ افراد سے ملاقاتیں کرتے رہتے اور انہیں مختلف ہدایات دیتے رہتے، انہیں الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کا بطورِ خاص علم حاصل کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے جس کے نتائج سعودی عرب میں رہنے والا ہر شخص دیکھ اور محسوس کر سکتا ہے۔ الغرض ان کی خدمات کا دائرہ سعودی عرب سے نکل کر پوری دنیا تک پھیلا ہوا تھا۔

❖ موصوف رضی اللہ عنہ قرآن و سنت کی بکثرت تصریحات کے پیش نظر حاجت مندوں کی حاجات پوری کروانے کے لیے دعائیں اور اہل خیر سے سفارشیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔ اس سلسلہ میں جس کسی کو سابقہ پڑا ہو وہ جانتا اور بیان کر سکتا ہے۔ ہم نے اپنے کئی احباب سے ایسے امور میں شیخ کے بھرپور تعاون کی متعدد خبریں سنی ہیں۔

مدارس و جامعات دینیہ کے مہتمم حضرات اور چندہ اکٹھا کرنے کے لیے دنیا بھر سے آنے والے لوگ گواہ ہیں کہ وہ کس طرح فون کر کے اور خط لکھ کر مالدار لوگوں

اور تاجروں کے یہاں سفارشیں کر کے لوگوں کی ضروریات پوری کروایا کرتے تھے۔

❖ مساجد کی تعمیر و تجدید کے سلسلہ میں آپ ہر وقت کوشاں رہا کرتے تھے۔ اہل خیر سے رابطے کرتے، انھیں ضرورت مند مقامات کی نشاندہی کرتے اور وہاں مسجد تعمیر کرنے کی ترغیب دلاتے۔ آپ سعودی عرب کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں، مساجد کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ دور دراز بدوی و صحرائی علاقوں میں نکل کر دیکھیں، بعض جگہوں پر انتہائی جدید اسلامی طرز کی خوبصورت مساجد ملیں گی اور آدمی سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اتنے پسماندہ علاقے میں اتنی ماڈرن طرز کی یہ وسیع مسجد کس نے تعمیر کروائی ہے؟ اور اگر آپ نے کسی سے پوچھ ہی لیا تو جواب وہ ملے گا کہ کم از کم مؤمن دل اور مخلص سینے تو خوشی و اطمینان سے لبریز ہو جائیں گے۔ جواب یہ ہوگا کہ ساتھ الشیخ ابن باز کے توسط و ترغیب دلانے سے فلاں اہل خیر نے یہ مسجد بنوائی ہے اور ساتھ ہی لوگ ان کے حق میں دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھا دیتے ہیں۔

یہ معاملہ سعودی عرب کی حد تک ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی شیخ نے بے شمار مساجد بنوائیں اور بنوانے کی ترغیب دلائی ہے جس کے لیے کتنے ہی ادارے کام کر رہے ہیں۔

❖ شیخ مرحوم کو ہر وقت امت اسلامیہ کا غم کھائے رہتا تھا، دن کو چین نہ رات کو آرام، گھر، دفتر میں، گاڑی میں، سفر میں، حضر میں ایک ہی غم، مسلمانوں کا غم، امت اسلامیہ کا غم، اعلاء کلمۃ اللہ کا غم، اصلاح عقائد کی فکر، دعوت و ارشاد اور تبلیغ و تعاون کی کوششیں۔

❖ شائد کسی کے لیے بلکہ یقیناً اکثر احباب کے لیے یہ بات باعثِ تعجب ہوگی کہ مرحوم نے اٹھاون (۵۸) برس سے اپنی سالانہ چھٹی نہیں لی، کبھی ایک

دن بھی چھٹی طلب نہیں کی، چوبیس گھنٹوں میں صرف ۲ یا ۵ گھنٹے سوتے یا آرام کرتے تھے باقی سارا وقت روزانہ ذکر و عبادت، علمی نشر و اشاعت، فتویٰ اور مسلمانوں کی ضرورتیں اور مسائل حل کرنے میں صرف ہوتا تھا۔

آپ نے کئی مرتبہ اس بات کا اظہار بھی فرمایا کہ میں بیس سال سے مکمل تنخواہ کے ساتھ پنشنز ہونے کا حق دار ہو چکا ہوں لیکن میں نے پنشن لے کر بیٹھنے سے کام کرتے رہنے کو ترجیح دے رکھی ہے تاکہ مسلمانوں کی کچھ اور خدمت اور دین کی کچھ مزید مدد و نصرت کر سکوں۔^①

سرکاری ڈیوٹی اور عبادت و ذکر سے متعلقہ چند حقائق:

شیخ رحمۃ اللہ علیہ وزیر کے درجہ علیا کے سرکاری افسر و مفتی اعظم تھے، اس کے باوجود آپ کی طبیعت میں "افسری" نہیں تھی بلکہ "سرکاری ڈیوٹی" کے طور پر عام ملازمین سے بھی زیادہ وقت کام کو دیتے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ "حقوق اللہ" کی ادائیگی میں اتنے مستعد تھے کہ شاید و باید، اس سلسلہ میں ان کے ساتھ کام کرنے والے کاتبوں اور دیگر ملازمین کے حوالے سے شیخ عبد الرحمن الرحمہ نے اپنی سوانحی کتاب "الإنجاز في ترجمة الإمام ابن باز" اور "الدرر الذهبية" میں اور ڈاکٹر الزہرانی نے "امام العصر" میں، چند حقائق و واقعات ذکر کیے ہیں جنہیں ہم یہاں نقل کر کے اپنے آپ اور اپنے محترم قارئین کو دعوتِ عمل دے رہے ہیں:

① شیخ کے ایک کاتب کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ مکہ مکرمہ گیا اور رات کو مختلف معاملات کے اوراق ان کے سامنے پڑھتا رہا حتیٰ کہ رات کے گیارہ بج گئے، تب جا کر شیخ نے فرمایا کہ لگتا ہے کہ کچھ تھک گئے ہیں لہذا کچھ آرام کر لیں (اور حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف کاتب کی رعایت رکھتے ہوئے

کہا تھا ورنہ آپ بڑے بے تکان قسم کے شخص تھے) کام سے فارغ ہو کر میں حسبِ توفیق کچھ نماز پڑھ کر سو گیا اور شیخ نماز پڑھتے رہے اور پھر فجر سے پہلے اٹھا تو دیکھا کہ شیخ محترم نماز پڑھ رہے ہیں۔^①

② بذریعہ کارطائف سے مکہ مکرمہ تک شیخ کے ساتھ سفر کرنے والوں میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب نصف شب سے زیادہ رات گزر گئی تو شیخ نے فرمایا کہ یہاں رک جائیں اور آرام کر لیں، ہم سب رک گئے جیسے ہی زمین پر کمر لگی ہم سو گئے، شاید ہی کسی قسمت والے نے ایک یا تین رکعتیں پڑھی ہوگی البتہ شیخ نماز پڑھنے لگے۔ فجر سے قبل جب ساتھ والے اٹھے تو دیکھا کہ شیخ نماز پڑھ رہے ہیں۔ سب سے آخر میں سوئے اور سب سے پہلے بیدار بھی ہو گئے۔ سبحان اللہ!^②

③ شیخ کے گھر کے مکتب کے مدیر شیخ محمد الموسیٰ کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں تھے، شیخ کو ایک شخص نے جدہ میں ایک دعوت میں مدعو کیا۔ انھوں نے حسبِ عادت پہلے مغرب و عشاء کے ماہین والی مجلس میں شرکت کی، پھر مسجد میں گئے اور نمازِ عشاء والا درس ارشاد فرمایا، پھر لوگوں کے سوالوں کے جوابات دیے، پھر جدہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں معاملات کی تفصیل سنتے گئے، آخر اس لیکچر ہال میں پہنچے، وہاں کئی لوگوں کے کلمات اور قصائد سنے، پھر خود درس دیا، پھر کھانا کھایا پھر واپس روانہ ہو گئے، آتے ہوئے بھی راستے میں مختلف معاملات مجھ سے، ڈاکٹر الشویعر سے اور شیخ صلاح سے سنتے آئے، گھر آتے آتے رات کے بارہ بج گئے۔ شیخ کی عادت تھی کہ رات کو تین بجے

① الإنجاز (ص: ۴۵۲) مواقف مضيئة في حياة الإمام ابن باز للشيخ حمود عبد الله

المطر (ص: ۱۱-۱۲)

② الإنجاز (ص: ۴۵۳)

تہجد کے لیے اٹھ جاتے اور مجھے اور شیخ عبدالعزیز بن ناصر کو بھی اٹھا دیتے تاکہ ہم بھی اپنا حصہ حاصل کر لیں۔

آج ہمیں یقین تھا کہ شیخ دن بھر اور نصف رات تک کام اور سفر کی مشغولیت میں اتنے تھکے ہوئے ہیں کہ آج تہجد کے لیے نہیں اٹھ پائیں گے مگر ٹھیک تین بجے آپ اٹھ گئے اور ہمیں بھی بیدار کر دیا۔ اذان تک نماز و دعا اور تلاوت میں مشغول رہے، پھر نماز کی جماعت کروائی، سلام پھیرا تو درس شروع کر دیا، فارغ ہوئے تو گھر کو چل دیے، ہم کہنے لگے کہ آج آپ فجر کے بعد والی معمول کی مجلس نہیں کریں گے مگر جیسے ہی آپ مجلس میں پہنچے غترہ (سروال لال رومال) اور ٹوپی ایک طرف رکھی اور کہا: بسم اللہ، کیا کیا معاملہ ہے تمہارے پاس؟ میں نے معاملات کے کاغذات پڑھنا شروع کر دیے، سات بج کر بیس منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہا، میرا خیال تھا کہ اب وہ لمبے عرصے کے لیے سو جائیں گے مگر انہوں نے کہا کہ آٹھ بیس پر الارم لگا دیں، الارم کی آواز پر اٹھ گئے، ہمیں بھی اٹھایا اور رابطہ عالم اسلامی کے صدر دفتر چلے گئے اور دوپہر ساڑھے بارہ بجے حسب معمول گھر لوٹے، ہمارا تھکاوٹ سے برا حال تھا مگر شیخ کے چہرے پر اس کے آثار تک بھی نظر نہیں آرہے تھے۔^①

سخاوت و فیاضی کے آفاق:

❑ شیخ بدر بن نادر المشاری بیان کرتے ہیں کہ میں شیخ کے پاس بیٹھا تھا، فلپائن سے آنے والا ایک خط ترجمہ کر کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا گیا، جس میں ایک عورت نے لکھا تھا کہ میں عیسائی تھی، میں مسلمان ہوئی اور پھر میرا سارا خاندان بھی مسلمان ہو گیا، اور یہ اللہ کی توفیق کے بعد آپ کی ایک کتاب

① إمام العصر (ص: ۶۳-۶۵) والدرر الذهبیة (ص: ۷-۹)

پڑھنے کے نتیجے میں ہوا۔ یہ خط سن کر شیخ رحمۃ اللہ علیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔^①
 دار الافتاء سعودی عرب سے نکلنے والے ”مجلة البحوث الإسلامیہ“
 کے ایڈیٹر اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ راست ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر نے ایک واقعہ
 بیان کیا ہے کہ ایک سعودی وفد افریقہ کے جنگلات میں کسی مہم پر گیا تو ایک بوڑھی
 عورت وفد کے پاس آ کر ایک شخص سے پوچھنے لگی: کیا تم لوگ سعودی عرب سے
 آئے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، تو اس بڑھیانے کہا: شیخ ابن باز کو میرا سلام پہنچانا،
 وفد کے اس ممبر نے اس سے پوچھا: تم انھیں کیسے جانتی ہو؟ اس نے بتایا: میں اور
 میرا شوہر کرچن تھے اور ہم مسلمان ہو گئے، اس پر ہمارے اعزاء واقارب نے ہمیں
 بہت ستایا اور یہ روئے زمین تمام تر وسعتوں کے باوجود ہمارے لیے تنگ کر دی
 گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اللہ کے بعد اس دنیا میں ہماری مدد کون کر سکتا
 ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اللہ کے بعد تمہاری مدد شیخ ابن باز کے سوا کوئی نہیں
 کرے گا۔ میں نے انھیں خط لکھا اور مجھے خط کے ان تک پہنچنے اور جواب کی کوئی
 توقع نہیں تھی لیکن اچانک ایک دن ہمیں سعودی سفارت خانے سے بلاوا آیا، وہاں
 گئے تو پتہ چلا کہ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری امداد کے لیے دس ہزار ریال بھیجے ہیں۔
 یہ اللہ کے بعد اس شخص (شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ) کا ہمارے ساتھ بہت بڑا تعاون تھا۔^②

② دار الافتاء کے ایک ملازم کا بیان ہے کہ فلپائن سے ایک عورت کا خط آیا جس
 میں لکھا تھا کہ میرا شوہر مسلمان تھا، اسے عیسائیوں نے کنویں میں گرا کر قتل
 کر دیا ہے، میں بیوہ اور میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں اور اللہ کے بعد ہماری

① مواقف مضیئہ تالیف حمود المطر (ص: ۱۵) وکیسٹ: ورحل الإمام ابن باز.
 ② بحوالہ إمام العصر (ص: ۱۴۳) جریده الرياض (شماره: ۱۱۴۹۵) و الإنجاز (ص: ۴۵۴) و الدرر الذہبیہ (ص: ۴۸-۴۹) و کتاب مواقف مضیئہ فی حیاة الإمام عبد
 العزیز ابن باز، تالیف حمود بن عبد اللہ المطر (ص: ۷) الإنجاز (ص: ۴۵۲-۴۵۴)

مدد کرنے والا کوئی نہیں الا یہ کہ لوگوں نے آپ کی طرف لکھنے کا کہا ہے۔
 شیخ رحمہ اللہ نے متعلقہ ادارے کے مسئولین کو لکھا کہ اس بے یار و مددگار عورت
 کی مدد کی جائے۔ جواب آیا کہ ہمارے یہاں ایسی کوئی مدد نہیں کہ جس کی رو
 سے اس عورت کی مدد کی جائے جس کے شوہر کو کنویں میں گرا کر مار دیا گیا
 ہو، مالی مددات محدود ہیں۔ شیخ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ کیشیر کو لکھیں:
 ”میری تنخواہ میں سے دس ہزار ریال کاٹ کر اس عورت کو بھیج دو۔“^①

□ سعودی عرب بلکہ عرب دنیا کے معروف واعظ و مؤلف شیخ محمد صالح المنجد
 (امام و خطیب جامع عمر بن عبدالعزیز، الخمر) کہتے ہیں کہ شیخ اتنے سخی تھے
 کہ ان سے کوئی جو کچھ مانگتا دے دیتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ
 ایک شخص نے بشت (عباء) مانگی تو فوراً اتار کر عباء اس کے حوالے کر دی۔^②
 بعض دیگر اہل علم (ڈاکٹر الشویعہ) نے اسی واقعہ کے ضمن میں مزید لکھا ہے
 کہ وہ شخص افریقی تھا اور اس نے جان بوجھ کر عباء مانگی تھی، اس نے اسی وقت
 پہنی ہوئی بشت لینے پر اصرار کیا تھا اور جب مل گئی تو روتے ہوئے کہا تھا کہ میں
 عمر بھر اس اعزاز پر فخر کیا کروں گا۔^③

□ شیخ کے وکیل و مختار ڈاکٹر عبداللہ لکھتے ہیں کہ پرانی بات ہے کہ المعهد الشرعی
 کے طلبہ نے ایک دن دوپہر اور شام کا کھانا نہ کھایا، کچھ ملا ہی نہیں تھا۔ شیخ کو خبر
 ملی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ان کے پاس اس وقت صرف ایک ہی
 گاڑی تھی فوراً بیچ دی اور طلبہ کے لیے کھانے کا سامان خرید کر دے دیا۔^④

① جریلة الرياض (شماره: ۱۱۲۹۵) و الدرر الذهبية (ص: ۴۹) و الإنجاز (ص: ۴۵۳)

② جریده الندوه (شماره: ۱۲۳۳۴) و مواقف مضیئة (ص: ۱۵-۱۶)

③ جریدة الجزيرة (شماره: ۹۷۵۲) و الدرر الذهبية (ص: ۵۹)

④ جریدة الرياض (شماره: ۱۱۲۸۸) و مواقف مضیئة (ص: ۳۸)

۵ استاد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدویش لکھتے ہیں کہ دارالافتاء کا ایک وفد فرانس گیا، وہاں کے اسلامک سنٹر کے دورے کے دوران مدیٹر مرکز نے ایک افریقی عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کے دل میں شیخ کا ایک خاص مقام ہے، اور جب پوچھا کہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: خود پوچھ کر دیکھو۔ وفد نے اس عورت کے سامنے شیخ کا نام لیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات بہنے لگی، پوچھا کہ بات کیا ہے؟ تو مدیٹر مرکز نے بتایا کہ یہ عورت یہاں مسلمان عورتوں کی میتوں کو غسل دیتی ہے اور اس کی تنخواہ شیخ ابن باز کے گھر سے آتی ہے۔^۱

۶ استاذ علی عبد اللہ الدری لکھتے ہیں کہ ہیئۃ الإغاثة (ہیومن ایپل سعودی عرب) والے تعاونی رقوم تقسیم کرنے کے سلسلہ میں افریقی جنگلات میں تھے۔ ایک جگہ چار گھنٹے کا پیدل سفر کر کے پہنچے تو ایک خیمہ میں ایک بڑھیا ملی، اسے مالی تعاون کی کچھ رقم دی، اس نے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ جب بتایا گیا کہ سعودی عرب سے ہیں تو اس نے جھٹ کہا: شیخ ابن باز کو میرا سلام کہنا۔ اسے کہا گیا کہ ان جنگلات کے وسط میں تمہارے بارے میں شیخ کو کیا علم ہوگا؟ تو اس نے کہا: نہیں، میں نے انھیں خط لکھ کر مدد طلب کی تھی تب سے وہ مجھے ہر ماہ ایک ہزار ریال بھیجتے ہیں۔^۲

۷ شیخ محمد صالح الزہرانی کے بقول: جزائر قمر نامی ملک میں کام کے دوران ایک عالم و مبلغ کو دیکھا کہ کسی سخت موذی مرض میں مبتلا ہے۔ میں نے مشورہ دیا کہ ہمارے ملک آجائیں تاکہ آپ کے علاج کی کوشش کریں، وہ

① جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۳۷) و الدرر المضيئة (ص: ۴۰)

② جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۸۲) و مواقف مضيئة (ص: ۴۲)

آگئے، میں انہیں لیکر شیخ رحمہ اللہ کے پاس گیا۔ انہوں نے سفارش کی اور اس مبلغ کو ایک فوجی ہسپتال میں ایڈمٹ کر لیا گیا۔ علاج ہوتا رہا۔ اس مریض کے تمام دیگر اخراجات شیخ نے اپنی گره سے ادا کیے یہاں تک کہ وہ تندرست ہو کر وطن لوٹ گیا۔^①

فیاضی اور بذل و عطا کے مسنون انداز:

صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے ایک بُردہ (چادر) آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے تیار کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے وہ بُردہ قبول فرمایا اور آپ کو اس کی واقعی ضرورت بھی تھی۔ آپ نے وہ چادر اوڑھ لی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف لائے تو ایک صحابی نے عرض کیا: یہ کتنی خوبصورت چادر ہے، کیا آپ یہ مجھے عطا فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، آپ ﷺ وہاں کچھ دیر بیٹھے رہے پھر گھر تشریف لے گئے، بردہ تہہ کیا اور اس صحابی کے یہاں بھیج دیا۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس چادر کی ضرورت تھی مگر وہ تم نے مانگ لی جبکہ تم جانتے بھی ہو کہ آپ ﷺ انکار نہیں فرمایا کرتے۔ اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم ہے میں نے یہ بُردہ پہننے کے لیے نہیں مانگا بلکہ اس لیے طلب کیا تھا تاکہ یہ میرا کفن بنے اور واقعی وہ اس کا کفن ہی بنا۔^②

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ شیخ محمد الموسیٰ نے بیان کیا ہے جو شیخ ابن باز رحمہ اللہ کو پیش آیا تھا۔ ایک شخص آیا جو کہ شیخ کا شاگرد اور ان سے بہت ہی محبت رکھنے والا تھا، اس نے عرض کیا: اے ساحتہ الشیخ! میری خواہش ہے کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز

① جريدة المدينة ملحق الأربعاء، ۴/۲/۱۴۲۰ھ، و مواقف مضیئة (ص: ۵۱)

② صحیح البخاری، رقم الحدیث (۱۲۷۷، ۵۸۱۰، ۶۰۳۶)

ہدیہ دیں کہ جسے میں دیکھا اور آپ کو یاد کیا کروں۔ شیخ نے فرمایا: ان شاء اللہ خیر ہوگی، آپ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں۔ نمازِ عشاء کے بعد وہ آدمی شیخ رضی اللہ عنہ سے ملا تو شیخ نے اپنی عبا (پشت) اتاری اور اسے تھماتے ہوئے گویا ہوئے کہ یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے یادگار ہدیہ ہے۔

شیخ کی فیاضی اور بذل و عطا کا یہ عالم ہے کہ جب انہوں نے وفات پائی اس وقت تک دو ہزار دعا و مبلغین سعودی عرب سے باہر مصروف دعوت و تبلیغ دین تھے جن کی تنخواہیں شیخ کے راستے اور ان کے تعاون سے جارہی تھیں اور ہزاروں غریب خاندانوں کا ماہانہ وظیفہ لگا ہوا تھا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ان کے اشارہ و تعاون سے ملک کے اندر و باہر ہزاروں کی تعداد میں مساجد بنوائی گئیں، مدارس کھولے گئے، قرآن کریم کے حلقات قائم کیے گئے، کنویں کھودے گئے، ٹیوپ ویل اور نلکے لگائے گئے، راستے بنائے گئے اور شادیاں کروائی گئیں۔^①

شیخ کے شب و روز:

① شیخ اپنے دن کا آغاز طلوع فجر سے پہلے کیا کرتے تھے، ایک تہائی رات ابھی باقی ہوتی یا اذان فجر سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے بیدار ہو جاتے اور نوافل و تہجد ادا فرماتے۔

② نماز فجر باجماعت ادا کرتے۔

③ نماز فجر کے بعد اوراد و اذکار میں مشغول رہتے اور جب تک ان سے فارغ نہ ہو جاتے کسی کی بات کا جواب نہ دیتے تھے۔

④ پھر متعدد کتب مثلاً فتح الباری، فتاویٰ ابن تیمیہ، بلوغ المرام، صحیحین و سنن اربعہ، شرح عقیدہ طحاویہ وغیرہ کی تدریس کا فریضہ نبھاتے۔ شرح و تفصیل،

استدراک و تعاقب اور افادات سے نوازتے اور یہ سلسلہ صبح سات بجے کے قریب تک جاری رہتا۔

❖ اگر کسی دن درس نہ ہوتا تو گھر والے مکتب (دفتر) میں دنیا بھر سے وارد ہونے والے استفتاءات و سوالات اور دوسرے معاملات پر غور و خوض فرماتے۔ ایسے ہی دنوں میں عموماً تفصیلی ملاقات والے لوگ (طلبہ و علماء) فائدہ اٹھاتے تھے۔

❖ پھر سفارش و تعاون طلب کرنے والوں کی معروضات پر نظر ڈالتے اور ان کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کرتے۔

❖ ٹھیک نو بجے اپنی سرکاری ذمہ داری کے لیے اپنے دفتر دار الافتاء میں تشریف لے جاتے، جہاں لوگ انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوتے۔ انھیں خوش آمدید کہتے، حسب حال سلام و مصافحہ اور معانقہ کرتے اور اپنے مخصوص مقام پر تشریف فرما ہو جاتے۔ معاملات سننے اور اپنے مشیروں اور کاتبوں کو ان پر لکھنے کی ہدایات جاری کرتے۔

❖ اسی دوران باہر سے لوگوں کے ٹیلیفون آتے رہتے، لوگ اپنے سوالات کے جوابات اور اپنے مسائل کا حل پوچھتے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ بڑی فراخ دلی اور دراز نفسی سے جواب دیتے، جب تک سامنے والا مطمئن نہ ہو جاتا آپ ریسپور کو ہاتھ سے نہیں رکھتے تھے۔

❖ اسی دوران تقریباً روزانہ وقفے وقفے کے بعد غیر مسلم لوگ دفتر میں داخل ہوتے اور اسلام قبول کرنے اور اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونے کی درخواستیں کرتے تھے، اور شیخ انھیں کلمہ پڑھاتے۔

❖ دفتری اوقات میں ہی ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“

(تحقیقاتِ علمیہ و افتاء کی دائمی کمیٹی) کے اجتماعات بھی ہوتے، اگر کمیٹی کا اجتماع صبح کو ہوتا تو موصوف ملنے اور سوال پوچھنے والوں کو ظہر کے وقت ملتے اور اگر اجتماع ظہر کو ہوتا تو ان سے صبح سے لے کر ظہر تک ملا کرتے تھے۔

❖ ظہر کی اذان ہوتے ہی نماز کی ادائیگی کے لیے دفتر کے قریب ہی بنائی گئی وسیع و عریض مسجد میں تشریف لے جاتے۔

❖ کبھی کبھی نمازِ ظہر کے بعد مختصر خطاب فرماتے جو کہ عموماً بعض قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح اور ان پر تدبیر و تفکر پر مشتمل ہوتا اور آخر میں اسلام اور اہل اسلام کے لیے بڑی دردمندی اور عاجزی سے دعائیں کیا کرتے تھے۔

❖ نمازِ ظہر کے بعد پھر دفتر میں تشریف لے جاتے اور دفتری اوقات کے اختتام تک سرکاری معاملات کو پنٹاتے تھے۔ طلاق کے موضوع سے متعلقہ امور پر غور فرماتے اور فتاویٰ صادر فرماتے۔ ضرورت مندوں کی شفاعت و سفارش طلب کرنے والی معروضات سنتے اور ہدایات جاری کرتے اور ساتھ ہی مسلم اقلیات و اسلامی ممالک سے آئے ہوئے وفد اور اسلامی ودینی جماعتوں کے سربراہوں کا استقبال کرتے اور ان سے ملاقات فرمایا کرتے۔

❖ تقریباً سوا دو بجے تمام مقامی و بیرونی مہمانوں کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دیتے اور اپنی رہائش گاہ لے جاتے۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھتے، عربی قہوہ منگواتے، پھر چائے آتی اور خوشبوئیں بانٹی جاتیں اور مہمانوں کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اذانِ عصر تک یہی سلسلہ جاری رہتا۔

❖ جیسے ہی نمازِ عصر کی اذان ہوتی گھر کی قریبی مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز ادا کرتے۔

﴿۱۶﴾ نمازِ عصر کے بعد مختصر سے وقت میں کتاب التوحید اور کبھی ریاض الصالحین کی شروحات پر مشتمل درس دیا کرتے تھے جو عمر بھر آپ نے سفر و حضر میں کبھی نہیں چھوڑا۔

﴿۱۷﴾ نمازِ عصر کے بعد والے درس کے بعد سے لے کر نمازِ مغرب تک آپ گھر میں آرام کیا کرتے تھے جو قیلولہ کی جگہ ہوتا تھا۔ مصروفیات کی وجہ سے ظہر و عصر کے درمیان نہیں بلکہ یہ آرام عصر و مغرب کے درمیان ہوتا تھا۔

﴿۱۸﴾ اگر نمازِ مغرب کے بعد کہیں درس یا لیکچر ہوتا تو وہاں جلدی پہنچ جاتے۔

﴿۱۹﴾ درس و غیرہ نہ ہونے کی صورت میں مغرب کے بعد اپنی وسیع و عریض بیٹھک (مجلس) میں تشریف لے جاتے جہاں ہر خاص و عام کو آنے کی اجازت ہوتی تھی۔ کچھ لوگ سلام کرنے اور خیر و عافیت دریافت کے لیے حاضر ہوتے، کوئی کسی مسئلہ میں فتویٰ پوچھ رہا ہوتا اور کوئی اپنے کسی معاملہ میں مشورہ کرتا اور یہ نشست نمازِ عشاء تک جاری رہا کرتی تھی۔

﴿۲۰﴾ عشاء کی اذان ہوتے ہی نماز کی تیاری کر کے مسجد چلے جایا کرتے تھے اور اذان و اقامت کے درمیان بلوغ المرام کا دقیق علمی درس دیا کرتے تھے۔

﴿۲۱﴾ نمازِ عشاء کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور بعض معاملات و مسائل پر غور کرتے اور دعوت و تبلیغ سے متعلقہ بعض افراد سے ملاقات کرتے، پھر اپنے مہمانوں کے ساتھ رات کا کھانا کھاتے۔ پودینہ کے سبز پتوں والی چائے اور عربی قہوہ پیتے، بخور ہوتا اور خوشبو میں ہوتی تھیں اور پھر اپنے مکتبہ (لابیریری) میں چلے جاتے اور وہاں رات گئے تک قراءت و مطالعہ کتب، املاء اور بعض ضروری معاملات پر نظر کے ساتھ ساتھ مفید قسم کی گفتگو ہوتی رہتی، نمازِ عشاء کے بعد ہی عموماً معاملاتِ طلاق سے متعلقہ لوگوں سے گفتگو

کیا کرتے تھے، عموماً آدھی رات گزر جانے کے بعد ہی آپ کو سونے کا موقع ملتا تھا۔ فَجَزَاهُ اللَّهُ أَحْسَنَ الْعِزَّاءِ^①

شیخ کا سالانہ ٹائم ٹیبل:

- ① شیخ رحمہ اللہ ماہ ربیع الثانی سے لیکر جمادی الاخریٰ یا رجب تک الریاض میں مقیم رہتے۔
- ② پھر دو یا تین ہفتوں کے لیے رابطہ عالم اسلامی اور فقہ اکیڈمی کے اجتماعات میں شرکت کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے۔
- ③ پھر الریاض لوٹ آتے۔
- ④ اور پھر ۱۶-۱۷ رمضان المبارک کو یا عشرہ اخیر میں مکہ مکرمہ تشریف لیجاتے اور لمبی چوڑی دعائیں کرتے، آدھ آدھ گھنٹہ سے ایک ایک گھنٹہ لے لیتے۔
- ⑤ ۲۹ رمضان کو پھر الریاض تشریف لے جاتے تھے۔
- ⑥ ماہ ذوالقعدہ تک الریاض میں ہی مقیم رہتے۔
- ⑦ پھر اداء فریضہ حج و عمرہ کے لیے حجاج کرام کو دعوت بھیجتے اور افتاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تھے۔
- ایام حج میں وہ منیٰ میں بہت بڑا خیمہ نصب کروایا کرتے تھے جس میں دنیا بھر سے لوگ آپ سے آکر ملا کرتے تھے۔
- ⑧ ذوالحجہ کے آخر تک مکہ میں رہتے اور پھر وہاں سے طائف چلے جاتے جو کہ سعودی عرب کا گرمیوں کے دنوں کا دار الخلافہ ہے۔ گرمی کے موسم میں حکومت کے تمام ادارے اور وزراء وہاں منتقل ہو جاتے ہیں۔ ماہ ربیع الآخر تک وہاں پر ہی قیام اور کام ہوتا تھا۔

① الإنجاز (ص: ۴۵۴ تا ۴۵۸) الممتاز (ص: ۴۴ تا ۴۹) و إمام العصر ڈاکٹر

ناصر الزهرانی (ص: ۷۶۹ تا ۷۷۲)

① پھر وہاں سے الریاض کی طرف روانہ ہو جاتے۔ آخری سالوں میں الریاض، مکہ مکرمہ اور الطائف کے درمیان آپ کا سفر گورنمنٹ کی طرف سے دیے گئے مخصوص ہوائی جہاز پر ہوا کرتا تھا۔^①

نماز تراویح:

اس سلسلہ میں ڈاکٹر زہرانی امام و خطیب مسجد ابن باز مکہ المکرمہ کہتے ہیں: ماہ رمضان میں موصوف خصوصاً عمر کے آخری سالوں میں جب مکہ مکرمہ آجاتے تو کثرتِ اثر دحام کی وجہ سے مسجد حرام میں نماز تراویح نہیں پڑھا کرتے تھے، آپ کا کہنا تھا کہ سارا شہر مکہ ہی حرم ہے اور جس حدیث میں وارد ہے کہ مسجد حرام میں پڑھی گئی نماز کا ثواب عام مساجد میں پڑھی گئی نمازوں سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے وہ حدیث سارے شہر مکہ کو ہی شامل ہے۔ ان کے پاس اس کے قوی اور مسکت دلائل موجود تھے لہذا وہ چاہتے تھے کہ لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے کہ وہ مسجد حرام میں اثر دحام کرنا چھوڑ دیں جو کہ خشوع و خضوع کو بھی کم کر دینے کا باعث بن رہا ہے۔

آپ سنت کے مطابق اکثر آٹھ تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی دس تراویح اور تین وتر کر لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہی سنت ہے۔ اسے ہی اختیار کرنا افضل و اکمل ہے اور اگر کوئی بیس رکعتیں یا کم و بیش پڑھتا تو آپ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

خود آپ گیارہ یا تیرہ رکعتوں کو سنت سمجھتے اور صرف اسی کا ہی التزام کرتے حتیٰ کہ عشرہ اخیرہ میں بھی چار یا چھ رکعتیں نماز عشاء کے بعد اور بقیہ رکعتیں اور وتر آدھی رات کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

① امام العصر از زہرانی (ص: ۷۷۲-۷۷۴)

دعاء قنوت:

ڈاکٹر زہرانی جو کہ مکہ مکرمہ کے حی العزیز یہ میں واقع مسجد الشیخ ابن باز کے امام و خطیب بھی ہیں، کہتے ہیں کہ آج کل دعاء قنوت کے سلسلہ میں عموماً ائمہ مساجد بڑی دراز نفسی سے کام لیتے ہیں لیکن شیخ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم صرف مسنون و ماثور دعاء قنوت پر ہی اکتفا کیا کریں۔

تعمیر مسجد کے بعد آنے والے رمضان المبارک کے عشرہ اخیر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور ہمارے ساتھ نماز تراویح پڑھنا شروع کی تو میں نے بڑی لمبی چوڑی دعاء قنوت مانگی اور مجھے توقع تھی کہ شیخ خوش ہوں گے اور دعائیں دیں گے مگر نماز کے بعد اپنے مخصوص انداز سے پردہ کے ساتھ فرمایا کہ بہت طویل دعا کر دی ہے صرف ماثور دعا پر اکتفاء کیا کرو۔

اگلے دن میں نے پہلے کی نسبت دعا کا وقت آدھا کر دیا تو پھر بلا کر فرمایا کہ وتر میں صرف دعاء ماثور پر اکتفاء کیا کرو، یہ لمبی چوڑی دعا نہ کیا کرو۔

تب میں نے صرف مسنون و ماثور دعاء قنوت پر اکتفاء کرنا شروع کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ جتنا روحانی سکون اس مسنون و ماثور مختصر سی دعا سے حاصل ہوتا ہے وہ ان طویل دعاؤں سے نہیں ملتا تھا۔^①

حسین نامہ اعمال سے مختصر روز نامہ:

① علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ ہر ہفتہ میں سنت نبوی کے مطابق سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنے کا التزام فرمایا کرتے تھے۔

② الریاض میں ہوتے تو فجر کے بعد والے دروس ہر اتوار، سوموار، بدھوار اور

① امام العصر، ڈاکٹر ناصر بن مسفر زہرانی (ص: ۷۷۲-۷۷۴)

جمعرات کو ہوتے اور جن دنوں آپ طائف میں ہوتے وہاں پر سوموار اور جمعرات کی فجر کو درس دیا کرتے تھے۔

۳ مہمانوں کی تعداد چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہوتی دوپہر کا کھانا کھلانے میں انتہائی فیاضی و فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

۴ سرکاری و غیر سرکاری معاملات و مسائل حل کرنے کا سلسلہ دن بھر جاری رہتا حتیٰ کہ آپ کے بعض مشیر گاڑی میں سوار ہو کر سفر کے دوران بھی کام لیتے رہتے تھے۔

۵ اتوار اور منگل کو چھوڑ کر باقی دنوں میں صبح کے وقت روزانہ فتویٰ کی دائمی کمیٹی کے اجتماعات ہوا کرتے تھے جن میں آپ اپنے مہمانوں اور کام سے آنے والے دیگر لوگوں سے بھی ملتے تھے۔

۶ موصوف کو روزانہ سعودی خبر رساں ایجنسی ”واس“ سے اخباری رپورٹ مہیا کی جاتی جس میں عالمی معاملات و حادثات کی اجمالی و تفصیلی رپورٹس ہوتیں، اسے آپ کے مشیر ڈاکٹر محمد بن سعد الشولع پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

۷ شیخ ممدوح رحمہ اللہ سنت رسول ﷺ کے مطابق روزانہ تہجد و شب زندہ داری اور دعائیں شمش و سحر گاہی کے عادی تھے۔

۸ شیخ جس شہر میں ہوتے وہاں دور دراز کے شہروں سے روزانہ بکثرت مہمان ملاقات کے لیے آتے اور شرف پذیرائی پاتے۔

۹ تقریباً روزانہ پانچ غیر مسلم آپ کے سامنے اسلام قبول کیا کرتے تھے۔

۱۰ ساتھ الشیخ کے گھر میں ہزاروں نادر کتابوں پر مشتمل ایک عظیم لائبریری تھی جو بلا ناغہ آپ کی قدم بوسی کرتی تھیں۔

۱۱ شیخ کے جوابات اور فتاویٰ کی جمع و ترتیب کا سلسلہ شروع ہے جو بیس (۲۰)

سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہوگا، اس کی ترتیب اور پھر طباعت کی نگرانی ڈاکٹر محمد بن سعد الشویخ کر رہے ہیں۔ اس کی اب تک ستائیس جلدیں چھپ کر بازار میں آچکی ہیں۔

۱۲ بدھ اور جمعرات کا کوئی دن کسی نہ کسی کی طرف سے ایک بہت بڑی دعوت سے خالی نہیں ہوتا تھا جس میں دیگر علماء کے علاوہ علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی جایا کرتی تھی۔ اس دعوت میں شیخ وعظ بھی فرمایا کرتے اور لوگوں کے سوالوں کے جوابات بھی دیا کرتے تھے۔

۱۳ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے شاگرد آپ کے پاس جمع ہوا کرتے تھے اور آپ ان سب کے لیے ہر جمعہ کو ایک بہت بڑی دعوت (ظہرانے) کا اہتمام کیا کرتے تھے۔^۱

علامہ ابن باز کا عقیدہ:

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ و عمل میں بلاشبہ اہل سنت کے امام وقت تھے۔ وہ اہل بدعت و تحریف سے کوسوں دور تھے۔ ان کے صاف ستھرے عقیدہ کی بنیاد کتاب و سنت کے دونوں چشمہ ہائے صافی تھے، حق بات علی الاعلان کہتے تھے اور بلا خوف لومۃ لائم سلف صالحین سے ثابت شدہ عقائد پر کار بند تھے۔ اپنے صاف ستھرے اسی سلفی عقیدہ کا بیان وہ اکثر کرتے رہتے۔ ان کی اکثر کتابیں اس بات پر شاہد ہیں، خصوصاً ان کے ”مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ“ کی جلد ہشتم (۸) کے صفحہ (۲۳) پر ”میرا عقیدہ“ کے زیر عنوان شیخ کے عقائد کی تفصیل موجود ہے جو انھوں نے کسی سائل کے جواب میں اسے املاء کروائی تھی۔

ان کے بلا تردّد امام اہل سنت ہونے کا پتہ ان کی چند کتابوں سے ہی بخوبی لگایا جاسکتا ہے جن میں سے ایک ”وجوب العمل بالسنة و کفر من انکرھا“ نامی کتاب ہے۔ ان کی اسی طرح کی دوسری کتاب ”السنة و مکانتها فی الإسلام و فی اصول التشریح“ ہے۔^①

اسی موضوع پر ان کی تیسری کتاب ”وجوب لزوم السنة و الحذر من البدعة“ ہے۔^②

ان کتب و رسائل کے علاوہ ان کا کوئی محاضرہ و لیکچر، کوئی خطبہ و درس اور کوئی مختصر سے مختصر خطاب بھی ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ سنت پر التزام و کاربند ہونے اور اسے تمام اقوال و آراء رجال پر مقدم رکھنے کی تاکید نہ کیا کرتے ہوں۔

حکام و امراء کے ساتھ تعلقات کا انداز:

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے حکام و امراء کے ساتھ تعلقات کا کیا انداز اپنایا ہوا تھا؟ اسے مختصر الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے:

❖ وہ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں حکام و امراء (ولی الامر) کی اطاعت کو

ضروری سمجھتے تھے۔ کیونکہ سورۃ النساء کی آیت: ۵۹ میں ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي

الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ۵۹]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اولیائے امور (حکام)

کی اطاعت کرو۔“

① اسی موضوع اور اسی نام سے ملتی جلتی ایک کتاب ”السنة و مکانتها فی التشریح

الإسلامی“ ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی رحمۃ اللہ علیہ مصری کی بھی ہے۔

② دیکھیں: مجموع فتاویٰ و مقالات سماحة الشيخ ابن باز (۸/ ۴۳ و ما بعد) و

الإنجاز (ص: ۴۶۳-۴۶۷)

نیز ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ»^①

”میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اور سماع و طاعت کا جذبہ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔“

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«اسْمَعُوا وَ اطِيعُوا، وَ اِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ رَأْسَهُ زَبِيَّةً»^②

”سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ منکے جتنے سرو والا کوئی حبشی ہی تمہارا امیر کیوں نہ بنا دیا گیا ہو۔“

❖ شیخ موصوف اس بات کے بھی قائل تھے کہ حکام و امراء کی اطاعت صرف

نیکی والے معاملات میں کی جائے گی کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ»^③

”اللہ کی نافرمانی والے کام میں کسی کی اطاعت نہیں ہے، اطاعت صرف معروف معاملات میں ہے۔“

اسی طرح ارشادِ نبوی ہے:

«لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَمْ يُطِيعِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ»^④

”جو حاکم اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت نہیں ہے۔“

جبکہ مسند احمد، طیالسی، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی میں ارشادِ نبوی ہے:

① مسند أحمد (۱۲۶/۴)

② صحیح البخاری، رقم الحدیث (۷۱۴۲)

③ صحیح البخاری، رقم الحدیث (۴۳۰۴) صحیح مسلم، مسند أحمد.

④ مسند أحمد (۲۱۳/۳) صحیح الجامع، رقم الحدیث (۷۵۳۱)

«لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ»^①

”خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔“

❖ اگر حاکم ظالم و جابر ہو تو اس کے ظلم و ستم پر صبر کرے، فوراً بغاوت پر نہ اتر آئے کیونکہ صبر کرنا شریعت کے اہم اصولوں میں سے ایک ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

«مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شَبْرًا مَاتَ مَيِّتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ»^②

”اگر کسی کو اپنے امیر کی کسی چیز یا بات سے نفرت ہو تو وہ اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص سلطان وقت کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر نکلا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ گویا جاہلیت کی موت مرا۔“

❖ شیخ رحمہ اللہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ حکام و امراء میں سے اگر کسی سے کوئی ناجائز و منکر فعل صادر ہوتا دیکھتے یا سنتے تو پردے کے ساتھ تنہائی میں ان کو نصیحت کرتے اور حق کی طرف ان کی رہنمائی کرتے اور کسی کا نام لیے بغیر مطلقاً اس برائی کے خلاف اپنے دروس و خطبات میں بھی آواز اٹھاتے۔ اس

سلسلہ میں ان کا عمل اُس حدیث شریف پر تھا جس میں ارشادِ نبوی ہے:

«مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ فَلَا يَبْدُلُهُ عِلَانِيَةً وَ لَكِنْ لِيَأْخُذَ بِيَدِهِ فَيَخْلُوَ بِهِ فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ وَ إِلَّا كَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ»^③

”جو شخص اپنے حاکم وقت کو نصیحت کرنا چاہے اسے چاہیے کہ اسے

① صحیح الجامع، رقم الحدیث (۷۵۲۰)

② صحیح البخاری، رقم الحدیث (۶۶۴۵) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۱۸۴۹)

③ مسند أحمد (۴۳/۳) مستدرک حاکم (۲۹۰/۳) و الحدیث صحیح بطرقہ.

علائیہ نصیحت نہ کرے بلکہ تنہائی میں لے جا کر یہ فریضہ ادا کرے، اس طرح اگر وہ نصیحت پر عمل کرے تو فہم اور نہ اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔“

الغرض شیخ رحمۃ اللہ علیہ علائیہ نصیحت کرنے کو سلف صالحین امت کے منہج کے منافی خیال کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حکام کے عیوب و نقائص کو سر عام منبروں پر بیان کرنا اور ان کی لوگوں میں تشہیر کرنا مفید ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ نئے نئے مسائل پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے لہذا خود ان سے پردے میں بات کریں یا لکھ کر بھیجیں یا کسی سے رابطہ کریں جو یہ کام کر سکتا ہو البتہ کسی کا نام لیے بغیر ان میں پائی جانے والی بُرائی کا رد کرنا ممکن ہے، حاکم و غیر حاکم کا نام لے کر یہ باتیں کرنا مفید نہیں بلکہ مضر ہے۔

❖ موصوف حکام و امراء کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق خیر و برّ کی بکثرت دعاء کرنا ضروری خیال کرتے تھے اور اپنے محاضرات و دروس میں خود بھی اس پر کار بند تھے، اس سلسلہ میں ان کے عمل کی بنیاد دو عظیم ائمہ یونین امام فضیل بن عیاض اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا یہ معروف مقولہ تھا:

”لَوْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ مُجَابَةٌ لَصَرَفْتُهَا لِلسُّلْطَانِ“

”اگر مجھے پتہ چل سکے کہ میری کوئی دعاء مقبول ہونے والی ہے تو وہ دعا میں سلطان کے لیے خاص کر دوں۔“

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تو ارشاد ہے:

«خَيْرُ اٰثْمَتِكُمْ الَّذِيْنَ تُصَلُّوْنَ لَهُمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ»

”تمہارے بہترین حکام و امراء وہ ہیں کہ جن کے لیے تم دعائیں کرو

اور وہ تمہارے لیے دعائیں مانگیں۔“

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا حکام و امراء کے سلسلے میں یہی منہج تھا اور اس سلسلہ میں

ان کا ایک مستقل رسالہ بھی جس کا نام ہے ”نصيحة الأمة في جواب عشرة أسئلة مهمة“ ہے اس موضوع پر سوالات کے جوابات والا یہ انتہائی مفید رسالہ ہے۔^①
منصب مفتی اعظم اور فتویٰ نویسی:

سماحة الشيخ رحمته الله سعودی عرب کے مفتی اعظم کے منصب پر عرصہ سے فائز چلے آ رہے تھے، یہ وہ منصب ہے جس کی رفعتِ شان کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلے تو خود اللہ تعالیٰ نے اس منصب کو اپنی طرف منسوب کر کے اسے شرف یاب کیا ہے، چنانچہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ... الخ﴾

”یہ لوگ آپ سے عورتوں کے مسائل کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، ان سے کہہ دیں کہ ان کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ فتویٰ دے رہا ہے...“ [النساء: ۱۲۷]

دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ... الخ﴾

”لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ لا اولد کے لیے تمہیں اللہ فتویٰ دے رہا ہے...“ [النساء: ۱۷۶]

اور پھر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے سب سے پہلے امام المقتدین اور اشرف الانبياء والمرسلين حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب کو شرف یاب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ جوامع الاحکام اور فصل الخطاب کا بہترین نمونہ ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمته الله نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ کی ایک معتد بہ مقدار اپنی کتاب

① دیکھیے: الإنجاز (ص: ۴۸۹ - ۴۹۱) و رسالة ”نصيحة الأمة...“ مطبوعة في

”اعلام الموقعین“ میں جمع کر دی ہے جس کا اردو ترجمہ حضرت العلام مولانا محمد بن ابراہیم جو ناگرھی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ پہلے یہ کتاب ”دین محمدی“ کے نام سے چھپتی رہی ہے اور اب حال ہی میں مکتبہ قدوسیہ لاہور نے ”اعلام الموقعین“ ہی کے نام سے بڑے اعلیٰ و معیاری انداز سے شائع کر دی ہے۔ اسی کتاب کا فتاویٰ مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ حصہ مکتبہ ایوبیہ کراچی والوں نے الگ سے ایک مستقل کتاب ”فتاویٰ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم“ کی شکل میں بھی شائع کیا ہے۔ جزئی اللہ العلامة الجامع والشیخ المترجم و المہتمین بالطبع خیر الجزاء۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر ان کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین میں سے کبار اہل علم اسی منصب پر فائز رہے اور یہ سلسلہ چلتا آیا حتیٰ کہ دور حاضر کے عظیم و معروف مفتی اعظم ہمارے ممدوح ساحتہ الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

موصوف نے انفرادی طور پر بھی بہت بڑی مقدار میں فتاویٰ صادر فرمائے اور فتویٰ کی دائمی کمیٹی کے ساتھ اشتراک سے بھی اتنے فتاویٰ صادر فرمائے جن کی تعداد بیس ہزار (۲۰۰۰۰) سے متجاوز ہے۔ آپ کے فتاویٰ بڑے واضح، مفصل، مدلل، تطویل ممل سے خالی اور ایجاز ممل سے مبرا ہوتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ میں شاذ آراء اختیار نہیں کی گئیں بلکہ وہ بہترین اسلوب بیان سے کتاب و سنت کا نچوڑ و ترجمان ہوا کرتے تھے۔

موصوف و اللہ اعلم اور لا اذری (اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مجھے اس کا علم نہیں) وغیرہ کلمات کے استعمال میں ذرا بھی حرج نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی اسے کسرِ شان خیال کرتے تھے بلکہ کئی مرتبہ عدم علم کا اظہار انہی الفاظ سے کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ کے سوانح نگار شیخ عبدالرحمن الرحمہ کے بقول ایک ہی مجلس میں

آپ نے بعض سوالات کے جواب میں دس مرتبہ ”اللَّهُ أَعْلَمُ“ کہا۔ یہ نہ صرف خود آپ کیا کرتے تھے بلکہ اپنے رفقاء و اخوان اور تلامذہ و شاگردان کو بھی اس کی نصیحت کیا کرتے تھے کہ جب تک کسی مسئلہ کا حل کتاب و سنت کے دلائل سے واضح نہ ہو فوراً ایسے کلمات کہو اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دو کیونکہ معروف ہے:

”مَنْ قَالَ: لَا أُدْرِي، فَقَدْ أَفْتَى، وَلَا أُدْرِي نِصْفُ الْعِلْمِ.“
 ”جس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، اس نے فتویٰ دے دیا اور میں نہیں جانتا، کہنا نصف علم ہے۔“

فتویٰ دینے میں شیخ کسی معین مذہب یا کسی خاص امام کی رائے کے لیے متعصب ہرگز نہیں تھے، حتیٰ کہ آپ کے فتاویٰ شاہد ہیں کہ دلیل ساتھ نہ دے رہی ہو تو علامہ موصوف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور فقہ حنبلی کی بجائے کتاب و سنت کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے، شیخ کے فتاویٰ پر جس کی کچھ بھی نظر ہے وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

فتویٰ دینے اور املاء کروانے میں مستحج اور متقنی عبارات کی بجائے سلف صالحین کی طرح سلیس و سادہ اور آبخار کی طرح رواں دواں اسلوب بیان تھا، تکلف کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مضامین و مقالات، کتب و رسائل اور فتاویٰ کو وہ برکت عطا فرمائی ہے کہ انھیں محبوبِ خلاق بنا دیا ہے۔^①

بیس ہزار سے متجاوز فتاویٰ کے لیے تو آپ نے دیگر اراکین فتویٰ کمیٹی کے ساتھ شرکت فرمائی ہے جبکہ آپ کے انفرادی حیثیت سے صادر کردہ فتاویٰ اور مضامین و مقالات کی چودہ (۱۴) جلدیں چھپ بھی چکی ہیں اور ابھی یہ سلسلہ

جاری ہے جس کی ذمہ داری ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعہ نے اٹھائی ہوئی ہے جو شیخ کے مضامین و فتاویٰ کی جمع و ترتیب اور نشر و اشاعت کے مسئول بنائے گئے ہیں۔

شیخ کا منہج:

موصوف کا منہج اعتدال و انصاف پر قائم تھا جس کی بنیاد قرآن و سنت تھی۔ اگر کوئی نیا مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ اپنے علماء ساتھیوں اور شاگردوں کو اس کے بارے میں بحث و تحقیق کی دعوت دیتے اور پھر خود بھی اپنی تحقیقی رائے کا اظہار کرتے، آپ کی قرآن و سنت کے دلائل سے مزین رائے عموماً مرکزی حیثیت اختیار کر جایا کرتی تھی اور صرف سعودی عرب میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں احترام کی نظر سے دیکھی جاتی، یہ صورت حال دارالافتاء، رابطہ عالم اسلامی کی تاسیسی مجلس، مجمع الفقہی اور مساجد کی مجلس اعلیٰ وغیرہ تمام اداروں میں ہوتی تھی، موصوف ان تمام اداروں کے ڈائریکٹر جنرل تھے۔^①

دینی غیرت و حمیت اور شجاعت:

آپ کی دینی غیرت و حمیت اور شجاعت کا یہ عالم تھا کہ یہ سیدھا سادہ، ڈھیلا ڈھالا، فقراء و مساکین کے ساتھ گھل مل کر باتیں کرنے اور بڑی شفقت کے ساتھ ان کے معاملات سننے اور حل کرنے والا دھان پان کا انسان جیسے ہی کہیں سے کسی دینی شعار کی توہین کا سنتا تو دھاڑتا ہوا شیر بن جانا اور پھر اسے یہ پرواہ نہ ہوتی کہ سامنے کون ہے؟

① ۱۳۹۴ھ میں لیبیا کے فوجی حاکم کرنل معمر قذافی نے معلمین کی ایک کانفرنس

منعقد کی اور اس میں کتاب اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر دریدہ

دہنی اور اسلام کے بعض احکام کے خلاف بدزبانی کی تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فوراً اس

کا رد کیا جو اخبارات و رسائل میں شائع ہوا، آپ چونکہ ان دنوں مدینہ

یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے لہذا اس اسلامک یونیورسٹی کی طرف سے بھی ایک بیان جاری کر دیا جس میں قذافی کے مزاعم و شبہات اور اشکالات و اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا۔

② صومالیہ میں کیمونسٹوں نے وراثت اور بعض دیگر اسلامی و خانگی احکام و مسائل کو ختم کر کے ان کی جگہ مارکسی جاہلانہ نظام کو لانے کی کوشش کی تو مقدیشو کے علماء حق نے ان کے خلاف آواز اٹھائی جس پر ان ظالموں نے دس علماء کو زندہ جلا کر خاکستر کر دیا اور کتنے ہی دوسرے علماء کو قید میں ڈال دیا۔ ان واقعات کا شیخ کے دل پر بڑا اثر ہوا اور انھوں نے ان کے بارے میں بڑی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان کے کرتوتوں کو عالم اسلام کے سامنے کھول کر رکھا اور بیچ چوراہے ان کے نظام کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

③ اسی طرح موصوف کبھی موسکو (روس) کی تابع اسلامی ریاستوں (خصوصاً چینیا) کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف کچھ لکھتے، کبھی یورپ کے بوسنیا ہرزی گوینا کے مسلمانوں کے ساتھ کھڑے نظر آتے، کبھی اریٹریا، کبھی افغانستان، کبھی برما اور کبھی کشمیر کے مسلمانوں کے لیے ہلکان ہوئے جاتے، ان کے لیے عالم اسلام کے نام تعاون کرنے کی سفارشیں کرتے، خط لکھتے اور دامے درمے قدمے سخنے ان کا تعاون کرتے تھے۔

④ معروف تفسیر ”فی ظلال القرآن“ کے مفسر سید قطب شہید اور ان کے ساتھیوں کو پھانسی کی سزا دی گئی تو آپ اس کے خلاف بہت لڑے۔ اپنے غیض و غضب کا اظہار کرنے کے لیے مصری حکومت کو پہلے ایک خط بھیجا اور پھر ایک برقیہ ارسال کروایا اور جب برقیہ تیار ہو کر آیا تو اس کے آخر میں آپ نے سورہ نساء کی آیت (۹۳) بھی لکھوائی:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدِّيًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ خَلِيدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾
 ”اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کا بدلہ جہنم ہے۔
 وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر اترے گا اور اللہ
 تعالیٰ کی پھٹکار اس پر پڑے گی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا
 عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا انداز ناراضگی:

عام بنی بشر کی طرح بعض امور پر آپ کو غصہ بھی آتا تھا مثلاً:

① اگر شیخ کسی معاملہ میں قرآن و سنت کے دلائل دے چکے ہوں اور پھر کوئی یہ کہہ دے کہ فلاں یوں کہتا ہے تو آپ کو غصہ آجاتا تھا اور آپ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کے قیل و قال سے کتاب و سنت کو کیسے رو کیا جاسکتا ہے؟

② اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کے سلسلے میں بات چلی تو کسی نے کہہ دیا کہ فلاں صحابی کتابی عورت سے نکاح سے روکا کرتے تھے تو آپ سخت ناراض ہوئے، آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا: کیا صحابی کے قول سے کتاب و سنت کی خلاف ورزی کریں؟

③ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک صحابی کے استفسار پر کہ ”اس کا باپ کہاں ہوگا؟“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

«إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ»

① الإنجاز (ص: ۵۱۴-۵۱۶) الممتاز (ص: ۵۴-۵۶)

② الدرر الذهبية (ص: ۷۸) الإنجاز (ص: ۵۶۴-۵۶۵)

③ صحیح مسلم (۱/۱۹۱) بترقیم محمد فؤاد عبد الباقي

شیخ اسی حدیث کی شرح بیان فرما رہے تھے کہ ایک طالب علم نے کہا: نبی ﷺ نے اس شخص کا دل رکھنے کے لیے ایسے کہہ دیا تھا ورنہ ایسی کوئی بات نہ ہوگی، اس پر شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے باپ کے بتلائے عذاب ہونے کی خبر دے کر ہی اس کا دل رکھا جاسکتا تھا؟^①

کتاب وسنت کو رد کرنے کی کوششوں یا ان کے تذکرہ پر، شرک و مشرکین اور اہل بدعت والحاد کے ذکر پر سخت ناراض ہوتے تھے۔

جیسے ہی کسی شاگرد یا سائل پر ناراض ہوتے تو کہتے: سَبِّحُ (اللہ کی تسبیح بیان کرو)، بلکہ بعض مواقع پر: اتَّقُوا اللَّهَ، عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ کی بکثرت تلقین فرماتے اور اپنی مجالس میں درود شریف بکثرت پڑھتے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بہت دفعہ کہا کرتے تھے۔^②

④ شیخ نے اپنے ایک درس میں تفصیل و دلائل کے ساتھ تصویر کا حرام ہونا بیان کر دیا تو ایک شاگرد نے کہا: آپ کی تصاویر ٹی۔وی اور اخبارات میں آتی ہیں تو فرمایا:

”اتَّبِعِ الْأَدِلَّةَ وَاتْرُكْ فِعْلَ ابْنِ بَازٍ.“

”آپ دلائل کی اتباع کریں اور ابن باز کے فعل کو چھوڑیں۔“

اور پھر کہا کہ میں کوئی معصوم تو نہیں ہوں لہذا میرے اور دوسرے لوگوں کے اعمال کو نہ دیکھو، دلائل کو لو اور انھی کے مطابق عمل کرو، اور پھر میں ان تصاویر پر راضی نہیں ہوں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ.^③

⑤ ایک جاہل نے شاہ سعود کی آمد کی خوشی میں اس کی گاڑی کے پہیوں کے

① عبد اللہ العتیبی بحوالہ الإنجاز (ص: ۵۶۴ - ۵۶۵) الدرر الذهبیة (ص: ۷۸)

② حوالہ جات سابقہ الإنجازو الدرر.

③ الدرر الذهبیة (ص: ۷۸ - ۷۹)

پاس جانور ذبح کیے، شیخ کو پتہ چلا تو غیرتِ دینی سے دم گھٹنے لگا، آنسو بہنے لگے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کیا کہ یہ حرام ہے اور ان جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ جب شاہ سعود کو اس بات کا علم ہوا تو اس جاہل کی حماقت پر ناراض ہوئے۔ بقیہ جانور چڑیا گھر بھجوا دیے اور شیخ کے اس موقف پر ان کا شکر یہ ادا کیا۔^①

① ڈاکٹر ناصر الزہرانی اپنی کتاب ”امام العصر“ میں لکھتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے کہا کہ دوپہر اور شام کے کھانے پر آپ کے ساتھ فقراء و مساکین، مسافر اور طلبہ علم بیٹھتے ہیں جبکہ آپ کے بعض مہمان امراء و وزراء اور بیرونی ممالک کی کبار شخصیات ہوتی ہیں لہذا اگر آپ ان کے لیے کھانے کا الگ انتظام کر لیں تو اچھا ہو۔ یہ سن کر شیخ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور کہا کہ یہ مشورہ دینے والے مسکین کو دیکھیں، اسے مساکین کے ساتھ کھانے کی لذت کا علم ہی نہیں، جسے میرے ساتھ اسی حال میں بیٹھنا ہے بصد خوشی بیٹھے اور جو نہیں چاہتا ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے لیکن میں ایسی کوئی خصوصیت حاصل نہیں کرنا چاہتا۔^②

توکل علی اللہ اور یقین باللہ:

① معروف ادیب و عالم الشیخ ابو عبد الرحمن ابن عقیل الظاہری کہتے ہیں کہ شیخ کی بینائی کے لوٹ آنے کی آس پر بعض اطباء نے آپریشن کا مشورہ دیا تو انھوں نے آنکھوں کی بینائی کے جانے پر اجر و ثواب کا پتہ دینے والی حدیث پر عمل کرتے ہوئے صبر کرنے کا اجر لینے کی خاطر آپریشن کروانے سے انکار کر دیا۔

① الدرر الذهبیة (ص: ۷۹) إمام العصر (ص: ۳۷۰) مواقف مضيئة (ص: ۳۲)

جريدة الجزيرة (شمارة: ۹۷۳)

② إمام العصر (ص: ۹۳) نیز دیکھیے: الدرر الذهبیة (ص: ۲۳) مواقف مضيئة (ص: ۴۸-۴۹)

۲] جب ان کے حلق میں تکلیف ہوئی تو شاہ فہد اور ان کے اس وقت کے ولی عہد شہزادہ عبد اللہ (موجودہ دور کے حاکم) کے خرچ پر امریکہ جانے اور علاج کروانے کی پرزور ترغیب دلانے کے باوجود اس کا پرزور انکار کر دیا۔^۱

۳] ایک مرتبہ شیخ رحمہ اللہ کے ایک کاتب نے کہا کہ آپ چار ملین ریال کے مقروض ہیں اور یہ تو بڑا مشکل مسئلہ ہے۔ شیخ نے کہا: اللہ اللہ کرو، میں اپنی ماں کے پیٹ سے ننگا پیدا ہوا تھا، کوئی کپڑا تک تن پر نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ دیا ہے اور اس کی نعمتوں پر اس کا شکر گزار ہوں۔ یاد رہے کہ یہ قرض صرف ان کے خرچ پر کام کرنے والے دعا و مبلغین کی تنخواہوں وغیرہ کی وجہ سے تھا۔^۲

اور یہ بات معروف ہے کہ حکام و امراء آپ کے ایسے تمام قرضے ہر سال ادا کر دیا کرتے تھے کیونکہ وہ اصل حقیقت سے واقف تھے۔

۴] شیخ رحمہ اللہ کے مشیر خاص ڈاکٹر محمد بن سعد الشویع کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں شیخ کو پتے کی پتھری کی تکلیف ہوئی۔ انور ہسپتال سے شیخ کے خاص چاہنے والے ڈاکٹر حسن الزہرانی کو بلایا گیا، وہ اپنے ساتھ ڈاکٹروں کی ٹیم لائے اور پھر ہسپتال لے جا کر چیک آپ کیا اور پھر آپریشن طے پایا۔

پھر وہاں سے انھیں طائف کے ہسپتال الہدای میں لے جایا گیا، رات ہونے تک الریاض کے اختصاصی ہسپتال اور آرمی ہسپتال اور مکہ المکرمہ کے انور ہسپتال کے ڈاکٹروں کی ٹیمیں بھی جمع ہو گئیں اور آپریشن پر ہی اتفاق ہوا، صبح جب آپریشن سے قبل نئے سرے سے کچھ ایکس رے وغیرہ لیے گئے تو دیکھا کہ پتھری غائب ہے۔

شیخ سے پوچھا تو بتایا کہ مجھے اب کوئی تکلیف نہیں، رات میں نے اللہ سے

① الدرر الذهبية (ص: ۷۵) جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۳۰)

② الدرر الذهبية (ص: ۷۷)

استخارہ کیا تھا تو آپریشن پر میرا دل مطمئن نہیں ہوا، اب تو اللہ نے بلا آپریشن ہی آرام دے دیا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے اس وقت بتایا کہ ایسا ہی ایک مرتبہ شاہ فیصل رحمہ اللہ کے زمانے میں ہوا تھا جب میں مدینہ منورہ میں تھا۔ شاہ رحمہ اللہ نے ڈاکٹروں کی ٹیم بھیجی اور جس صبح میرا آپریشن طے تھا اس وقت تک میری تکلیف ختم ہوگئی۔ میرا اللہ پر توکل ہے اور آپریشن نہیں کروانا چاہتا۔^①

ذاتی وزن اور شخصی امتیاز بنانے اور بڑھانے سے گریز:

سعودی عرب میں معروف ہے کہ جب بھی کوئی جامع مسجد تعمیر ہوتی ہے تو اس میں اس وقت تک خطبہ جمعہ کا آغاز نہیں ہوتا جب تک اس سلسلہ میں مفتی اعظم کا فتویٰ صادر نہ ہو جائے۔ ڈاکٹر ناصر الزہرانی (امام و خطیب جامع الشیخ ابن باز مکہ مکرمہ) کہتے ہیں کہ جب شیخ کی یہ مسجد مکمل ہوگئی تو میں نے جمعہ کا آغاز کرنے کی اجازت طلب کی تو فرمایا: نہیں، جب تک کہ فتویٰ صادر نہ ہو جائے، میں نے عرض کیا: یا شیخ! مفتی تو آپ ہی ہیں، کہا: صحیح ہے مگر جب تک یہ معاملہ بھی دیگر معاملات کی طرح اپنی مکمل رہی کارروائی مکمل نہ کر لے گا جمعہ شروع نہیں ہونا چاہیے، اور پھر واقعی ایسے ہی ہوا۔^②

خوش گوئی و خوش مزاجی اور مزاج:

شیخ عبدالرحمن الرحمہ نے اپنی کتاب ”الدرر الذهبیة من عیون القصص البازیة“ میں نمبر (۱۹) کے تحت ”الدعابة والطرائف“ کے زیر عنوان لکھا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ خشک زاہدوں کی طرح نہیں تھے بلکہ ہنستے کھلتے عابدوں جیسے تھے۔ اور کبھی

① الدرر الذهبیة (ص: ۷۵-۷۶) جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۵۲)

② إمام العصر (ص: ۱۰۷) والدرر الذهبیة (ص: ۸۴-۸۵)

کبھی موقع بہ موقع اپنے بے تکلف ملنے والوں اور بعض نئے آنے والوں کے ساتھ خوش گپیاں بھی کر لیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے لطائف و طرائف سے بعض دفعہ پوری مجلس زعفران زار ہو جاتی تھی۔^①

کمال زہد:

① شیخ ابو عبد الرحمن ابن عقیل الظاہری لکھتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر مٹی کے گھر میں رہے۔ انھیں ایک موقع پر ایک شخص نے وسیع زمین کا پلاٹ ہدیہ کرنے کی پیشکش کی مگر شیخ نے انتہائی عملی انداز سے معذرت کر لی اور مٹی کے گھر سے اس وقت تک اس موجودہ گھر میں منتقل نہ ہوئے جب تک حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں نے اصرار نہ کیا اور آپ کے اعلیٰ منصب اور دنیا بھر سے بڑے بڑے منصب والوں کی آمد کی حجت پیش نہ کی۔^②

② ڈاکٹر ناصر الزہرانی (امام جامع مسجد ابن باز) اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں جس گھر میں شیخ رہتے تھے وہ کرائے پر لیا ہوا تھا۔ میں نے بارہا بھر پور کوشش کی کہ آپ یہ گھر خرید لیں اور آپ مجھے صرف خریدنے کی اجازت دیں اور کچھ نہیں چاہیے، مگر انھوں نے مجھے ہمیشہ ٹال دیا کبھی موافقت نہیں کی بلکہ کہتے کہ اگر تمہیں کسی چیز یا سفارش کی ضرورت ہو تو بتاؤ: ”أَمَا أَنَا فَلَا“ ”رہا میرا معاملہ تو مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔“^③

① الدرر الذهبیة (ص: ۸۶) و مواقف مضيئة في حياة الامام ابن باز (ص: ۳۰) نیز دیکھیے الدعوة (شمارہ: ۱۶۹۳) و جريدة الرياض (شمارہ: ۱۱۲۸۴، ۱۱۲۹۲) اور نیے کیسٹ بعنوان ”عبرات و عبارات“

② الدرر الذهبیة (ص: ۲۰-۲۱) جريدة الجزيرة (شمارہ: ۹۷۳)

③ امام العصر (ص: ۸۳) الدرر الذهبیہ (ص: ۲۱)

❖ شیخ رحمہ اللہ کے مالی امور کے مسئول شیخ عبدالرحمن بن عتیق سے پوچھا گیا کہ کبھی شیخ رحمہ اللہ نے پوچھا ہو کہ تنخواہ کب مل رہی ہے؟ یا کبھی تنخواہ کے پیسے گنے ہوں، یا کبھی پوچھا ہو کہ ان کی تنخواہ کتنی ہے؟ تو انھوں نے کہا: اللہ کی قسم ہے کہ شیخ رحمہ اللہ نے کبھی ایسا کوئی سوال نہیں کیا۔ اگر کبھی پوچھا تو یہ کہ لوگوں کی تنخواہیں لیٹ تو نہیں ہوتیں؟

❖ جن دنوں شیخ رحمہ اللہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے چانسلر تھے ان دنوں شاہ فیصل رحمہ اللہ نے شیخ کے انتہائی متواضع اور معمولی سے گھر میں ان کی زیارت کی اور حکم صادر فرمایا کہ شیخ کے علمی و سماجی مقام و مرتبہ اور ان کی شان کے مطابق ایک اعلیٰ درجے کا محل تعمیر کیا جائے، جب محل تعمیر ہو گیا اور شیخ کے نام رجسٹریشن کا وقت آیا تو انھوں نے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ یہ محل مطلقاً جامعہ اسلامیہ کے رئیس (چانسلر) کے نام رجسٹرڈ کر دیں، جامعہ میں جو بھی رئیس ہوا کرے گا وہ اس میں رہا کرے گا۔^①

بے نفسی:

استاذ احمد عبدالرحمن العرفہ ڈاکٹر مازن بلیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماہ رمضان ۱۴۱۵ھ میں روزنامہ جریدہ المدینہ کے ہفتہ وار ایڈیشن الاربعاء کو ”شیخ ابن باز نمبر“ کے طور پر شائع کرنے کا پروگرام طے ہوا اور تمام تیاریاں بھی مکمل ہو گئیں جب شیخ کو پتہ چلا کہ ”روزنامہ مدینہ“ والے اپنے اسبوعی میگزین کا خاص نمبر میرے بارے میں نکالنے والے ہیں، خبر ملتے ہی شیخ نے رابطہ کیا اور کوئی تفصیلات جانے بغیر مطلقاً اسے چھاپنے سے منع کر دیا اور کہا کہ اللہ میری خدمات اور اعمال کو قبول فرمائے، میرے لیے یہی کافی ہے، مجھے ان صحافتی چونچلوں کی

ہرگز ضرورت نہیں۔ ان کے اصرار کا روزنامے نے احترام کیا اور تیار نمبر کو شائع کرنے سے روک دیا جس سے ان کی قدر و منزلت جاننے والوں کے دلوں میں پہلے سے سوچند ہو گئی۔^①

ساتھیوں کا احترام:

شیخ ابو تراب الظاہری لکھتے ہیں کہ دارالمہاجرین مکہ المکرمہ میں گورنر مکہ کی زیرِ صدارت ایک اجتماع تھا، جس میں میرے والد اور شیخ ابن باز تقاریر کے لیے مدعو تھے۔ دونوں ایک دوسرے کو آپ آگے آپ پہلے کہتے رک گئے۔ والد گرامی نے شیخ کو آگے کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر انھوں نے والد صاحب کو آگے کرنے پر اصرار کیا بالآخر میرے والد یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے کہ حضرت انس بن مالک نبی ﷺ کے آگے چلا کرتے تھے جبکہ وہ خادمِ رسول ﷺ تھے۔^②

شاہ فیصل عالمی ایوارڈ:

ساحہ الشیخ ابن باز رضی اللہ عنہ کی جلیل القدر خدماتِ اسلام:

- ① دعوت و تبلیغ کے مختلف میدانوں میں رنگارنگ خدمات۔
- ② اپنی زندگی اور دعوت میں فکری و عملی اور منہجی طور پر اسلام کی خالص تعلیمات کے التزام۔
- ③ علمی، بحوث و دراسات، اسلامی تعلیم اور پوری دنیا میں اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت اور ترسیل و تقسیم کی وجہ سے ثقافتِ اسلامیہ کے ایک مینارۃ نور ہونے۔
- ④ مختلف ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کو درپیش مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہنے۔

① مواقف مضيئة في حياة الإمام ابن باز محمود بن عبد الله بن مطر (ص: ۱۷) جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۳۳)

② مواقف مضيئة (ص: ۵۰) جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۹۷)

- ⑤ پوری دنیا کی جہادی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنے۔
- ⑥ اور عالم اسلام و بلاد کفر میں کام کرنے والے اسلامی و تعلیمی اور دعوتی اداروں کے ساتھ خود بلا حدود تعاون کرنے اور علماء اسلام، اہل خیر و برتجار اور خیراتی تنظیموں کو ان کی مدد پر ابھارنے جیسے عظیم الشان کارناموں کے اعتراف کے طور پر شاہ فیصل عالمی ایوارڈ کمیٹی نے ۱۴۰۲ھ میں انھیں یہ عالمی اعزاز عطا کرنے کو اپنے لیے باعث شرف سمجھا۔^①

اس عالمی اعزاز کے سلسلہ میں شیخ کا موقف:

ساتھ الشیخ کو جس بہت بڑی تقریب میں یہ عالمی اعزاز دیا گیا اس میں خطاب کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا:

”میں اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس کے فضل و کرم سے علم اور اہل علم کے احترام و توقیر، اسلام اور دراسات اسلامیہ کے لیے کچھ خدمات پیش کرنے والوں کی عزت افزائی اور ادب عربی و طب وغیرہ کے شعبوں میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے قائم کی گئی اس تقریب میں شریک ہوں اور اس عالمی اعزاز کے لیے مستحق قرار دیے جانے پر اللہ کے بعد فرمانروائے سعودی عرب شاہ خالد اور ان کے ولی عہد شہزادہ فہد (خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد رحمۃ اللہ علیہ) اس وقت ولی عہد تھے) اور شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس عالمی اعزاز کے سالانہ اجراء کا اہتمام کیا ہوا ہے۔“

اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں ۱۳۵۲ھ میں افتتاح پانے

① الإنجاز (ص: ۶۷۹ - ۶۸۰) إمام العصر (ص: ۸۴ - ۸۵) و کیست: الإمام ابن باز صفحات مشرقہ من حیاته و وقفات مضیئة (ص: ۳۵) جریة الرياض (شماره: ۱۱۲۹۲)

والے عظیم تعلیمی ادارے ”دار الحدیث“ کا قدرے تفصیلی تعارف کروایا جس سے دنیا بھر کے عموماً اور افریقی و ایشیائی ممالک کے طالب علم خصوصاً استفادہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ میں اپنے اس انعام کی ساری رقم (ایک لاکھ سعودی ریال) اس تعلیمی و تربیتی ادارے کو ہدیہ کرتا ہوں۔^① تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنْهُ وَجَعَلَهُ فِي مِيزَانِ حَسَنَاتِهِ.

سماحة الشيخ ابن باز رحمته اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں:

یہ وہ تاثرات ہیں جو اس وقت تحریر کیے گئے جب شیخ عبد الرحمن الرحمة نے علامہ ابن باز رحمته اللہ علیہ کے بارے میں ایک مبسوط کتاب ”الإنجاز في سيرة الإمام ابن باز“ لکھنا شروع کی، یہ ضخیم کتاب ان کی زندگی میں ہی چھپ بھی گئی تھی۔
 ① شیخ کی شاگردی کے بعد ان کے تحت کئی جگہوں پر عرصہ دراز تک کام کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ میں نے آپ کے علم غزیر و فقہ وسیع اور تعلیم و تعلم کے آداب میں آپ سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ آپ انتہائی مشفق معلم اور مخلص ناصح تھے۔ آپ کسی رائے پر ضد یا تعصب سے ہرگز کام نہیں لیا کرتے تھے۔
 آپ کی ضیافت پسندی اور کرم طبع کا یہ عالم تھا کہ گھریلو اخراجات سے قریبی واقفیت رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ آپ کے گھر کا خرچہ (۲۰۰۰) ریال روزانہ تھا نتیجتاً آپ ہر ماہ مقروض ہو جاتے تھے۔ حکومت چونکہ جانتی تھی کہ یہ روشن ستارہ ملک کی عزت کا باعث ہے لہذا ہر سال آپ کے قرضے حکومت ادا کر دیا کرتی تھی۔^②

① بحوالہ الإنجاز (ص: ۶۸۱ - ۶۸۵) إمام العصر (ص: ۸۶ - ۹۰) الدرر الذهبية

(ص: ۱۸ - ۱۹) جريدة الرياض (شماره: ۱۱۲۹۲)

② سماحة الشيخ العلامة عبد الله بن سليمان بن منيع - رعاہ اللہ - قاضي التمييز

بمكة المكرمة وعضو هيئة كبار العلماء.

② ہمارے استاذ سماحۃ الشیخ ابن باز اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں انھیں دیکھتے ہوئے اب بجا طور پر ان کے لیے ”شیخ الاسلام والمسلمین“ کا لقب ان کا حق ہے۔ آپ اسلام اور تمام عالم کے مسلمانوں کے تمام معاملات میں مرجعِ خلائق ہیں۔^①

③ سماحۃ الشیخ کی محبت علم اور مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ آپ کھانا کھا رہے ہوتے تو اس وقت بھی آپ کا رفیقِ خاص آپ کے کہنے پر کوئی نہ کوئی کتاب پڑھ کر سنارہا ہوتا۔

آپ دوسروں کے علم سے استفادہ کرنے کے لیے بڑا وسیع ظرف رکھتے تھے حتیٰ کہ اگر اپنی رائے کے خلاف کسی کی رائے دلیل کے ساتھ معلوم ہو جاتی تو اپنی رائے سے رجوع کرنے میں ذرا باک محسوس نہیں کرتے تھے۔

کبھی کسی نے فرمادیا کہ فلاں جماعت نے کسی معاملہ میں آپ سے سفارش طلب کی ہے تو ہرگز انکار نہیں کیا اور جس فرد یا جماعت یا کسی سرکاری ادارے کا ساتھ دیا بڑے موثر ثابت ہوئے۔^②

④ ہمارے روحانی والد اور استاذ سماحۃ الشیخ رحمہ اللہ سعودی عرب ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے علماء میں سے صفِ اول کے عالم و فاضل تھے۔ علم کے علاوہ ان میں اتنے خصالِ حمیدہ یکجا ہو گئے تھے کہ کم ہی کسی میں جمع ہونگے۔ آپ افراط و تفریط کی بجائے معاملہ میں میانہ روی کے قائل تھے۔ سعودی عرب کے حکام و امراء میں آپ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کی خدماتِ اسلامیہ کو

① سماحۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن البسام، سابق رئیس محكمة التمييز ومسبر هیئة كبار العلماء، مؤلف کتب کثیرہ.

② شیخ ڈاکٹر صالح بن عبد الرحمن الأطرم، ممبر فتویٰ کمیٹی، مسبر هیئة كبار العلماء، پروفیسر كلية الشريعة الرياض.

دیکھتے ہوئے آپ کو عالمی شہرت یافتہ ”شاہ فیصل ایوارڈ“ عطا کیا گیا تھا۔^①
 ⑤ شیخ علم حدیث سے ربط و تعلق کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ توکل علی اللہ،
 کرم ضیافت، تواضع و انکساری، جہد مسلسل، ذکر الہی میں ہر وقت رطب
 اللسان، اپنی ذات پر سنت کا ہر معاملہ میں نفاذ اور دعوت و تبلیغ میں خصوصی
 انہماک ان کی چند خاص صفات تھیں۔ آپ سیر و سیاحت کرتے نہ سرکاری
 چھٹی لیتے اور نہ ہی اضطراری (ایمر جنسی) چھٹی لیتے تھے جو کہ ہر ملازم و
 عہدہ دار کا باقاعدہ حق ہوتا ہے۔

اکرام ضیف کا یہ عالم تھا کہ آپ کے ایک افریقی الاصل مگر سعودی نیشنل
 شاگرد ایک رات آپ کے مہمان تھے۔ ساحتہ الشیخ رحمہ اللہ تہجد کے لیے بیدار ہوئے
 اور محسوس کیا کہ فاضل مہمان کے کمرے سے پانی بہت دور ہے اس وقت کم ہی
 کوئی جاگ رہا ہوگا، کسی کو تکلیف دینا آپ کو گوارا نہیں تھا۔ آپ نابینا تھے مگر اس
 کے باوجود آپ گئے، پانی کا لوٹا بھرا اور مہمان کے کمرے کے دروازے پر رکھ کر
 بڑے پیار و شفقت سے مہمان کو تہجد کے لیے بیدار کیا کیونکہ اس بات کی رغبت
 خود مہمان کے ظاہر کرنے سے شیخ کو معلوم تھی۔ دروازہ کھٹکنے کی آواز پر مہمان فوراً
 اٹھا، دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ساحتہ الشیخ پانی کا لوٹا دروازے پر رکھ کر واپس لوٹ
 رہے ہیں۔ موصوف کی تواضع و انکساری اور دیگر صفات جلیلہ کے بکثرت واقعات
 مجھے یاد ہیں مگر صرف اسی ایک پر اکتفاء کر رہا ہوں۔^②

① ڈاکٹر عبد اللہ عبد المحسن التركي سابق مدیر جامعة الإمام محمد بن سعود

الإسلامیة و سابق وزیر أوقاف و أمور اسلامیة و دعوت و إرشاد، مشیر دیوان حاکم،

سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، بحوالہ الإنجاز (ص: ۲۷۳ - ۲۷۷)

② فضیلة الشیخ عبد اللہ بن إبراهيم الفتوح ڈائریکٹر جنرل دعوت و إرشاد

سعودی عرب و خلیجی ممالک.

① ہمارے روحانی والد و استاذ سماحۃ الشیخ رحمہ اللہ معروف عالم، وقت کے امام، بہت بڑے علامہ، حبر الأمت اور بحر العلم تھے۔ قرآن کے حافظ، بہترین مفسر، اکثر احادیث نبویہ کے حافظ، بہترین شارح و فقیہ اور عظیم ملکہ اجتہاد و استنباط کے مالک تھے۔^①

② سماحۃ الشیخ رحمہ اللہ سے میری ملاقاتوں کا آغاز تب سے ہوا جب میں ٹڈل کلاسز کا طالب علم تھا، موصوف رحمہ اللہ میرے دادا محترم شیخ محمد بن حسین نصیف سے ملنے جدہ میں ہمارے گھر تشریف لاتے تھے یا پھر مدینہ منورہ میں دادا جان سے ملنے کے لیے شیخ محترم آیا کرتے تھے جن دنوں کہ آپ جامعہ اسلامیہ کے چانسلر تھے۔

میں سب سے زیادہ متاثر ۱۳۹۲ھ میں تب ہوا جب ”الندوة العالمية للشباب الإسلامي“ (Wamy) کی تاسیس کے سلسلہ میں آئے ہوئے شیخ محمد متولی الشعر اوی رحمہ اللہ نے الرياض سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں ڈیڑھ گھنٹہ کا ایک لیکچر دیا جس پر سماحۃ الشیخ نے گیارہ مقامات پر بالتسلسل کتاب وسنت کی روشنی میں انتہائی علمی تعاقب و مناقشہ کیا جسے سن کر شیخ کے حافظ پر میں ہی کیا تمام حاضرین جلسہ دنگ رہ گئے۔

آپ کی صدارت میں ہونے والے رابطہ عالم اسلامی کی تاسیسی کمیٹی کے دس اجتماعات، اسی طرح رابطہ کی مجلس اعلیٰ برائے مساجد کے کئی اجتماعات، رابطہ کی فقہ اکیڈمی کے چھ اجتماعات اور دیگر کئی اجتماعات میں ان کے ساتھ شرکت کا موقع ملا ہے۔ آپ لوگوں کی رائے کا احترام کرتے، بڑے تدبیر سے اجتماع کی کارروائی

① معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید امام و خطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ چیرمین و فاقی مجلس شوریٰ سعودی عرب۔

پوری کرواتے اور کسی پر جرح و تنقید نہیں کرتے تھے۔ کسی خاص مذہب کے لیے تعصب کیے بغیر علماء سلف و ائمہ کے اقوال کو ان کا جائز مقام دیتے اور بار بار اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ رابطہ عالم اسلامی مختلف فقہی مذاہب اور علمی مدارس کے لوگوں کا مشترکہ ادارہ ہے، یہ بات سب کے ذہن میں رہنی چاہیے، البتہ ترجیح صرف اسی رائے کو حاصل ہوگی جو کتاب و سنت اور اجماع امت کی رو سے صحیح تر ہوگی۔

(معالی الدکتور عبد اللہ عمر نصیف سابق سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، نائب رئیس سعودی مجلس الشوریٰ)^①

⑧ ہمارے روحانی والد ساحتہ الشیخ رحمہ اللہ، العلم العلامة والحبر الفہامہ ایک نمایاں اسلامی شخصیت تھے بقول کے ”المعرّف لا یعرف“ کسی مشہور و معروف شخصیت کا تعارف کروانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔^②

④ ساحتہ الشیخ اتنے خصال حمیدہ کے مالک تھے کہ وہ سب کم ہی کسی میں یکجا ملتی ہیں۔ آپ ایک قابل اتباع نمونہ اور دور حاضر کے اہل علم و عمل میں سے فرید و وحید اور مثالی شخصیت تھے۔ دعوت و دعاۃ کے ساتھ آپ کی دلچسپیوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو دور حاضر کے ”ابو الدعوة والدعاة“ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔^③

⑩ اللہ نے ہر زمانے میں اس امت محمدیہ کو ایسے رجال سے نوازے رکھا ہے جو تجدید دین کا کام کریں، ہمارے روحانی والد ساحتہ الشیخ رحمہ اللہ اسی مبارک

① کتاب ”بازیۃ الدهر، ذاکٹر ناصر مسفر الزہرانی (ص: ۵۳ - ۵۵) الإنجاز (ص: ۵۴۰ - ۵۴۳) من أعلامنا للعسکر (ص: ۹۷ - ۹۹) جريدة المدینہ ملحق الأربعاء / ۴ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۱۵)

② معالی الدکتور راشد الراجح الشریف، ممبر مجلس شوریٰ سعودی عرب، رئیس نادى عربی مکہ مکرمہ۔

③ فضیلہ الشیخ عبد اللہ حمد الشبانہ، الوکیل المساعد بوزارة الشؤون الإسلامیہ والأوقاف و الدعوة والإرشاد۔

جماعت کے چند گئے چنے مجد دین میں سے ایک تھے، ان کے بارے میں کوئی جتنا بھی لکھے کم ہے۔ امتِ اسلامیہ کے نوجوانوں کو چاہیے کہ ان کے خصال و اقوال اور افعال و اعمال سے استفادہ کریں۔^①

⑪ شیخ رحمہ اللہ علومِ شریعت خصوصاً علمِ حدیث و توحید اور علمِ فقہ میں نابغہ روزگار عالم تھے۔ آپ محقق و مخلص عالم ہونے کی ایک بہترین مثال تھے۔ بڑی بڑی عملی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ملک کے اکثر تبلیغی و دعوتی اداروں اور ادبی کلبوں کے سٹیج آپ کے وجود سے رونق اور ان کے ہال آپ کے دروس سے گونجتے رہتے تھے۔

آپ کی تصنیفات کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ وہ وضاحتِ معنی، سلیس العبارت، حسن اختیار اور قوتِ دلیل و استدلال سے بھرپور ہوتی ہیں۔ (شیخ عبدالرزاق عقیلی رحمہ اللہ ممبر دائمی فتویٰ کمیٹی سعودی عرب، موصوف رحمہ اللہ اپنے ممدوح سے عرصہ پہلے وفات پا چکے ہیں)

⑫ آپ کثرتِ سوالات سے ذرا نہیں اکتاتے تھے۔ عام لوگوں خصوصاً طلباء کے لیے تو ایک مشفق والد کی طرح تھے، کبھی کبھی کسی سوال کا جواب دینے سے رک جاتے اور مہلت طلب کر لیتے اور یہ تب ہوتا جب وہ مسئلہ اختلافی اور غور و فکر کا متقاضی ہوتا اور عرصہ دراز کے بعد شیخ کے سامنے آیا ہوتا۔

عقائد میں آپ اعتدال کی بہترین مثال تھے، بات بات پر لوگوں کو کافر قرار دینے والے اور نہ ہی چھوٹے امور سے صرف نظر کر دینے والے بلکہ آپ ہر چھوٹے بڑے کام پر تنبیہ کیا کرتے تھے، شرک کو شرک اور بدعت کو بدعت کہتے

① فضیلۃ الشیخ سلیمان بن محمد المہبتا، نائب رئیس المحاکم الشرعیہ، مکة المکرمہ، مذکورہ سابقہ حضرات کے مختصر اقوال کا ماخذ ان کے مقالات و مضامین مذکورہ کتاب الانجاز (ص: ۵۱۷-۵۵۱) ہیں۔

تھے حتیٰ کہ بعض غیر سعودی علماء نے آپ سے ملاقات کے بعد آپ کو دعوت و دعا کے لیے مقیاس و میزان عدل و اعتدال قرار دیا تھا۔ آپ حدیث کی شرح میں دراز نفس ہو جاتے اور فرماتے:

”الْحَدِيثُ لَيْسَ لَهُ حُدُودٌ“ ”حدیث شریف کی کوئی حد نہیں۔“^①

⑬ کسی نسلی و علاقائی یا زبانی تعصب کی وجہ سے نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے امریکہ کی گیارہ ریاستوں، وہاں کے اسلام سنٹرز، مدارس و مساجد اور اکیڈمیوں کا دورہ کیا ہے اور اندازہ ہوا ہے کہ شیخ کو پورا عالم اسلام ہی عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور عالم اسلام کے طول و عرض میں آپ ایک مثالی عالم کا مقام رکھتے ہیں۔ ایشیا و افریقہ کے ممالک کا دورہ کرنے والے کثیر دعا و مبلغین نے ہمیں بتایا ہے کہ ان ملکوں میں بھی شیخ کا بڑا احترام ہے اور آپ کے فتاویٰ کو بڑی قدر کی نظر سے دیکھا اور قبول کیا جاتا ہے۔^②

تکرار و کثرتِ سوالات پر صبر و حوصلہ اور وسعتِ ظرفی:

شیخ کے بارے میں ان کے تلامذہ کے اقوال و بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی سوال کے بار بار پوچھے جانے پر اکتاتے، گھبراتے اور ناراض نہیں ہوتے تھے جیسا کہ شیخ عطیہ محمد سالم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بات گزری ہے، حتیٰ کہ بقول جناب عبد اللہ العنیزی و شیخ عمر احمد بافضل ایک مرتبہ کسی مجلس میں ایک

① شیخ عطیہ محمد سالم، سعودی عرب کے معروف عالم، شیخ عقیفی و عطیہ کے خیالات کی تفصیل کے لیے دیکھیے ان کے مضامین مطبوعہ در کتاب الإنجاز (ص: ۶۸۹ - ۶۹۸) شیخ عطیہ کے لیے مزید دیکھیے: مواقف مضيئة (ص: ۶۵) جریدہ عکاظ (شمارة: ۱۱۹۵۰)

② کتاب الممتاز للقرنی (ص: ۳۰ - ۳۱) یہ کتاب سہ ماہی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی ۱۴۱۱ھ میں طبع ہوئی تھی، یہ کتاب چھوٹے سائز کے (۸۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

سوال کسی وجہ سے تین اشخاص نے باری باری پوچھا کہ سجدہ تلاوت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ تو آپ نے تینوں مرتبہ ہی کہا: یہ سنت مؤکدہ ہے۔

آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب صنیدان بن عبد الرحمن الیای نے آپ کے دروس میں سے نماز مغرب کے بعد کے ایک درس میں سوالوں کی تعداد کا اندازہ کرنا شروع کیا اور پچاس (۵۰) سے زائد سوال گننے کے بعد گننے والا تھک کر چھوڑ بیٹھا جبکہ سوال کرنے والے ابھی کر رہے تھے اور شیخ برابر پرسکون انداز سے جواب دے رہے تھے۔ اسی صبر و حوصلہ اور وسعتِ ظرفی کے سلسلہ میں شیخ عمر احمد بافضل کا بیان ہے کہ میں ایک انتہائی مشکل سے دوچار اور سخت پریشان تھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے درس کے بعد باہر نکلے اور درس کے اختتام سے لیکر آپ کے گاڑی میں سوار ہو جانے حتیٰ کہ گاڑی کے چل نکلنے تک لوگ مسلسل اپنے مسائل و سوالات پیش کرتے رہا کرتے تھے اس دن بھی ایسا ہی ہوا۔ جب گاڑی حرکت کرنے لگی تو میں نے قریب ہو کر عرض کیا: میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے کیا میں آپ کے ساتھ آ جاؤں؟ کیا مجھے موقع ملے گا؟ شیخ نے فرمایا: ہاں موقع ملے گا اور وہ بھی ابھی ہی۔ گاڑی رکوائی اور مجھے اپنے پاس گاڑی میں بٹھا لیا اور اسی وقت میری بات سن کر میرے استفسار کا جواب عنایت فرمایا اور میں خوشی خوشی گاڑی سے اتر آیا، میرا خیال تھا کہ کہیں گے: کل دفتر میں آ کر مل لینا یا کہیں گے کہ ہمارے پیچھے پیچھے آ جاؤ۔ جانے کے لیے روانہ ہو رہا ہوں لیکن اسی وقت گاڑی روک کر جواب دیں گے میں نے یہ سوچا بھی نہ تھا۔ یہ توفیق بھی شیخ کے سوا کسی کسی کو ہی نصیب ہوگی۔^①

شیخ کا رونا:

شیخ رحمہ اللہ کے آنسوؤں کے اختیار میں نہیں تھے۔ قرآنی آیات، وقائع مسرت، ماضی یا دورِ حاضر کے دلگداز واقعات میں سے کوئی بات کانوں میں پڑتی تو آنکھیں بھر آتیں اور آنسوؤں کی برسات ہو جاتی حتیٰ کہ کسی معاملہ پر وعیدِ الہی یا وعیدِ نبوی ہو، دین کے معاملہ میں کسی کا مصیبت میں مبتلا و دوچار کیا جانا ہو، سلف صالحین کے زہد و عبادت کا تذکرہ ہو یا اپنے فوت شدہ مشائخ و احباب کا ذکر آتا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتے تھے۔

بعض فیض یافتگان جو بیس بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کے دروس سننے کی پابندی کرتے آئے ہیں، وہ ایسے بے شمار واقعات کی تفصیلات بتاتے ہیں کہ جب موصوف نے آنسو بہائے یا زار و قطار پھوٹ پھوٹ کر روئے۔^①

بعض قرآنی آیات و احادیث اور خصوصاً واقعاتِ سیرت سے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کی بات ہوتی، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا ذکر آتا یا ایسی ہی دیگر احادیث پڑھی جاتیں، آپ کے شیخ سماحۃ العلامہ محمد بن ابراہیم آل الشیخ (سابق مفتی اعظم) کا ذکر خیر آتا تو دل اور آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا۔ علامہ ابن القیم کی زاد المعاد سے ”باب فتح مکہ“ پڑھتے یا سنتے تو آنسو بے قابو ہو جایا کرتے تھے۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کا واقعہ آپ کو رلا دیا کرتا تھا۔ مسند احمد میں حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی سے مروی اُس اعرابی کا واقعہ سنتے جو مسلمان ہوا تو فوراً بعد ہی اس کی اونٹنی نے اسے گرا دیا جس سے وہ فوت ہو گیا اور نبی ﷺ نے فرمایا:

① مجلة الدعوة الرياض بزبان عبد الله بن مانع الرومي و فهد بن عبد الله السنيد بحواله الإنجاز في ترجمة الإمام ابن ناز از عبد الرحمن الرحمة (ص: ٥٦١ - ٥٦٤، ٥٨٢)

«عَمِلَ قَلِيلاً وَ أُجِرَ كَثِيراً»^①

”اس نے بہت تھوڑا عمل کیا مگر بہت زیادہ اجر و ثواب پایا۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی وفات کے واقعہ پر اور خصوصاً حضرت ابو بکر کے

اس مشہور مقولہ پر:

”مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ
اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ“

”جو حضرت محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا (معبود مانتا) تھا (وہ جان لے

کہ) محمد ﷺ تو فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا (وہ

اپنے ایمان پر قائم رہے کہ) اللہ زندہ جاوید ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔“

اس پر پھوٹ پھوٹ کر رویا کرتے تھے۔^②

درسوں اور تقاریر کے اوقات اور وعدوں کی پاس داری:

شیخ انتہائی کثیر الاشغال یا بہت ہی ”مصرف ترین“ انسان تھے لیکن مجال

ہے کہ طے شدہ وقت یا وعدہ سے آگے پیچھے ہوں حتیٰ کہ استاذ عبد اللہ العتیمی کہتے

ہیں کہ میں نے دس سال شیخ کے دروس میں حاضری کی پابندی و التزام کیا، ان

دس سالوں کے عرصہ میں آپ صرف ایک مرتبہ درس کے وقت سے کچھ لیٹ

ہوئے اور وہ بھی کب؟ جب آپ کے دائیں پاؤں میں سخت چوٹ آئی ہوئی تھی۔

کم و بیش نوے سال کی عمر تھی مگر آپ ہمیشہ مقام درس پر یا تو خود سب سے

پہلے ہوتے یا سب سے پہلے آنے والے چند لوگوں میں سے ایک ہوا کرتے تھے۔

بیس سال (۱۴۰۰ھ) سے آپ کے دروس میں حاضر ہونے والے بعض لوگوں نے

① الفتح الرباني ترتيب مسند أحمد شيخ أحمد عبد الرحمن البنا الساعاتي (۱/ ۷۵-۷۷)

② الإنجاز (ص: ۵۷۶۱-۵۶۲)

بھی ایسی ہی باتیں بیان کی ہیں جن میں سے وزارتِ امورِ اسلامیہ کے ابو عبد العزیز بھی ہیں۔^①

سماحۃ الشیخ کا فقہی مذہب و مسلک:

خود سماحۃ الشیخ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فقہ میں میرا مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ والا ہے اور وہ بھی تقلید کی شکل میں نہیں بلکہ محض اس شکل میں کہ انہوں نے جن اصولوں کو اپنایا میں بھی انہی کی اتباع کرتا ہوں۔ رہا اختلافی مسائل کا معاملہ تو ان میں میرا طریقہ کار یہ ہے کہ دلیل کی رو سے جو جانب راجح ہو میں اسے ہی ترجیح دیتا ہوں اور اسی کے مطابق فتویٰ صادر کرتا ہوں، چاہے یہ فتویٰ حنابلہ کے مذہب کے موافق بیٹھے یا ان کے مخالف جائے کیونکہ ”الْحَقُّ أَحَقُّ بِالِاتِّبَاعِ“ ”حق اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔“

اور ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [النساء: ۵۹]

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔“ (بحوالہ: امام العصر للزهراني، ص: ۵۲)

① الإنجاز (ص: ۵۶۶-۵۶۸) مواقف مضيئة (ص: ۳۵-۳۶)

شیخ کا علمی منہج:

علامہ ابن مبارک کے علمی منہج اور طریقہ کار کی جو تفصیلات شیخ محمد سلیمان الصبیحی نے ذکر کی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل چند نقاط میں پیش کیا جاسکتا ہے:

❶ انہوں نے کسی معین مذہب کی رائے لینے کی بجائے شرعی دلیل (کتاب و سنت) کو بنیاد بنانے کی بنیاد ڈالی الا یہ کہ خود صاحب مذہب کی رائے یا قول بھی کسی دلیل پر مشتمل ہو۔

❷ عالم اسلام اور عام مسلمانوں کے ہمووم و غمووم میں بڑی وسعتِ ظرفی اور بُعدِ نظر کے ساتھ شریک رہتے تھے اور ان سے مشکلات کم کرنے کی فکر لگی رہتی تھی۔

❸ علم کے ساتھ ہی دعوت کو بھی شامل کر دیا کرتے تھے مثلاً اگر کبھی کسی معاملہ میں فتویٰ صادر کیا تو ساتھ ہی نصیحت بھی کر دی۔

❹ سوال کرنے اور فتویٰ پوچھنے والوں کو بڑے ہوش اور غور کے ساتھ سن کر بڑی وقتِ نظری سے فتویٰ یا جواب دیتے اور جھوٹے دعووں اور جواب کو غلط طریقہ سے نقل کرنے والوں کے تمام دروازے بند کر دیتے تھے۔

❺ مخالفین و معاندین اور طرفِ مخالف کے ساتھ بڑی رفق و نرمی سے پیش آتے۔

❻ آپ ”کام ہی کام بلا آرام“ کے اصول پر عمل پیرا تھے۔ ان کے محاضرات و

لیکچرز، مذاکرات، درس، ٹیلیفون پر لوگوں کے سوالوں کے جوابات دینا یا

گھر آنے اور سوال پوچھنے اور معاملات پیش کرنے والوں کو وقت دینا، طلبہ

و علماء اور دور سے آنے والوں کی ضیافت و میزبانی کرنا، اہل و عیال کو وقت

دینا اور قیام اللیل میں عبادت و ریاضت جیسی سب چیزوں کو جمع کیا جائے تو

ان کے اس اصول پر صادق آنے کا باآسانی اندازہ ہو جاتا ہے۔^①

سنتِ رسول ﷺ علیٰ منہاجِ سلف پر محافظت:

شیخ عبد اللہ بن مانع الروقی اپنے استاذِ گرامی علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ علم و عمل اور عقیدہ، ہر اعتبار سے سلفِ صالحین کے منہاج و طریقہ پر کار بند تھے۔ اگر کسی کو حقیقی سلفی عالم یا نمونہ سلفِ صالح کو دیکھنا ہو تو وہ ہمارے شیخ کو دیکھ لے۔

مخالفین کے ساتھ حسن تعامل:

شیخ فہد بن عبد اللہ السید نے ماہنامہ الدعوة میں ایک مضمون لکھا جس کے آخر میں لکھا کہ علمی و فقہی آراء میں سے صحیح کا اختیار اور غیر صحیح پر تنبیہ کے سلسلہ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا منہج و طریقہ یہ تھا:

① اگر مخالف نے کتاب و سنت اور اجماع امت کے صریحاً خلاف رائے اختیار کی ہوتی تو تردید کرتے وقت شیخ اعلیٰ و ارفع اسلوب بیان اختیار کرتے اور مخالف رائے والے کی شخصیت کے ادب و احترام کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے اور اس کے قول کو رد کرنے کے دلائل پر مشتمل کتاب و سنت کی نصوص پیش کرتے اور اخلاقِ عالیہ کا پتہ دینے والے دعائیہ کلمات بھی کہے جاتے مثلاً: ”هَدَاهُ اللَّهُ“ (اللہ اسے ہدایت دے)، ”عَفَا اللَّهُ عَنْهُ“ (اللہ اسے معاف فرمائے) وغیرہ۔

② اگر مخالف نے کسی اجتہادی مسئلہ میں ان کے خلاف رائے اختیار کی ہوتی تو اس کی تردید نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اس کا صرف وہ قول ذکر کر دیتے جو ان کے اپنے نزدیک دلائل سے راجح ہوتا، اور دوسرے قول کے اگر کچھ دلائل ذکر کیے گئے ہوتے تو ان دلائل کا ضعف واضح فرما دیا کرتے تھے اور طعن و

تشنیع وغیرہ کا کوئی لفظ تک استعمال نہ کرتے تھے۔ اے کاش کہ آج کے اہل علم اور معاصرین علماء بھی یہی طریقہ اختیار کر لیں تاکہ وہ بہت بڑا دروازہ بند ہو جائے جس سے شیطان علماء و اہل علم کی صفوف میں گھس آتا ہے۔
 أَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ وَآخِوَانَنَا الْمُسْلِمِينَ^①

بالکل یہی بات ڈاکٹر عبداللہ عبدالعزیز الزاہدی نے بھی بیان کی ہے۔^②

الشیخ البانی اور الشیخ ابن باز:

ہمارے مدوح علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی، اس میدان میں ان کی عالی مقامی اور گہری دسترس کا پتہ دیتے اور اعتراف کرتے ہوئے ان کے شاگرد اور دارالافتاء میں ہی ریسرچ فیلو کے طور پر کام کرنے والے ہمارے فاضل دوست جناب ڈاکٹر محمد لقمان سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میرے شیخ محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علمی لیکچر دیا جو کہ محدثین کا انداز لیے ہوئے تھا، لوگوں نے ان کا وہ خطاب بالکل اسی طرح توجہ کے ساتھ سنا جیسے تلامذہ اپنے استاذ کا درس سنتے ہیں۔ ان کا یہ خطاب سن کر سب دم بخود رہ گئے اور روایت و درایت حدیث کے میدان میں علامہ مرحوم کی وسعت علمی اور گہری دسترس کا اعتراف کرنے لگے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ ان کے بعد اب کسی کو بولنے کا یارا نہ ہوگا کہ ان کے آجانے کے بعد تو گویا چراغوں میں روشنی ہی نہ رہی لیکن میرے شیخ علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھے اور علامہ محدث محمد ناصر الدین البانی کے خطاب پر تعلیق و تبصرہ کیا اور ان کے خطاب پر نہ صرف ان کا شکریہ ادا کیا بلکہ ان کے علم کی وسعت و گہرائی کا اعتراف بھی کیا۔

① الإنجاز (ص: ۵۸۲-۵۸۳)

② دیکھیے: إمام العصر للزهراني (ص: ۵۲-۵۳)

یہ واقعہ میرے نزدیک اس بات کی ایک دلیل قاطع ہے کہ شیخ ابن باز کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا اور کتاب و سنت کے علوم میں وہ اپنے معاصرین کے صفِ اول کے لوگوں میں سے تھے۔ اس طرح کے واقعات کی بناء پر میرے ذہن میں ان کا علمی مقام و مرتبہ جاگزیں ہو گیا۔^①

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے یہاں مقام:

معروف سعودی شخصیت ابو عبد الرحمن الظاہری لکھتے ہیں کہ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ عمل و منہج میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ترین تھے، وہ لوگوں کے ساتھ انتہائی نرم انداز سے معاملہ کیا کرتے اور ان کی ہدایت و راہنمائی کے لیے کوشاں رہتے لیکن اگر کوئی شخص نرمی قبول نہ کرتا تو اپنے اثر و نفوذ کو بھی بروئے کار لایا کرتے تھے۔ معروف ادیب احمد عبد الغفور عطار۔ عفا اللہ عنہ۔ (مؤلف کتاب: محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ) نے جب اپنی کتاب ”ویلک آمن“ لکھی جو کہ محض صحافیانہ تحریک اور لگائی بھائی کا نتیجہ تھی اور اس میں علمی و تحقیقی انداز اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ شیخ نے وہ کتاب دیکھی جس میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ پر بلا دلیل تاہر توڑ حملے کیے گئے تھے تو عطار کو خط لکھ کر سمجھانے کی کوشش کی پھر اپنے پاس سعودی عرب بلا بھیجا اور بڑے نرم انداز سے ان سے اس سلسلہ میں گفتگو کی اور ان کے لیے دعائیں بھی کیں لیکن جب دیکھا کہ وہ اپنی بات پر مصر ہیں، حجت و دلیل سے بھی باز آنے کو تیار نہیں اور انانیت و عناد کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں تو پھر اپنا اثر و نفوذ استعمال فرمایا، جتنے نسخے سعودی عرب میں آچکے تھے انھیں جلانے کا حکم دے دیا اور آئندہ اس کتاب کا سعودی عرب میں داخلہ ہی بند کر دیا۔^②

① کتاب الدرر الذهبیة من عیون القصص البازیة مؤلفہ عبد الرحمن بن یوسف

الرحمة (ص: ۷۲، ۷۳) مجلة الدعوة، الرياض (شماره: ۱۷۰۶)

② إمام العصر (ص: ۳۷۱)، ووزنامه الجزيرة (شماره: ۹۷۳۰)

صفِ اول کے نمازی:

ہمارے ممدوح امام و عابد سماحۃ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کا نمازِ باجماعت کی پابندی اور صفِ اول پانے کے اہتمام کا یہ عالم تھا کہ مسجد ابن باز عزیز یہ مکہ مکرمہ کے امام و خطیب ڈاکٹر ناصر الزہرانی اپنی کتاب ”امام العصر“ میں لکھتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی بھی دن شیخ مرحوم کو دوسری یا تیسری صف میں کھڑے ہرگز نہیں دیکھا چہ جائیکہ وہ جماعت کی دو ایک رکعتیں گزرنے کے بعد آئیں بلکہ وہ ہمیشہ امام کے بالکل پیچھے صفِ اول میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور ان کی یہ پابندی نمازِ پنجگانہ، نمازِ جمعہ اور نمازِ عیدین وغیرہ سب میں برابر ہوا کرتی تھی، یہی چیز ان کی کامیاب و فائز المرام زندگی کے مختلف و متعدد اسباب و رازوں میں سے ایک اہم سبب و راز ہے۔ یہی ان کی زندگی، وقت، علم، دعوت، جد و جہد اور رزق میں پائی جانے والی برکات کا باعث بھی ہے۔^①

صفِ اول میں پہنچنے اور تکبیرِ اولیٰ یا پہلی رکعت کو پانے کا یہ عمل کیسے شروع ہوا؟ اس سلسلہ میں خود شیخ موصوف نے اپنا واقعہ اپنے انتہائی مقرب ملازم و رفیقِ سفر و حضر شیخ محمد الموسیٰ کو اپنی وفات سے صرف دو سال قبل سنایا، وہ ڈاکٹر ناصر بن مسفر الزہرانی کو یہ واقعہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ سماحۃ الشیخ نے فرمایا:

”میرے ساتھ ایک واقعہ اُس وقت پیش آیا جبکہ میں ابھی نوجوان تھا میں اس واقعہ سے اتنا متاثر ہوا کہ آج تک اس کا اثر پاتا ہوں، ہوا یوں کہ میں نماز کو صفِ اول میں ادا کرنے کی پابندی کرنے والوں میں سے تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں بعض اہم مسائل کے سلسلہ میں کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ میں صفِ اول میں پہنچنے سے رہ

گیا اور میری بعض رکعتیں بھی جماعت سے چھوٹ گئیں۔ جب امام نے سلام پھیرا جو کہ ریاض کے قاضی (جسٹس) شیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ تھے اور وہ میرے استاذ بھی تھے۔ انہوں نے سلام پھیر کر مجھے صف کے ایک کنارے پر بقیہ رکعتیں پڑھتے دیکھا تو اس بات سے وہ بہت متاثر و خفا ہوئے۔ انہوں نے حمد و ثناء باری تعالیٰ اور خطبہ مسنونہ کے بعد گفتگو شروع کی اور فرمایا: ”بعض لوگ گپیں ہانکنے اور دوسرے امور میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ان کی باجماعت نماز تک چھوٹ جاتی ہے۔“

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں سمجھ گیا کہ ان کا اشارہ صاف سیدھا میری طرف ہے۔ وہ دن اور آج کا دن! میں کبھی صف اول اور رکعت اولیٰ سے لیٹ نہیں ہوا اور میرے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا۔“^①

وقت کی قدر و قیمت اور عبادت و نشاط:

ڈاکٹر ناصر لکھتے ہیں کہ مجھے بعض دعاۃ و مبلغین نے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ ریاض سے مکہ مکرمہ کے لیے بائی روڈ روانہ ہوئے اور اسی راستے واپس بھی آئے۔ دوران سفر جب رات کے بارہ بج گئے تو شیخ نے فرمایا: کیا خیال ہے اگر کچھ سو لیں اور بقیہ سہ صبح شروع کر دیں؟ سب نے ان کی رائے پر موافقت کی کیونکہ سبھی تھکے ہوئے تھے، نیند کا غلبہ تھا، آرام کرنا چاہتے تھے۔ جب گاڑی سے اترے تو سب ادھر ادھر جا کر سو گئے لیکن شیخ نے پانی منگوا یا، وضو کیا اور نوافل پڑھنا شروع کیے اور جتنی اللہ نے توفیق بخشی نماز پڑھی اور پھر سو گئے، جب باقی سب لوگ نماز

فجر کے لیے اٹھے تو دیکھا کہ شیخ رحمہ اللہ ان سب سے پہلے بیدار ہو کر نماز پڑھنے میں مصروف ہو چکے تھے۔ شیخ کی ہمت و نشاط پر مرائقین کو سخت تعجب و حیرت ہوئی کہ وہ سب کے بعد سوئے اور سب سے پہلے بیدار بھی ہو گئے۔^①

شیخ ابن باز کے سفر و حضر کے ساتھی شیخ محمد الموسیٰ بتاتے ہیں کہ ایک دن ہم مکہ مکرمہ میں تھے، شیخ کو ان کے ایک عزیز نے جدہ میں منعقد ہونے والے ایک دعوتی و تبلیغی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی اور بڑی منت سماجت کی کہ آپ نمازِ مغرب کے فوراً بعد جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں، شیخ نے فرمایا: ”ان شاء اللہ خیر ہوگی۔“ جب شیخ رحمہ اللہ نے مغرب کی نماز پڑھ لی تو آپ کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ لوگوں کے ساتھ جو مجلس مغرب سے عشاء تک ہمیشہ ہوتی ہے اسے چھوڑ دیں چنانچہ فرمایا: ”ہم لوگوں کو یونہی چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ نمازِ عشاء تک حسب سابق ان کے ساتھ ضرور بیٹھیں گے ان کی باتیں اور مسائل سنیں گے، پھر واقعی مجلس پھا کر لی اور پھر جب نمازِ عشاء کی اذان ہوئی تو مسجد گئے اور نمازِ عشاء سے پہلے حسب معمول درس دیا اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیے، نماز پڑھی اور پھر جدہ کی طرف روانہ ہو گئے، وہ بڑے خوش نظر آ رہے تھے کہ جدہ کے تبلیغی پروگرام میں شرکت سے پہلے ہم نے اپنے معمول کے درس اور مجلس کو بھی ترک نہیں کیا۔ جدہ پہنچ کر آپ نے ذمہ داروں سے اس ادارے کی تفصیلات اور ان کی سرگرمیوں کی مکمل تفصیل پوری توجہ سے سنی اور پھر اس لیکچر ہال میں داخل ہوئے جو لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پروگرام شروع ہوا۔ مختلف لوگوں کی تقاریر، قصائد و نظمیں اور کلمات سنے اور پھر خطاب فرمایا۔ آخر میں رات کا کھانا کھایا اور مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ آئے۔ جدہ جاتے ہوئے اور وہاں سے لوٹتے ہوئے

میں، ڈاکٹر سعد الشویعہ اور برادر صلاح ہم تینوں باری باری کچھ نہ کچھ پڑھتے گئے اور پڑھتے آئے۔ انھوں نے کوئی ایک منٹ بھی ضائع نہ جانے دیا۔ ہم رات بارہ بجے ان کی مکہ مکرمہ والی رہائش گاہ پہنچے۔

شیخ رحمہ اللہ کی عادت تھی کہ وہ ہر رات تین بجے تہجد کے لیے اٹھ جایا کرتے اور مجھے اور شیخ عبدالعزیز بن ناصر کو بھی بیدار کر دیا کرتے تھے تاکہ ہم بھی رات کی عبادت و شب زندہ داری کا کچھ حصہ حاصل کر لیں۔ آج ہمارا اندازہ تھا کہ شیخ تہجد کے لیے نہیں اٹھ پائیں گے بلکہ خود بھی سوئیں گے اور ہمیں بھی سوتا چھوڑ دیں گے۔ لیکن جب تہجد کا وقت ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ بیدار ہیں اور ہمیں بھی بیدار کر رہے ہیں۔ انھوں نے تہجد پڑھی، دعائیں کیں اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہو گئی۔ اذان سن کر آپ ساتھ والی مسجد القحطان کی طرف چل دیے، یہ شیخ کی اپنی مسجد (مسجد ابن باز) کی تعمیر سے پہلے کی بات ہے۔ امام مسجد پیچھے ہٹ گئے اور شیخ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی۔ انھوں نے نماز پڑھائی اور اتنی خشوع بھری اور عمدہ آواز سے تلاوت کی کہ اس سے بڑھ کر کبھی سن ہی نہ پائیں گے۔ سلام پھیر کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد وعظ فرمایا اور درس سے فارغ ہو کر رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہم سمجھ رہے تھے کہ شیخ تھکے ہوئے بھی ہیں اور رتجگہ بھی ہے لہذا آج وہ فجر کے بعد والی مجلس میں نہیں بیٹھیں گے مگر وہ سیدھے مجلس میں جا بیٹھے ٹوپی اور رومال (غترہ یا شماغ) اتار کر ایک طرف ڈال دیا اور فرمایا: بسم اللہ کریں اور بتائیں کہ آپ کے پاس کیا ہے؟ اب میں نے معاملات اور مسائل کو پڑھنا شروع کیا، میں ان کے چہرے پر سرور و نشاط اور خوشی کی لہروں کو واضح طور پر دیکھ رہا تھا

اور تعجب کر رہا تھا۔ میں تقریباً سو سو سات ساڑھے سات بجے تک معاملات پڑھتا رہا اور میرا خیال تھا کہ اب وہ طویل وقت کے لیے سو جائیں گے مگر انھوں نے مجھ سے کہا کہ آٹھ بج کر بیس منٹ پر الارم لگا دیں اور واقعی آٹھ بیس پر ہم نے آپ کو جگا دیا، وہ تیار ہو کر رابطہ عالم اسلامی کے طویل مذاکرات و اجتماعات میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئے اور اپنے مقررہ وقت پر ڈھائی بجے دوپہر ہی گھر لوٹے۔ ہم سب تھکاوٹ سے منہ کے بل گرنے کو تھے لیکن شیخ کے چہرہ و جسم پر ایسی کوئی علامت نظر نہیں آرہی تھی۔^①

مدیر مکتب المنزل، مقرب ترین ملازمین اور علامہ ابن باز کے مرافقین میں سے شیخ محمد الموصی کہتے ہیں کہ ساتھ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر یا حضر میں کوئی ایک منٹ بھی ضائع نہیں جانے دیا کرتے تھے۔ وہ جب ریاض سے طائف یا جدہ وغیرہ کا ہوائی سفر کرنے کا ارادہ فرماتے تو جہاز میں سوار ہونے سے لیکر اترنے تک وقت سے خوب فائدہ اٹھاتے اور وہ اس طرح کہ ہم تین یا چار آدمی باری باری کچھ پڑھتے چلے جاتے، ہم تھک جاتے مگر شیخ رحمۃ اللہ علیہ مکمل نشاط اور صبر و ہمت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہوئے سنتے رہتے تھے۔

یہ سلسلہ جہاز میں سوار ہونے، اس کے رن وے پر دوڑنے، پرواز کے لیے اڑان لینے پھر فضا میں تیرنے، اگلی ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے اور دروازے کھلنے تک جاری رہتا اور ہم مسلسل مختلف معاملات، مسائل و قضایا، کتب اور علمی مسائل پڑھتے رہتے کیونکہ ہر کسی نے اپنی اپنی بغل میں وہ کتابیں، رسائل اور فائلیں دبائی ہوئی ہوتی تھیں جن پر راستے میں قراءت و گفتگو مطلوب ہوتی تھی۔^②

① امام العصر (ص: ۶۲ - ۶۴)

② امام العصر (ص: ۴۱)

خود مؤلفِ امام العصر ڈاکٹر ناصر الزہرانی لکھتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مکہ مکرمہ سے جدہ گئے تاکہ وہاں پر منعقد ایک بڑی کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ پھر وہ ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرما کر مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔ نمازِ عصر ادا کی اور نماز کے بعد حسبِ معمول درس دیا، پھر تھوڑا سا ستانے کے بعد نمازِ مغرب ادا کی اور تھوڑی دیر لوگوں کے مابین بیٹھے رہے پھر دوبارہ جدہ روانہ ہو گئے تاکہ نمازِ عشاء کے بعد وہاں طے شدہ لیکچر (محاضرہ) دیں۔ محاضرہ کے بعد انھیں وہاں کے بعض اہل علم و فضل نے دعوتِ ضیافت دی تو ان کے یہاں تشریف لے گئے اور وہاں بھی محاضرہ دیا، پھر لوگوں کے سوالات سنے، ان کے جوابات دیے اور رات کا کھانا کھایا اور واپسی میں ان کے مرافقین باری باری متعدد معاملات و امور پیش کرتے گئے اور بعض کتب بھی پڑھتے گئے، واپس پہنچ کر تھوڑا سا آرام کیا اور نمازِ فجر میں آپ سب سے پہلے مسجد میں پہنچ گئے۔^①

شیخ محمد الموسیٰ نے ایک انتہائی عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کی زندگی کے آخری ایام اور مرض الموت میں ماہ شوال ۱۴۱۹ھ میں ایک جمعہ کے دن شیخ کی بیماری زور پکڑ گئی، سارا دن قے آتی رہی۔ اس دن وہ نہ لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھ سکے نہ نمازِ عصر و مغرب و عشاء۔ طے پایا کہ انھیں ہسپتال میں منتقل کر دیا جائے چنانچہ انتہائی مرض و نقاہت کی حالت میں انھیں وہاں لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے چیک اپ کے بعد دوائیں وغیرہ دیں تو ان کی حالت کچھ سنبھل گئی۔ میں نے ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے فون پر رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ اب بخیر ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی ان کے سامنے کوئی کتاب پڑھے، پھر سب لوگ سو گئے۔ شیخ اس رات بھی نمازِ تہجد کے لیے اٹھ گئے۔ تہجد کے بعد تلاوت

میں مشغول رہے، پھر اپنے مرافقین، اقارب اور پولیس والوں کے ساتھ نماز فجر باجماعت ادا کی اور خود امامت کروائی۔ نماز کے بعد مختصر و موثر وعظ کیا۔ اپنے تمام اذکار و اوراد یومیہ سے فارغ ہوئے تو برادر صلاح عثمان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: آپ کے پاس کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: فتح الباری اور فتح المجید۔ فرمایا: بسم اللہ کریں اور پڑھیں، تب انھوں نے پڑھنا شروع کیا اور یہ سلسلہ صبح سات بجے تک جاری رہا۔ خیریت معلوم کرنے کے لیے ساڑھے آٹھ بجے میں ہسپتال پہنچ گیا اور میں سمجھ رہا تھا کہ وہ سوئے ہوئے ہونگے لیکن دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے پوچھا: آپ کے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: شیخ صاحب! میرے پاس بکثرت امور و معاملات کی فائلیں ہیں، فتویٰ کی دائمی کمیٹی کے مجموعہ فتاویٰ کی بارہویں جلد بھی ہے جو کہ پریس سے آگئی ہے لیکن میں یہ سب چیزیں گاڑی میں چھوڑ آیا ہوں اور صرف آپ کی خیریت دریافت کرنے آیا ہوں۔ فرمایا: جائیں اور سب لے آئیں، میں گیا اور لے آیا۔ پھر فائلیں پڑھنا شروع کیں جن میں سے صرف ایک معاملہ پورے بارہ صفحات پر مشتمل تھا۔ پھر میں نے مجموعہ فتاویٰ کی بارہویں جلد پڑھنا شروع کی اور چالیس صفحات پڑھے۔ پھر ان کے فرزند ارجمند شیخ احمد بن باز آگئے اور صفحہ (۵۰) تک انھوں نے فتاویٰ پڑھے، پھر ڈاکٹر اور ہسپتال کا دوسرا عملہ آ گیا اور تمام ٹیسٹ رپورٹس دیکھ کر کہنے لگے: الحمد للہ اب آپ کی حالت بہتر ہے۔ تب شیخ نے فرمایا کہ اب آپ لوگ ہمیں جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: کوئی حرج نہیں، ہم ہسپتال سے روانہ ہوئے تو ہمارا خیال تھا کہ آپ گھر کو جائیں گے، چنانچہ ان کے بیٹے شیخ احمد نے پھر پوچھا کہ گھر کو چلیں تو شیخ نے کہا: نہیں، دفتر کو چلیں، دفتر پہنچ کر ان کے بیٹے نے بوقتِ روانگی پوچھا کہ نمازِ ظہر کے وقت

ہم آپ کا انتظار کریں؟ اس پر انھوں نے فرمایا: نہیں، میں مقررہ وقت پر (ڈھائی بجے ڈیوٹی مکمل کر کے) ہی آؤں گا۔^① اِنْ شَاءَ اللّٰہ

بلا خوف لومة لائم حکام و امراء اور سربراہان مملکت و زعماء پر نکیر:

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے نہ صرف عام لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے بلکہ سعودی عرب ہی نہیں کئی دوسرے اسلامی ممالک کے حکام و امراء اور قائدین و وزراء سے بھی بڑے اعلیٰ مراسم تھے، وہ ان کے لیے قبولیت کے خاص اوقات میں دعائیں کیا کرتے تھے لیکن ساتھ ہی اگر کسی سے کسی منکر فعل کے ارتکاب کا پتہ چلتا تو اسے زبانی و تحریری ہر ممکن طریقہ سے نصیحت بھی ضرور کیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں شیخ کے مکتوبات کی ایک بہت بڑی مقدار موجود ہے جن کی جمع و ترتیب اور نشر و اشاعت ایک مستقل کام اور ان کی زندگی کا ایک الگ کارنامہ ہے۔ اب دیکھیں ان رسائل و مکتوبات کو لوگوں کے سامنے لانے کا کام کس کے ہاتھوں ہوتا ہے؟

شیخ کے ان عظیم مکتوبات اور جرأت کے مظاہروں میں سے ایک ایسا مظاہرہ بھی ہے جس کی دوسرے کسی کو ہمت نہ ہوئی، وہ جرأت مندانہ اقدام شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے نام وہ برقیہ (تار و ٹیلی گرام) ہے جس میں انھوں نے اس کے اس فیصلے پر سخت نکیر و مذمت کی جس کی رو سے اس نے سید قطب رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی چڑھانے کا حکم دیا تھا۔ حاکم مصر کے یہاں سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے معاملہ میں حکام و سلاطین میں سب سے بڑھ چڑھ کر پھانسی نہ دینے کی سفارش کرنے والے شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ شیخ کی جرأت مندی اور حکام و سلاطین کو پند و نصیحت کے واقعات اور نکیر و مذمت پر مشتمل صرف یہ ایک برقیہ ”مشتے نمونہ از خروارے“ ہے۔^②

① امام العصر (ص: ۱۴۴ - ۱۴۶)

② امام العصر (ص: ۱۷۹، ۱۸۰)

ساتھ شیخ رضی اللہ عنہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور پند و نصیحتِ مسلم کے سلسلہ میں قرآنی آیات (سورہ آل عمران: ۱۱۰، سورہ الاعراف: ۶۲، ۶۸، ۹۳، النحل: ۱۲۵ اور تم السجدہ: ۳۳) پر پوری طرح عمل پیرا تھے جن میں ارشادِ الہی ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ لَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ
لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَ أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

[آل عمران: ۱۱۰]

” (مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔“

﴿أَبْلَغُكُمْ رَسُولِ رَبِّي وَ أَنْصَحُ لَكُمْ وَ أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ﴾ [الأعراف: ۶۲]

”تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔“

﴿أَبْلَغُكُمْ رَسُولِ رَبِّي وَ أَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ﴾ [الأعراف: ۶۸]

”میں تمہیں اللہ کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔“

﴿فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَ قَالَ يَقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولِ رَبِّي وَ

نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ﴾ [الأعراف: ۹۳]

”تو (شعیب) اُن میں سے نکل آئے اور کہا کہ بھائیو! میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کی تھی تو میں کافروں پر (عذاب نازل ہونے سے) رنج و غم کیوں کروں؟“

﴿أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ [النحل: ۱۲۵]

”(اے پیغمبر!) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو، جو اس کے راستے سے بھٹک گیا تمہارا رب اُسے بھی خوب جانتا ہے اور جو راستے پر چلنے والے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے۔“

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ﴾ [السجدة: ۲]

”کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنا لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے برحق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تاکہ یہ راستے پر چلیں۔“

ہماری طرح نہیں تھا کہ کسی بڑے آدمی، صاحب منصب یا اعلیٰ عہدے دار میں کوئی عیب و کوتاہی دیکھی تو نظر انداز کر گئے بلکہ وہ ہر کسی کو اچھے طریقے سے نصیحت کیا کرتے تھے، ڈاکٹر ناصر زہرانی کے بقول اپنے شاگردوں یا اپنے سے چھوٹے مرتبہ کے لوگوں کو تو یوں نصیحت کرتے جیسے وہ خود ان کے شاگرد اور ان سے چھوٹے

درجے والے ہوں اور کسی بڑے سے بڑے عہدے دار کی کوتاہی کو بھی نظر انداز نہیں کیا کرتے تھے جس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بہت ہی اعلیٰ عہدے پر فائز شخص ہمارے مدوح کی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور ان کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ جب شیخ نے اٹھنا چاہا تو اس عالی منصب شخص کی عبا و قبا یا پٹنہ (جسے سعودی عرب میں پشت بھی کہتے ہیں) شیخ کے پاؤں کے نیچے آیا تو شیخ نے محسوس کر لیا کہ یہ بہت طویل ہے، چنانچہ فرمایا: اے فلاں! اس نے کہا: جی، فرمایا: یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے، تمہاری پشت بہت لمبی ہے۔^①

ورع و تقویٰ:

شیخ کے معاصرین اور شاگردوں نے انہیں ان کے دروس و مجالس اور کتب و کیسٹس کے ذریعے کیسے پایا؟ اس کی تفصیل بہت ہی طویل ہے حتیٰ کہ ان کے ایک شاگرد شیخ عبد الرحمن بن عبد العزیز العقلم نے روزنامہ الریاض میں ان کے (۲۷) اوصاف ذکر کیے اور بتایا کہ ہر ہر وصف کے تحت شیخ کے کئی واقعات، کئی قصص و حکایات اور عظیم مواقف موجود ہیں اسی سلسلہ میں نمبر (۷) کے تحت وہ لکھتے ہیں کہ شیخ انتہائی ورع و تقویٰ والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم میں گہری دسترس سے نواز رکھا تھا اور اس تبحر علمی کے باوجود میں نے انہیں دسیوں مرتبہ سائل کے جواب میں: اَللّٰهُ اَعْلَمُ کہتے سنا ہے حالانکہ وہ مسائل ایسے ہوتے کہ علماء تو پھر بڑی چیز ہیں عام لوگ بھی ان مسائل میں فتوے داغنے پھرتے ہیں۔^②

فتویٰ صادر کرنے کے سلسلہ میں وہ انتہائی احتیاط سے کام لینے والے شخص

① امام العصر (ص: ۷۸ - ۷۹)

② تفصیل کے لیے دیکھیں: امام العصر (ص: ۲۱۵ - ۲۱۹) روزنامہ الریاض (شمارہ:

تھے حتیٰ کہ سعودی علمی حلقوں کی معروف شخصیت شیخ ابو عبد الرحمن الظاہری لکھتے ہیں کہ اگر کبھی کسی اہم مسئلہ میں انھیں فتویٰ دینا ہوتا تو اپنا فیصلہ روک دیتے۔ پہلے صلوة الاستخارہ پڑھتے اور انشراح صدر ہو جانے پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔^①

حکام و امراء کے دلوں میں شیخ کی محبت و احترام:

شیخ نے آل سعود کے حکمرانوں میں سے شاہ عبد العزیز، شاہ سعود، شاہ فیصل، شاہ خالد اور شاہ فہد کا دور دیکھا، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں شیخ ابھی بیس بائیس سال کے نوجوان تھے۔

تاہم سعودی عرب میں حاکم خاندان کے یہاں ہمارے ممدوح کی بہت ہی عزت و قدر تھی، وہ ان سے بڑی محبت و احترام سے پیش آیا کرتے تھے، انھیں مجالس میں ممتاز مقام دیا جاتا، ان سے مشورہ کیا جاتا، ان کی رائے کا احترام کرتے اور ان کی سفارش کو قبول کیا کرتے تھے، ان کی دینی خدمات میں ان کا بھرپور تعاون جاری رہا اور ان سے بالواسطہ اور بلاواسطہ میل جول بھی تھا حتیٰ کہ شیخ کے ایک شاگرد ڈاکٹر عبد اللہ الجبلی کے بقول جب شیخ پہلی مرتبہ بیمار ہوئے اور ان کے گھٹنے میں درد اٹھا تھا تو خود خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد، ان کے ولی عہد شہزادہ عبد اللہ، ان کے نائب شہزادہ سلطان اور تقریباً تمام ہی شہزادے ان کی عیادت و مزاج پرسی کے لیے ان کے گھر تشریف لائے تھے۔^②

شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں بنفس نفیس خود خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد رحمۃ اللہ علیہ، اس وقت کے ولی عہد شہزادہ عبد اللہ (موجودہ حکمران)، ولی عہد شہزادہ سلطان اور اکثر شہزادے

① روزنامہ الحزیرة (شمارہ: ۹۷۳۰) إمام العصر (ص: ۳۶۰)

② مجلة الدعوة (شمارہ: ۱۶۹۳) إمام العصر (ص: ۱۶۷)

شریک ہوئے تھے۔ شیخ کی وفات سے ٹھوڑا عرصہ بعد ۱۳۲۰/۲۲ھ کو وزراء کی کینٹ کے اجلاس کے صدارتی خطاب میں شاہ فہد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے عمدہ الفاظ میں شیخ کی صفات و خدمات کو خراج تحسین پیش کیا تھا اور ان کی وفات کو ”امت اسلامیہ کا نقصان“ قرار دیا تھا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی گورننگ باڈی کے ایک جلسہ کی صدارت کے دوران شاہ فہد نے فرمایا تھا کہ شیخ ہم سب کے لیے والد کی جگہ ہیں اور وہ جو بھی فیصلہ کمیٹی کے لیے کریں گے میں ان سے پیشگی اتفاق ظاہر کرتا ہوں۔^①

عالی جناب شہزادہ احمد بن عبد العزیز اور شہزادہ سظام بن عبد العزیز کا شیخ سے تلمیذانہ تعلق بھی تھا، اسی طرح شہزادہ سلطان (ولی عہد و وزیر الدفاع) شہزادہ سلمان (گورنر الرياض) اور شہزادہ نایف (وزیر داخلہ) شیخ کے لیے دل میں بہت احترام رکھتے اور ان کی سفارشوں کو قبول کیا کرتے تھے۔ حاکم خاندان کی شہزادیوں کے یہاں بھی شیخ کا بہت مقام تھا حتیٰ کہ ان کی وفات پر شہزادی منیرہ بنت محمد البواردی حرم شہزادہ مشعل بن عبد العزیز آل سعود نے اپنے طویل تعزیتی مضمون میں ذکر کیا کہ ہم ہمیشہ فون کے ذریعے اور کبھی کبھی بالمشافہ ان سے راہنمائی حاصل کرتی رہتی تھیں۔ وہ ایک نیک دل عالم، نرم خو والد، ہمارے بہت بڑے شیخ اور سعودی عرب کے لیے باعث فخر شخصیت تھے۔

شہزادی منیرہ بنت سعود الکبیر نے اپنے تعزیتی بیان میں ذکر کیا کہ انھیں علمی مسائل میں راہنمائی کے سلسلہ میں کم از کم پانچ مرتبہ اپنے شیخ جلیل کے گھر جانے کا موقع ملا تھا۔

شہزادی منال بنت مساعد بن سعود بن عبد العزیز نے لکھا کہ یہ مجھ پر اللہ کا فضل و احسان ہے کہ مجھے بعض مسائل پوچھنے اور راہنمائی حاصل کرنے کے لیے

ساتھ الوالد الشیخ ابن باز کے گھر جانے کا تین مرتبہ اتفاق ہوا ہے اور پچھلے سال (وفات سے قبل) ان کے ساتھ ہی حج کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی، جہاں انہیں سننے اور ان سے استفادہ کرنے کا موقع بھی ملا۔^①

اصحاب مراتب و مناصب کے یہاں شیخ کا مقام:

سعودی عرب کے تمام اہل منصب و جاہ وزراء وغیرہ کے یہاں شیخ کا بہت مقام و مرتبہ اور عزت و قدر تھی حتیٰ کہ جو شخص بھی وزارت کے عہدے پر فائز ہوتا وہ سلام کرنے اور نصیحت و دعا کے حصول کے لیے شیخ کے گھر ضرور حاضری دیتا جیسا کہ وزیر حج ڈاکٹر محمود سفر نے خود اپنا واقعہ بیان کیا ہے۔^②

ڈاکٹر ناصر زہرانی شیخ کی سوانح حیات پر مشتمل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں جب کبھی بھی شیخ کا خط لیکر کسی وزیر کے یہاں گیا اس نے انتہائی سعادت و خوشی اور مسرت سے وہ کام سرانجام دیا، ایک مرتبہ ایک اعلیٰ منصب پر فائز شخص نے شیخ کا خط پڑھ کر کہا کہ میرے لیے یہی کیا کم ہے کہ شیخ نے میرے لیے لکھا ہے: ”إِلَى حَضْرَةِ الْإِبْنِ“ (محترم بیٹے کے نام) (حوالہ سابقہ)

علماء و طلبہ کے دل میں شیخ کی محبت:

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے اہل علم و طلبہ علم کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات پر بکثرت اہل علم و طلبہ علم نے اپنے تعزیتی بیانات میں ان کی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا جن میں سے بعض کے بیانات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

□ عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی:

① إمام العصر (ص: ۱۶۷ - ۱۷۳) مختصر از مجلہ الدعوة (شمارہ: ۱۶۹۳)

② دیکھیے: إمام العصر (ص: ۱۸۶)

”امتِ اسلامیہ نے اپنے نامور سپوتوں میں سے ایک سپوت، آسمانِ علم پر چمکنے والے ایک تابناک ستارے، جزیرہٴ عرب کے علامہ الشیخ ابن باز کو الوداع کیا ہے جو کہ علومِ فقہیہ کے بحرِ ذخار، ائمہٴ ہدیٰ میں سے ایک امام، اہلِ توحید کے سربراہ، دین کا ایک ستون اور امت کا ایک رکن تھے۔“

۲ امام حرمِ سماحہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل:

”آج ملتِ اسلامیہ ایک عالمِ امت، دورِ حاضر کے امامِ اہلِ سنت والجماعت، علامہٴ زمان اور فقیہِ دوراں کی وفات کے صدے سے دوچار ہو گئی ہے۔“

۳ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالحسن التركي (سابق مدیر جامعۃ الامام، وزیر امور اسلامیہ اور موجودہ جنرل سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی):

”وہ علم و عمل، زہد و تقویٰ اور دوسروں کے لیے حبِ خیر کے سر بفلک پہاڑ اور نیک و صالح علماء میں سے تھے۔ وہ علماء سلف کا ایک یادگار نمونہ تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا ہے۔“

۴ امام حج اور مفتیٰ اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ:

”ہم نے سنت کا پہاڑ کھودیا۔ ان کی وفات کی خبر مسلمانوں پر بجلی بن کر گری کیونکہ موجودہ دور میں اللہ کے بعد وہ مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ تھے جن پر لوگ فتویٰ، دعوت و ارشاد اور تمام معاملات میں اعتماد کیا کرتے تھے۔“

۵ رئیس مجلس القہواء الاعلیٰ (سعودی سپریم جسٹس کونسل کے صدر) شیخ صالح بن محمد اللحمید ان:

”ہم اپنے استاذ سماحہ الشیخ کو المعہد العلمی الریاض کے افتتاح ۱۳۷۱ھ

سے جانتے ہیں، ان کے بارے میں اپنے علم کی حد تک مجھے ان کی کوئی نظیر دکھائی نہیں دیتی۔ انھوں نے اپنے اثر و نفوذ اور جدوجہد میں سے کسی بھی معاملہ میں لوگوں کی بھلائی میں کمی نہیں کی۔ وہ اپنے اور ہمارے استاذ سماحہ الشیخ محمد بن ابراہیم (سابق مفتی اعظم و وزیر العدل) کا ذکر کر کے فرطِ محبت و عقیدت سے زار و قطار رونے لگتے تھے۔ سماحہ الشیخ کو تمام لوگ حتیٰ کہ خادم الحرمین الشریفین، ولی عہد اور ان کے نائبِ اول بھی احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور یہ لوگ ان کی کسی بات کو ہرگز رد نہیں کیا کرتے تھے۔“

کبار العلماء بورڈ کے ممبر علامہ الشیخ محمد بن صالح العثیمی:

”آج امتِ اسلامیہ کے منارہ ہائے نور میں سے ایک منارہ گر گیا ہے۔“

کبار العلماء بورڈ کے ہی دوسرے ممبر علامہ عبداللہ بن بٹام:

”موجودہ دور میں علامہ ابن باز بجا طور پر اس بات کہ مستحق ہیں کہ انھیں شیخ الاسلام کا لقب دیا جائے۔“

وزیر امور اسلامیہ شیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ:

”سماحہ الشیخ ابن باز کی رحلت امتِ اسلامیہ کے لیے بالعموم اور اس مملکت کے لیے بالخصوص ایک عظیم المیہ ہے کیونکہ نہ صرف مسلم عوام بلکہ حکام و امراء تک کے دلوں میں ان کا بڑا مقام و احترام تھا۔ وہ ان اختیار و ابرار کا نمونہ تھے جن کی سیرت ہم کتب میں پڑھا کرتے ہیں، بجا طور پر وہ دورِ حاضر میں بقیۃ السلف تھے۔“

کبار العلماء بورڈ کے ہی ایک ممبر ڈاکٹر صالح الفوزان اپنے تعزیتی کلمات

میں کہتے ہیں:

”آج مسلمانوں سے وہ عظیم علمی شخصیت چھن گئی جس نے دو تہائی صدی تک ساری امت اسلامیہ اور پورے عالمِ اسلامی کی ہر طرح کی خدمت کی۔“

❶ کبار العلماء بورڈ کے ہی ایک اور ممبر علامہ بکر ابو زید:

”ہمارے شیخ سماحۃ العلامہ عبد العزیز بن باز حقیقی معنوں میں سنت کے پہاڑ اور گلستانِ سلف کے باغبان تھے۔ انھوں نے ساری عمر حتیٰ کہ ایامِ مرض میں زندگی کے آخری دن (یومِ وفات) تک مسلمانوں کی علمی راہنمائی و خدمت میں کبھی بخل نہیں کیا۔“

❷ سعودی مجلس شوریٰ کے چیئرمین اور امام و خطیبِ حرمِ مکی ڈاکٹر صالح بن حمید:

”آج مکہ مکرمہ کے قبرستان (العدل) میں فقہ و فتویٰ کا مرجعِ خلائق، حدیث و سنت کا منارۃ نور اور نیکی و تقویٰ کا عظیم نمونہ سپردِ خاک کر دیا گیا ہے۔“^❶

شیخ ابن باز کی وفات پر تعزیتی کلمات کہنے والوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے جن میں سے شہزادہ عبد العزیز بن شاہ فہد، شہزادہ خالد بن عبد اللہ بن فہد الفیصل، وزیرِ عدل ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد آل الشیخ، وزیرِ حج ڈاکٹر محمود محمد سفر، رابطہ عالمِ اسلامی کے سیکرٹری ڈاکٹر عبد اللہ بن صالح العبید، گریجویٹس کے ڈائریکٹر جنرل شیخ ڈاکٹر علی بن مرشد المرشد، مدیرِ جامعہ ام القریٰ ڈاکٹر سہیل بن حسن قاضی، کبار العلماء بورڈ کے ممبر عبد الوہاب بن ابراہیم ابوسلیمان، شیخ ابن باز کے مشیر ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر، مدرس مسجد نبوی شیخ عطیہ محمد سالم، ابو عبد الرحمن بن عقیل الظاہری، وکیل (انڈر سیکرٹری) وزارتِ امورِ اسلامیہ شیخ توفیق بن عبد العزیز السدیری، مدیرِ مکتب وزیرِ امورِ اسلامیہ ڈاکٹر محمد بن عبد المحسن التركي السدیری،

ایڈیٹر روزنامہ الریاض ترکی عبد اللہ، ایڈیٹر روزنامہ الوطن و ممبر مجلس شوریٰ ڈاکٹر محمد العرابی الحارثی، معروف صحافی و مفکر ڈاکٹر عبد القادر طاش، ایڈیٹر روزنامہ المدینہ ڈاکٹر مازن عبد الرزاق بلیہ، سابق ثقافتی ایچی مراکش محمد ابراہیم العبد السلام، رئیس جمعیت الاصلاح الکویت عبد اللہ المطوع، حرکتہ سلفیہ الکویت کے سیکرٹری جنرل شیخ حامد العلی، ولی عہد و وزیر اعظم کویت شیخ سعد عبد اللہ الصباح، شیخ الازہر ڈاکٹر محمد سیّد طنطاوی اور اخوان المسلمین مصر کے مرشد عام مصطفیٰ مشہور کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح معروف ادباء اور کبار شعراء نے اپنے اپنے انداز و اشعار میں تعزیتی ادب پارے لکھے اور مرثیے کہے جن میں سے ڈاکٹر غازی القصیمی، عبد الرحمن صالح العثماوی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر منطقہ شرقیہ کے صدر عبد العزیز الحجی، معروف ناقد سعید الشریجی، نادى ادبی القسیم کے صدر حسین بن فہد الہویملی، ممبر مجلس شوریٰ ڈاکٹر احمد بن محمد الضیب، سابق ممبر شوریٰ ڈاکٹر عواض الامعی، ڈاکٹر شیخ سعود الشریم (امام و خطیب الحرم المکی)، شیخ عبد اللہ المعتاز، شیخ علی بن قاسم الفیسی سابق قاضی محکمۃ التمییز، مدیر اذاعتہ القرآن الکریم محمد سعید الصفار اور جناب محمد بن فہد بن حسین الفہد خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔^①

شبِ رحلت کا حال:

زندگی بھر شب و روز امت مسلمہ کی خیر و بھلائی کے لیے کوشاں شخص کی رحلت کا وقت آیا تو اس شبِ رحلت کا حال کچھ اس طرح ہے کہ مریض ہونے کے باوجود مغرب سے لے کر عشاء تک درس دیا اور لوگوں میں بیٹھے رہے۔ نمازِ عشاء کے بعد بھی بعض لوگوں کے استفسارات پر فتاویٰ صادر فرمائے۔ پھر اپنے

① امام العصر، حصہ نظم و مدتیہ (ص: ۴۹۳ تا ۷۶۸)

بال بچوں میں بیٹھے اور ایک تہائی رات رہ گئی تو مصلیٰ پر آگئے۔ نماز و ذکرِ الہی میں مصروف ہو گئے اور پھر جمعرات کی شب ہی ان کی روح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی کیونکہ عمر بھر وہ سنت کے مطابق پیرو جمعرات کو ہی سفر کرنے کو ترجیح دیتے رہے اور وقتِ رحلت آپ کو اگلے جہاں کا سفر بھی جمعرات کو ہی کرنا پڑا۔^①

اپنی ذات میں جماعت و انجمن:

شیخ موصوف کے دفتر کے مدیر عام ڈاکٹر عبد اللہ الحکمی کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص واضح و روشن، صاف و شفاف اور بین و جلی اسلام کو دیکھنا چاہے تو وہ ساحتہ الشیخ ابن باز اور ان کی سیرت کو دیکھ لے، وہ چلتے پھرتے قرآن و سنت کی بہترین مثال تھے۔ مجھے اللہ کی قسم ہے! میں نے کبھی آپ کو کوئی معیوب کام، غلط حرکت اور کسی سنت کی مخالفت کرتے نہیں دیکھا۔^②

سنن ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے ”يَدُ اللَّهِ عَلَي الْجَمَاعَةِ“ کی شرح بیان کرتے ہوئے پہلے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پھر کچھ دوسرے لوگوں کو اور آخر میں ابو حمزہ السُّکْرِي کو ”جماعت“ قرار دیا تھا۔^③

اور آج کے دور میں ہمارے ممدوح اپنی ذات میں جماعت و انجمن تھے۔ اللہ نے ان سے نورِ بصارت تو چھین لیا مگر اس کے عوض نورِ بصیرت عطا کر دیا جس کی بدولت انہوں نے تمام مشکلات کو چیلنج کیا اور ایمان کی فلک بوس بلندیوں تک پہنچ گئے تھے، وہ قاضی، معلم و مربی اور مرشد و مصلح تھے۔

وہ معہد و کلیہ (کالج) سے لے کر اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کے پہلے وائس

① إمام العصر (ص: ۱۹۵)

② إمام العصر (ص: ۱۹۶ - ۱۹۷)

③ سنن الترمذی (۲۱۶۷) نسائی، کتاب التحريم (باب: ۶) صحيح الجامع (۸۰۶۵)

چانسلر اور پھر چانسلر رہے اور پھر بحوث علمیہ و افتاء اور دعوت و ارشاد کے دنیا بھر میں پھیلے اداروں کے صدر ہوئے، اسی طرح ملکی سطح سے نکل کر آپ عالمی شہرت کی بلندیوں تک پہنچ گئے، اور ۱۹ سال تک وزیر کے اس مرتبے پر کام کیا، سعودی عرب کے مفتی اعظم تھے، کبار العلماء بورڈ کے صدر تھے، رابطہ عالم اسلامی کے بھی رئیس تھے، مساجد کی عالمی مجلس اعلیٰ کے بھی پریزیڈنٹ تھے۔ اسی طرح دنیا بھر کے علماء کی فقہ اکیڈمی کے بھی صدر تھے۔ ان لامحدود خدمات کو سرانجام دینے والا شخص بھی اپنی اکیلی ذات میں پوری جماعت نہ ہوگا تو پھر کون ہوگا؟

اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ وَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ ①

دعوتی و خیراتی خدمات:

شیخ رحمہ اللہ کی دعوتی و خیراتی خدمات کی ایک جھلک صرف اس بات سے ہی نظر آ سکتی ہے کہ ان کے توسط سے ڈاکٹر عبداللہ المحجلی کے بقول دو چار یا دو ایک سو نہیں بلکہ سعودی عرب کے اندر اور بیرونی ممالک میں ہزاروں مساجد تعمیر ہوئیں۔ نگر نگر میں مدارس دینیہ اور تحفیظ قرآن کے حلقے قائم ہوئے، ملک ملک میں کنوئیں کھودے گئے، ٹیوب ویل اور نلکے لگے، سڑکیں اور راستے بنے اور لاتعداد لوگوں کی شادی کے مصارف کا انتظام ہوا۔ ②

شیخ کی طرف منسوب چار جھوٹے قصے:

شیخ رحمہ اللہ کی طرف چار ایسے قصے منسوب کیے جاتے ہیں جن کی کوئی اساس و بنیاد نہیں بلکہ وہ سراسر جھوٹے ہیں، ان کا جھوٹ بڑا ظاہر ہے حتیٰ کہ خود شیخ رحمہ اللہ نے ان کی تردید بھی کی ہے اور اہل علم و طلبہ علم سے ان کی تردید کرنے کا مطالبہ کیا

① إمام العصر (ص: ۱۹۸ تا ۲۱۱)

② إمام العصر (ص: ۲۱۳ - ۲۱۴)

ہے، اسی غرض کے لیے وہ چاروں قصے بالاختصار یہاں نقل کیے جا رہے ہیں تاکہ شیخ رحمہ اللہ کی براءت ہو جائے۔

پہلا قصہ:

ایک شخص نے شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ (استاذ شیخ ابن باز) سے فتویٰ طلب کیا کہ اس کی بیوی نے اپنا دودھ پیا، تو شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی کیونکہ اس نے اپنے پستان سے دودھ پیا ہے۔ پھر کچھ لوگ شیخ ابن باز کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: تمہاری بیوی تم پر حرام نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم یہ دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم نے یہ دروازہ کھول دیا تو خدشہ ہے کہ پھر تو ہر وہ عورت جو اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہو وہ اپنا دودھ پی لے گی تاکہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے، مزید کہا کہ یہ رضاعت (دودھ پینا) مضر نہیں ہے۔

شیخ ابن باز سے جب اس قصے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بالکل بے بنیاد قصہ ہے اور طلبہ علم پر واجب ہے کہ وہ اس کی تردید کریں۔

دوسرا قصہ:

ایک آدمی اپنی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس اس کی بیوی تھی اور چودھویں کا چاند رات کو جگمگائے ہوئے تھا۔ شوہر نے بیوی سے کہا: اگر تم اس چاند سے خوبصورت نہ ہوئی تو تمہیں طلاق ہے۔ اس عورت نے کہا: تم اب مجھ پر حرام ہو گئے ہو۔ شوہر نے کہا: کیوں؟ بیوی نے کہا: کیونکہ چاند تو اللہ کی خوبصورت ترین مخلوق ہے، اس سے زیادہ جمال والی کوئی چیز نہیں ہے۔ شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے اسے کہا کہ تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی ہے کیونکہ چاند سے زیادہ جمال والی کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر لوگ شیخ ابن باز کے پاس گئے تو

انہوں نے بڑے تعجب سے یہ بات سنی اور کہا کہ میرا دل نہیں مانتا کہ شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہی ہو، پھر شیخ ابن باز اس آدمی کے ساتھ شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو مغرب کی اقامت کے وقت ان کے یہاں پہنچے، شیخ ابن باز آگے بڑھے اور جماعت کرانے لگے اور سورۃ التین کی قراءت کی، جب آیت:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ [التین: ۴]

پر پہنچے تو شیخ ابن باز نے جان بوجھ کر اس آیت سے الْإِنْسَانَ کے لفظ کو "الْقَمَر" چاند سے بدل کر "لَقَدْ خَلَقْنَا الْقَمَرَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" پڑھا۔ اس پر شیخ محمد بن ابراہیم نے لقمہ دیا اور آیت کو صحیح کرا کر پڑھایا، اور جب نماز فارغ ہوئے تو شیخ نے یوں پڑھنے کا سبب پوچھا جس پر شیخ ابن باز نے کہا: میں نے یوں اس لیے پڑھا کہ آپ نے جو فتویٰ دیا ہے کہ چاند چونکہ عورت سے زیادہ افضل و خوبصورت ہے لہذا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔

یہ بھی سراسر جھوٹا قصہ ہے۔ کہاں شیخ ابن باز کا احترام استاذ اور کہاں یہ امامت کے لیے بلا اجازت پیش قدمی۔ اسی طرح محض ایک مسئلہ کی تصحیح کے لیے وہ قرآن کی ایک آیت جان بوجھ کر غلط کیسے پڑھ سکتے تھے؟

تیسرا قصہ:

طالب علموں اور عوام الناس میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ کچھ شیعوں نے شیخ ابن باز پر زیادتی کی۔ انھیں چھرا گھونپا، ان پر گولی چلائی گئی، ان کی گاڑی کو جان بوجھ کر ٹکر ماری وغیرہ وغیرہ۔

یہ بھی سب جھوٹی افواہیں ہیں جن کا دامن صداقت سے سراسر خالی ہے۔

چوتھا قصہ:

بعض علاقوں اور دیہاتوں میں یہ خبر پھیلی ہوئی ہے کہ بعض کبار علماء شیخ ابن باز کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ وہ عورت جو بچوں والی ہو اس کو طلاق دینے سے بھی طلاق نہیں ہوتی اور آپ ہمیشہ بیوی کو شوہر کی طرف ہی لوٹا دیتے ہیں، آپ نے کبھی طلاق ثابت نہیں کی۔ یہ سن کر شیخ غصہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ میں تمام لوگوں کو یہ کہہ دوں گا کہ بچوں والی عورت کو ہرگز طلاق نہیں ہوتی۔
یہ بھی سراسر باطل اور بے اصل قصہ ہے۔^①

بقیۃ السلف الامام الربانی شیخ ابن باز کے زبان زد کلمات:

① سُبْحَانَ اللَّهِ (اللہ پاک ہے)۔ اگر کوئی طالب علم احکام شریعت میں سے واضح حکم والا مسئلہ پوچھتا تو اس پر سبحان اللہ کہتے تھے۔

② سَبِّحْ (تسبیح بیان کرو)۔ اگر کسی سائل یا طالب علم کی بات پر ناراض ہوتے اور اسے ٹوکنارو کنا چاہتے یا پھر اطباء کے دوران کوئی آپ کی قطع کلامی کرتا اور فکری خلجان پیدا کرتا تو اسے یہ کلمہ کہتے۔

③ جَعَلْنَا اللَّهُ تَوْلِيَاكُمْ مِنْ أَنْصَارِ الْحَقِّ وَالْهُدَىٰ...
”اللہ ہمیں اور آپ کو حق و ہدایت کے مددگاروں میں سے بنائے۔“
علماء اور طالب علموں کو جو خطوط و رسائل لکھتے تھے ان کے آخر میں یہ لکھتے تھے۔

④ فَيَا مُحِبِّ! وَصَلَّتْ نِي رِسَالَتِكُمْ وَصَلَّكُمْ اللَّهُ بِهَدَايَتِي...
”اے میرے پیارے! تمہارے لئے اللہ نے ہدایت پر کار بند رکھے۔“
”خیر، حسن“

اسے علماء و طلبہ کے خطوط کے جواب میں اپنے خط کے شروع میں ہی لکھتے تھے۔

❖ كَتَبَ اللَّهُ سَعْيَكُمْ وَضَاعَفَ مَثُوبَتَكُمْ.

”اللہ تمہاری سعی کو قبول فرمائے اور تمہارے اجر میں اضافہ کرے۔“

کسی کی سفارش کے لیے جو خط لکھتے اس کے آخر میں یہ کلمات لکھتے تھے۔

❖ يَسِّرَ اللَّهُ أَمْرَكَ وَ أَمْرَ كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ.

”اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمام مسلمان مرد و زن کے معاملات کو آسان کرے۔“

اگر کسی پر قرضہ ہوتا اور وہ شیخ سے اس کی توثیق کرواتا تو اسے کہتے۔

❖ أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يُعْطِيكَ خَيْرًا مِنْهَا وَيُعْطِيَهَا خَيْرًا مِنْكَ.

”میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے اچھی بیوی دے اور اسے تم

سے اچھا شوہر دے۔“

اگر کسی کی بیوی کو طلاق مغلظہ ہو جاتی تو اسے کہتے اور اس آیت سے

استدلال کرتے:

﴿وَ إِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّنْ سَعْتِهِ وَ كَانَ اللَّهُ وَاسِعًا

حَكِيمًا﴾ [النساء: ۱۳۰]

”اور (اگر صلح نہ ہو سکے) میان بی بی جدا ہو جاویں (خاوند طلاق

دے دے) تو اللہ تعالیٰ اپنی گنجائش سے (فضل سے) کسی کو دوسرے

کا محتاج نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ گنجائش حکمت والا ہے۔“

❖ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ.

”بے نیکی کر کے اللہ پر ان کے بچنے کی توفیق و طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہی ہے۔“

اپنے درسوں میں بکثرت یہ کہتے رہتے تھے۔

◆ اپنے درس میں نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود شریف و سلام پڑھا کرتے تھے۔

◆ اتَّقُوا اللَّهَ، عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، الْوَصِيَّةُ الْوَصِيَّةُ التَّقْوَى.

”اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، میں تمہیں تقویٰ اختیار

کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔“

اپنے شاگردوں کو درس و مواعظ میں خصوصاً اور عامۃ الناس کو عموماً تقویٰ کی

یہ وصیت بکثرت کرتے تھے۔^①

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

بعض جرائد و مجلات کو دیے گئے انٹرویوز کی جھلکیاں:

شروع میں عموماً انٹرویوز دینے سے کتراتے تھے مگر پھر بھی شیخ سے کئی

اخبارات، جرائد و مجلات اور صحافیوں نے انٹرویو کیے جو کافی طویل ہیں ان میں

سے کچھ مفید جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

① انٹرویو ”المجلة“ سے چند جھلکیاں:

① بکثرت سرکاری و دعوتی مصروفیات کے باوجود میں نے اپنی اولاد و احفاد کے

لیے مہینے میں دو راتیں تلاوت قرآن اور حل مسائل کے لیے مخصوص کر رکھے

ہیں۔ ایک رات مردوں کے لیے اور ایک رات خواتین کے لیے، اگرچہ بعض

اوقات بعض دیگر ضروری امور کی وجہ سے ان میں بے قاعدگی ہو جاتی ہے۔

② میں حصول تعلیم کے سلسلہ میں اپنے بچوں کو جو مناسب سمجھتا ہوں مشورہ دیتا

ہوں اور عموماً شریعت کالج میں تعلیم پانے کا اشارہ کرتا ہوں۔ کئی بچوں نے

اس پر عمل بھی کیا ہے اور بعض نے کئی دیگر کالجز میں تعلیم حاصل کرنا بہتر سمجھ کر اس میں داخلہ لے لیا ہے۔

۳ سعودی عرب کے سبھی شہر اچھے ہیں اگرچہ پہلے مکہ مکرمہ پھر مدینہ طیبہ اور ان کے بعد الریاض میرے پسندیدہ شہر ہیں۔

۴ تعلیم نسواں کی میرے نزدیک کوئی حد نہیں، وہ چاہیں تو اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر لیں تاکہ خود استفادہ کریں اور دوسروں کو فائدہ پہنچائیں۔ (یاد رہے کہ سعودی عرب میں تعلیم نسواں کا بالکل صاف ستھرا اور غیر مخلوط نظام رائج ہے جو عموماً دیگر ممالک میں میسر نہیں ہے لہذا شیخ کے اس اطلاق کو اسی تناظر میں لیا جائے)۔

۵ مجھے شعر و شاعری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

۶ ممکن ہے کہ کوئی ایسے فتاویٰ ہوں جنہیں صادر کرنے کے بعد مجھے ان سے رجوع کی ضرورت محسوس ہوئی ہو اور میں نے رجوع کیا ہو لیکن ایسا کوئی فتویٰ میرے ذہن میں نہیں ہے۔

۷ میں پچاس یا ساٹھ سال سے فتویٰ صادر کر رہا ہوں پہلا فتویٰ کونسا تھا مجھے یاد نہیں۔

۸ کمپیوٹر کا استعمال بہر حال ایک مفید امر ہے لہذا (دیگر اداروں کے علاوہ) کورٹ کچھری میں بھی اس کے استعمال سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ حقوق کی تحریریں دینا بھی کافی ہے۔

۹ اگر کوئی شخص اپنا موقف اور دلائل صحیح طور پر پیش کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ اپنے سے بہتر اور قوی شخص کو اپنا وکیل و مختار بنا سکتا ہے۔

۱۰ میں نے تو 27 برس کی عمر میں منصبِ قضاء کو سنبھالا جبکہ مجھ سے پہلے لوگوں میں سے کئی مجھ سے بھی کم سنی میں اس منصب پر رونق افروز ہوئے تھے۔

۱۱ میں اپنے فتاویٰ کی بنیاد کتاب و سنت پر رکھتا ہوں نہ کہ فقہاء حنابلہ یا کسی دوسرے کی تقلید پر، میں متعصب نہیں ہوں لیکن اگر کوئی پھر بھی مجھے تعصب کا طعنہ دیتا ہے تو تعجب نہیں کیونکہ انبیاء اور سلف صالحین امت بھی تو مطعون کیے گئے تھے۔

۱۲ تنازع فیہ معاملہ کو اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد قرآن کی طرف لوٹانا ہے اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانے سے مراد زندگی میں آپ ﷺ کی طرف اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی سنت کی طرف لوٹانا مراد ہے۔ علم اور فتویٰ صرف قرآن و حدیث کی رو سے ہی دینا چاہیے اور یہی اصل علم ہے۔^۱

۱۳ میں کتب علم اور کتب فقہ کا مطالعہ کرتا اور ان سے استفادہ کرتا ہوں، خصوصاً کتب فقہ مقارن (کتب الخلاف) کا مطالعہ کرتا ہوں جو کہ دلائل کی حیثیت بیان کرتی ہیں اور کتاب و سنت کے دلائل کے ساتھ مختلف اقوال میں سے راجح کا تعین کرتی ہیں۔

۱۴ عملی مسائل میں فتویٰ میں ہم فتویٰ کی دائمی کمیٹی کے ممبروں کے ساتھ مشورہ کرتے ہیں اور پھر بالاتفاق اور کبھی کثرت رائے سے اور کبھی صرف میری طرف سے فتویٰ جاری ہوتا ہے۔

۱۵ اگر کبھی کسی نئی ایجاد شدہ چیز یا طبی مسئلہ کے جواز و عدم جواز کے بارے میں استفتاء ہو تو اس کے بارے میں بھی نہ صرف اعضاء فتویٰ کمیٹی باہم مشورہ سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے بارے میں ہم اس چیز سے متعلقہ اہل تجربہ سے بھی رابطہ کر کے استفادہ کرتے ہیں۔

۱ یہی بات شیخ راشد بن عثمان الزهرانی نے بھی ذکر کی ہے، کیسٹ: الإمام ابن باز

۱۶) انسانی اعضاء کی چوند کاری کی مصلحت کے پیش نظر بعض اہل علم نے اجازت دی ہے کیونکہ فوت ہونے والا تو دفن ہونے کے چند دن بعد ہی مٹی ہو جائے گا جبکہ بعض دیگر اہل علم حدیث رسول ﷺ:

«كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكْسْرِهٖ حَيًّا»

”میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا ہے۔“

کی رو سے اس معاملہ میں جواز و عدم جواز کی بجائے توقف سے کام لیتے ہیں اور میں توقف کرنے والوں میں سے ہوں۔

۱۷) تحریک ”اخوان المسلمین“ (عربوں کی جماعت اسلامی) پر بعض خاص اہل علم نے بھی تنقید کی ہے کیونکہ وہ صحیح عقیدہ توحید کو اختیار کرنے اور شرک و بدعات سے اجتناب کرنے کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے معاملہ میں بہت پیچھے ہیں۔ سنت رسول اور حدیث نبوی پر بھی وہ صحیح طور پر توجہ نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ بھی بعض اہل علم ان پر کئی طرح کے اعتراضات کرتے ہیں البتہ خود میں نے ان کی حتیٰ کہ خاص شیخ حسن البنا رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا بھی مطالعہ نہیں کیا۔^۱

② انٹرویو جریدہ ”عکاظ“ سے ماخوذ کچھ جھلکیاں:

① دنیا اس وقت ہر طبقہ میں جدید طرز پر دعوت و ارشاد کی ضرورت مند ہے اور ہر جگہ حکمت و دانائی اور بہترین اسلوب سے دعوت و تبلیغ کی ضرورت ہے اور یہ تبلیغ ایک فریضہ ہے۔

② اس وقت امت اسلامیہ کے لیے سب سے زیادہ خطرناک استعماری حملہ کفار کی ثقافتی یلغار ہے۔

① ملخصاً از انٹرویو مجلة المجلة، بحوالہ الإنجاز (ص: ۶۳۷-۶۳۸)

- ③ عالم اسلام کی ہر طرح ترقی کا راز اور واحد ذریعہ شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ ہے۔
- ④ تصنیف و تالیف کے علاوہ ریڈیو، ٹی۔ وی اور صحافت بھی دعوت و تبلیغ کے انتہائی اہم ذرائع ہیں۔
- ⑤ مغربی ممالک و عادات کا گرویدہ ہونا اور ان کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنا ان کی یلغار اور ان کے خطرناک اسالیب میں سے ایک اسلوب ہے۔
- ⑥ مخرب اخلاق نعروں اور مخرب دین تحریکوں کا مقابلہ کرنا تمام علماء دین اور مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔
- ⑦ کامیاب داعی وہ ہے جو کتاب و سنت کے دلائل کا حامل، دوسروں کی اذیت پر صبر کی دولت سے مالا مال اور دعوت و تبلیغ کے لیے ہر ممکن طریقہ سے کوشاں رہنے کے اوصاف سے مزین ہو۔^①
- ⑧ انٹرویو مجلہ ”الحرس الوطنی“ سے چند جھلکیاں:

- ① دعاة و مبلغین پر واجب ہے کہ وہ توحیدِ الہی، اللہ کی اطاعت اور اتباع رسول ﷺ کی طرف دعوت دیں اور تمام گناہوں سے اجتناب کی تاکید کریں۔
- ② تمام مسلمانوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ کتبِ تفسیر میں سے تفسیر ابن جریر الطبری، تفسیر ابن کثیر اور تفسیر بغوی، اور کتبِ عقیدہ میں سے: کتاب التوحید، ثلاثة الأصول، کشف الشبهات للشیخ محمد بن عبد الوہاب، العقیدة الواسطیة للشیخ الإسلام ابن تیمیة و لمعة الاعتقاد لابن قدامة و شرح العقیدة الطحاویہ لابن أبي العز۔
- اور کتبِ حدیث میں سے: شرح أربعین امام نووی از امام ابن رجب، عمدة الأحكام للشیخ عبد الغنی المقدسی اور بلوغ المرام

للحافظ ابن حجر العسقلانی۔ اور اصول حدیث کی کتابوں میں سے: نخبة
الفکر و شرحہ نزہة النظر للشیخ ابن حجر عسقلانی اور روضة
الناظر لابن قدامہ۔ اور کتب فقہ میں سے: عمدة الفقه ابن قدامة، زاد
المستقنع للحجاوی اور دلیل الطالب کو زیر مطالعہ رکھیں۔

③ دیندار نوجوانوں کو اصولی (اصول پرست) اور رجعت پسند وغیرہ کے ناموں
سے موسوم کرنا دراصل مغرب و مشرق کے عیسائیوں، یہودیوں اور کیمونسٹوں کی
شرارت ہے جس کے ذریعے وہ دعوت اور دعا کو بدنام کرنے کے درپے ہیں۔

④ اخوان المسلمین (عربوں کی جماعت اسلامی) اور انصار السنۃ وغیرہ کسی بھی
جماعت کے منہج اور کسی معین مذہب کا ہر چیز میں التزام نہیں کرنا چاہیے بلکہ
صرف حق کا التزام کرنا چاہیے وہ چاہے کسی بھی جماعت اور مذہب کے ساتھ
ہو۔ يَدُوْرُ مَعَ الْحَقِّ حَيْثُ دَارَ. ”حق کا ساتھ دیں وہ جہاں بھی ہو۔“

⑤ کسی اسلامی ملک میں وارد ہونے والے سیاحوں اور زائرین پر زیادتی کرنا
ہرگز جائز نہیں البتہ حکومت ان لوگوں کو ایسے امور کے علی الاعلان ارتکاب
سے منع کرے جن کا اظہار جائز نہیں۔

عوام الناس ان سے کسی ایسی چیز کو دیکھیں تو ان کے خلاف حکومت کو مطلع
کریں، خود قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔

⑥ دعوت و تبلیغ فرض کفایہ ہے۔^①

④ انٹرویو جریدہ ”المسلمون“ سے چند جھلکیاں:

① اگر مسلمانوں کا ولی امر (حاکم) اس میں مصلحت دیکھے تو دشمنوں (یہود و
نصاریٰ اور مشرکین) کے ساتھ معاہدہ صلح کرنا جائز ہے، وہ مطلق ہو یا کچھ

عرصہ کے لیے جیسا کہ قرآن کی آیت:

﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ [الأنفال: ۶۱]

”اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی صلح کی طرف جھک جائیں۔“

اور نبی کریم ﷺ کے مشرکین اہل مکہ سے دس سال کے لیے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ صلح کرنے اور کئی قبائل سے مطلق معاہدوں سے پتہ چلتا ہے۔ تفصیلات علامہ ابن القیم کی کتاب ”أحكام أهل الذمة“ ان کے شیخ امام ابن تیمیہ اور دیگر اہل علم کی کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

❖ مسلمان حکام و امراء کے خلاف بغاوت کا انداز اپنا کر ملک میں فتنہ و فساد

اور خوف و ہراس پیدا کرنا جائز نہیں۔ اگر کہیں کچھ منکرات کا ظہور ہو تو اولیاء

امور کو حکمت کے ساتھ وعظ و نصیحت کرنا، خیر کے کاموں میں ان کا تعاون

کرنا اور ان کے لیے دعائِ خیر کرنا چاہیے تاکہ شرکی جڑیں کٹیں اور خیر عام ہو۔

❖ یہود و ہنود وغیرہ سے معاہدہ صلح کا معنی یہ نہیں کہ معاہدہ صلح کے بعد

مسلمانوں پر لازم ہو جائے گا کہ وہ ان کے ساتھ دلی محبت و موادت اور

موالات کا رشتہ بھی قائم کریں، بلکہ یہ معاہدہ تو طرفین کے مابین صرف امن

و امان اور معاملات تجارت و سفارت وغیرہ کے لیے ہوگا۔

❖ غاصب کے ساتھ معاہدہ صلح کا معنی یہ ہرگز نہیں ہے کہ جو اس نے غصب کیا

ہے وہ اس کی مستقل ملکیت بن جائے گا، یہ تو محض ایک محدود عرصہ کے

لیے ملکیت شمار ہوگا اور جیسے ہی معاہدہ ختم ہوا اور مسلمانوں کو اتنی قوت

حاصل ہوئی کہ وہ غاصب سے اپنی مغضوب زمین واپس لے سکیں وہ واپس

لے لیں گے۔ یہود و نصاریٰ اور مجوس کے سلسلہ میں یہی حکم ہے۔

❖ تحریک آزادی فلسطین اور یہودیوں کے مابین صلح سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا

کہ تمام اسلامی ممالک یہودیوں سے بائیکاٹ ختم کر دیں بلکہ ہر ملک اپنے ملک کی مصلحت و حساب سے چل سکتا ہے۔^①

⑤ انٹرویو از معروف صحافی محمد وعیل:

- یہ طویل انٹرویو انٹرنیٹ کے پانچ صفحات پر مشتمل ہے جس میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے:
- ① میں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز حراج ابن قاسم (الریاض کا کئی میلوں پر محیط معروف نیلام گھر) میں بحیثیت سیلز مین کیا۔
 - ② میرا بھائی محمد میرے ساتھ ہوتا تھا اور ہم ہشتیں (عبائیں) اور دوسرے ملبوسات بیچتے تھے۔
 - ③ اس کے بعد پھر علمی و عملی زندگی کا آغاز ہوا۔

میری عمر بھی آپ کو لگ جائے:

- ① شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مشیر خاص ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۰۶ھ میں چین کا پہلا سرکاری وفد حج پر آیا جو سات ممبران پر مشتمل تھا جن کا رئیس جامع ازہر (مصر) کا فاضل شخص تھا، شیخ اور دیگر حاضرین سے علیک سلیک کے بعد مجھے رئیس وفد نے پوچھا کہ شیخ ابن باز کون ہیں؟ میں نے کہا: وہ ہیں جن کو ابھی آپ سلام کر کے آئے ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی کہ وہ یقین نہیں کر رہے تھے۔ اور کہنے لگے کہ زندگی میں ایک تمنا ہے کہ شیخ ابن باز کو دیکھ لوں لہذا صحیح بتائیے کہ وہ کون ہیں؟ بار بار کی تاکید کے بعد انھیں یقین آیا، اتنے میں میں نے شیخ کو ان کی خواہش بتائی تو شیخ نے انھیں بلایا اور گلے سے لگایا جس پر وہ زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم چین میں

① جریدہ "المسلمون" شمارہ بابت جمعہ بتاریخ ۲۱/رجب ۱۴۱۵ھ و ۱۹/شعبان ۱۴۱۵ھ،

آپ کے بارے میں سنا کرتے تھے کہ آپ دنیا کے مسلمانوں کے غم خوار، امید کی کرن، ان کا دفاع کرنے والے اور نجات دلانے والے ہیں۔ پھر وفد کے ایک شخص نے کہا: شیخ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ میری کل عمر میں سے دس سال آپ کو دے دے، یہ سن کر ان کے رئیس نے پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا اور شیخ سے لپٹنا شروع کر دیا۔^①

❑ شیخ صالح بن راشد لکھتے ہیں کہ شیخ سعد البریک نے ایک ثقہ شیخ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ روس کے حجاج میں سے ایک شخص منیٰ میں شیخ کی اقامت گاہ میں داخل ہوا اور شیخ کو دیکھ کر پوچھا: کیا آپ ہی شیخ عبدالعزیز ابن باز ہیں؟ شیخ نے انتہائی تواضع سے کہا: ہاں میں ہی عبدالعزیز بن باز ہوں۔ اس شخص نے شیخ کو سلام کیا، گلے لگایا، سر چوما اور کہا: اللہ کی قسم! میں دعائیں مانگا کرتا تھا کہ اللہ اس وقت تک مجھے موت نہ دے جب تک کہ میں آپ کو دیکھ نہ لوں۔^②

مرض الموت اور آخری ایام:

شیخ رحمہ اللہ حسب عادت سعودی عرب کے موسم گرما کے دار الخلافہ طائف میں اپنے فرائض منصبی اور روزانہ کے معمولات کی ادائیگی میں مصروف تھے کہ بیمار ہو گئے۔ انھیں علاج معالجہ کے لیے ملک سے باہر لیجانے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ اس پر راضی نہ ہوئے۔ آخر شاہی حکم نیز اعلیٰ پیمانے کا ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دیا گیا جو ان کے علاج پر مامور ہوا۔

علامہ رحمہ اللہ کے گھر کی ضروریات اور دیگر امور کی دیکھ رکھ کرنے پر مامور یا

① مواقف مضيئة من حياة الإمام ابن باز (ص: ۸-۹) تالیف حمود بن عبد اللہ بن مطر، نیز کیسٹ: وانظفا السراج.

② الإيجاز في سيرة و مؤلفات ابن باز (ص: ۴۷) مواقف مضيئة (ص: ۱۲-۱۳)

ہاؤس مینجر حسین اسماعیل الدربخانی کہتے ہیں:

”شیخ رحمہ اللہ ہر سال حج و عمرہ کی سعادت سے شرف یاب ہوا کرتے تھے، صحت کی خرابی کی وجہ سے اور ڈاکٹروں کے سفرِ حج سے منع کر دینے کی بنا پر وفات سے قبل آنے والے حج ۱۴۱۹ھ پر نہ جاسکے جس سے زندگی کے آخری ایام میں بڑے غمگین رہتے تھے۔ بے شمار لوگ بھی اس سال ایامِ حج میں ان کے نہ ہونے پر پریشان تھے۔ بالآخر موسمِ حج کے ختم ہوتے ہی اصرار کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور دس دن وہاں رہے اور وہیں مرض میں اضافہ ہو گیا۔ وہاں سے انھیں الہدا ہسپتال طائف لے جایا گیا، وہاں چند دن زیرِ علاج رہے اور کافی حد تک صحت یاب ہو کر دوبارہ اپنے معمولات کے لیے چل پڑے مگر مرض کے آثار باقی تھے بلکہ کچھ عرصہ سے بھوک لگنا بہت کم ہو گیا تھا۔ اور یہ سلسلہ کوئی دو ماہ تک جاری رہا تھا۔“

شیخ کے مشیر خاص شیخ عبدالعزیز بن ناصر ابن باز کہتے ہیں:

”بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب ۲۷/۱/۱۴۲۰ھ آپ حسبِ معمول مصروفِ عمل تھے۔ اسی شب کے شروع میں آپ پر کتنے ہی ضروری امور اور کیس پیش کیے گئے جنہیں آپ نے پنپایا، ساتھ ہی ساتھ ٹیلیفون پر لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیتے رہے، پھر آپ گھر میں چلے گئے اور کھانا کھایا، اپنے بچوں میں بیٹھے اور اس رات جو سب سے آخری فتویٰ صادر فرمایا وہ طلاق کے معاملہ میں تھا جو کسی کورٹ سے کسی قاضی کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔“^①

① ملحق جرنیدۃ المدینۃ المنورۃ الأربعاء ۴/۲/۱۴۲۰ھ، کتاب الشیخ ابن باز

شیخ کے فتاویٰ کے مرتب و جامع ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر کہتے ہیں:

”شیخ کو بظاہر کوئی خاص تکلیف نہیں تھی، نقاہت تھی جس کی وجہ سے مسجد الحلوانی میں نماز باجماعت میں شریک نہیں ہو پارہے تھے۔ نقاہت و کمزوری کے باوجود حافظہ اور عقل و دماغ بالکل صحیح کام کر رہے تھے۔ اس رات اچانک دل کا دورہ پڑا اور دنیائے عالم میں اندھیرا چھا گیا۔“^①

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ عبدالرحمن بن باز کہتے ہیں:

”رات گزری اور سحری کے وقت ساڑھے چار بجے آپ پر مرض کا شدید حملہ ہوا، آپ کو فوراً شاہ فہد ہسپتال طائف میں لیجایا جا رہا تھا کہ راستے میں ہی درحقیقت اپنے خالق کے حکم پر لبیک کہہ گئے۔ ہسپتال والوں نے خصوصی نگہداشت کے وارڈ میں داخل کیا مگر فجر کے وقت پانچ بجے آخری سانسیں بھی ٹوٹ گئیں۔“^②

شیخ کے دوسرے صاحبزادے شیخ احمد بن عبدالعزیز بن باز عظیم باپ کی زندگی کے آخری لمحات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”رات کا کھانا کھایا، گھر والوں سے ملے، دو گھنٹے کے لیے سو گئے، رات ڈیڑھ بجے دیکھا تو جانماز پر بیٹھے پایا، شیخ تہجد کے بڑے پابند تھے۔ مجھے سو جانے کی ہدایت کی اور پھر لیٹ گئے۔ رات تقریباً ساڑھے تین بجے والدہ نے دیکھا کہ آپ مسکرارہے ہیں لیکن بلانے پر جواب نہیں دیا تو انہوں نے مجھے بلایا، دیکھا کہ سانسیں غیر طبعی

① جریۃ الاقتصادیۃ، جمعہ ۱۴ / مئی ۱۹۹۹ء (شمارہ: ۲۰۶۰) الشیخ ابن باز،

(ص: ۱۹ - ۲۰) روزنامہ عکاظ جمعہ ۲۸ / محرم ۱۴۲۰ھ

② الشیخ ابن باز (ص: ۲۰) جریۃ الشرق الأوسط (شمارہ: ۷۴۷۲۰) جریۃ

الریاض ہفتہ ۲۹ / ۱ / ۱۴۲۰ھ (شمارہ: ۱۱۲۸۲)

طریقے سے چل رہی ہیں، ڈاکٹر کو بلوایا، ہسپتال لے گئے۔ مصنوعی طریقے سے سانسیں جاری رکھنے کی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ کا حکم نافذ ہو چکا تھا اور اسی رات آپ وفات پا گئے۔^①

خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کا تعزیتی پیغام:

سعودی وزراء کے کیمینٹ کے اجلاس مؤرخہ ۲ صفر ۱۴۲۰ھ کے صدارتی خطاب میں شاہ فہد نے ساحتہ الشیخ رحمہ اللہ کا بطور خاص تذکرہ کیا اور فرمایا:

”ساحتہ الشیخ عبدالعزیز بن باز جنہوں نے اپنی زندگی علم کی نشر و اشاعت، دین اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر رکھی تھی، ان کی وفات حسرت آیات اس امت اسلامیہ کے ان تمام افراد کے لیے ایک ”ناقابل تلافی نقصان“ ہے جو ان کے علم و فضل سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ وہ بے شمار صفات حمیدہ کے مالک تھے، انہوں نے اپنی تمام تر عمدہ صلاحیتیں اور محنتیں علم کے میدان میں صرف کر دیں، اسلام، اسلامی دعوت و تبلیغ اور شرعی علوم کی نشر و اشاعت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ انہیں اپنی وسیع رحمتوں کی آغوش میں ڈھانپ لے اور انہیں جنت مقام کرے۔“^②

خادم الحرمین الشریفین

شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود

www.KitaboSunnat.com

① ہفت روزہ الدعوة ۱۲ صفر ۱۴۲۰ھ، ۲۲ مئی ۱۹۹۹ء ماہنامہ محدث بنارس (جلد: ۱، شمارہ:

۱۰) جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ، اکتوبر ۱۹۹۹ء)

② إمام العصر للزهراني (ص: ۱ و ۱۶۷، ۱۶۸)

شاہی دیوان کا اعلانِ وفات و تعزیت

بروز جمعرات بمطابق ۲۷/ محرم ۱۴۲۰ھ کو سعودی عرب کے مفتی اعظم، کبار علماء بورڈ کے صدر بحوثِ علمیہ و افتاء کے اداروں کے سربراہ اور رابطہ عالم اسلامی کی تاسیسی کمیٹی کے رئیس سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ۸۹ سال سے زیادہ کی عمر گزار کر ایک بیماری کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ حرمِ مکی میں نمازِ جمعہ کے بعد ادا کی جائے گی، خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد نے فرمایا ہے کہ ان کی غائبانہ نماز جنازہ مسجدِ نبوی مدینہ منورہ اور سارے سعودی عرب کی تمام جامع مساجد میں نماز جمعہ کے بعد ادا کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

سماحۃ الشیخ کی وفات سے مسلمان ایک عظیم خسارہ میں مبتلا ہو گئے ہیں، وہ ان کے جانے سے ایک ایسے عالمِ جلیل کو کھو بیٹھے ہیں جس نے اپنی پوری زندگی کو علم و اسلام اور ساری دنیا کے تمام ممالک کے مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

خادم الحرمین الشریفین، ان کے ولی عہدِ امین اور ان کے نائب ثانی جہاں فقیدِ امت کے خاندان، پورے سعودی عوام اور پورے عالمِ اسلامی کے ساتھ اظہارِ تعزیت کرتے ہیں وہیں اللہ جل و علا سے دعا گو ہیں کہ وہ انھیں کروٹ کروٹ رحمتوں سے نوازے، ان کی مغفرت فرمائے، انھیں جنتِ مقام بنائے اور شہداء کی منزل عطا کرے، وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اللہ کی قضاء و قدر پر ہر قسم کی تعریف اسی کے لیے ہے۔ ^① اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

① جریده المدینة (نمبر: ۲۸ محرم ۱۴۲۰ھ) الشیخ ابن باز للندوة العالمیة ←

سفرِ آخرت کا آنکھوں دیکھا حال:

ڈاکٹر ناصر زہرانی کہتے ہیں:

”بروز جمعرات ۲۷/ محرم ۱۴۲۰ھ نمازِ فجر سے قبل طائف شہر میں آپ نے وفات پائی۔ وہاں سے آپ کی میت جمعہ کی صبح کو ان کے گھر مکہ مکرمہ لے جائی گئی جہاں انھیں غسل اور کفن دیا گیا، غسل و تکفین کے بعد جنازہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) لے جایا گیا، جہاں سعودیہ کے کونے کونے بلکہ دنیا کے ملک ملک سے لوگ جمعہ و جنازہ پڑھنے کے لیے جمع تھے۔“

جریدۃ المدینہ اور صاحب ”امام العصر“ لکھتے ہیں:

”خطبہ جمعہ میں امام و خطیب حرمِ معالیٰ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: آج امتِ اسلامیہ ایک عظیم حادثہ فاجعہ سے دوچار ہو گئی ہے اور وہ حادثہ، عالمِ امت اور دورِ حاضر کے امامِ اہل سنت علامہ زمان، فقیہِ دوراں، بطلِ جلیل و مجاہدِ عظیم ساحتہ العلامۃ الجلیل عبدالعزیز بن باز کی وفات کا حادثہ ہے۔“

یہ کلمات سنتے ہی لوگوں کی چیخیں نکلنے لگیں، کئی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ نماز مکمل ہوئی سلام پھرنے کے بعد مؤذن نے پکار کر کہا:

”الصَّلَاةُ عَلٰی سَمَاحَةِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ بَازٍ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ“

”اب ساحتہ الشیخ عبدالعزیز بن باز کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔“

اس وقت جنازہ کے لیے قریب ہونے اور جنازے کو کنہا دینے کی تمنا پورا ہونے کی امید پر لوگوں میں عجیب کھلبلی تھی کہ قلم وہ نقشہ کھینچنے سے قاصر ہے۔

کم و بیش دو بلین (۲۰ لاکھ) لوگ تھے جنہیں سینکڑوں فوجی دستے کنٹرول کر رہے تھے، حرم شریف کے دروازے سے گاڑی ریٹگنے لگی، مسجد حرام سے لیکر تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ تک لوگوں کا یہی عالم تھا، پھر کچھ ازدحام کم ہونا شروع ہوا اور میت والی گاڑی نے مقبرۃ العدل کی طرف کچھ چلنا شروع کیا، جو کہ مسجد حرام سے چار یا پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، لوگ قبرستان (مقبرۃ العدل) کی طرف اس انداز سے بڑھے چلے آ رہے تھے کہ میں نے مناسک حج کے لیے مشاعرِ مقدسہ منیٰ و عرفات اور مزدلفہ کی طرف جانے والوں کے علاوہ کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا۔

میت والی گاڑی میں میرے علاوہ شیخ رحمہ اللہ کا صاحبزادہ شیخ احمد بن باز آنسوؤں میں نہایا ہوا تھا۔ شیخ کے مرافق خاص اور ان کی ذاتی لائبریری کے انچارج شیخ صلاح عثمان سوڈانی تھے، جن کی حالت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ طائف میں جب انہوں نے شیخ کی وفات کی خبر سنی تو وہ غش کھا کر گر گئے حتیٰ کہ انہیں طائف کے الہدٰ ہسپتال کے خصوصی نگہداشت کے شعبہ میں داخل کروانا پڑا۔ اب بھی ان کی عجیب حالت تھی۔ جنازے والی گاڑی کا ڈرائیور محمد سیلانی تھا جو کہ ملازم تھا نہ مرافق، نہ تنخواہ نہ وظیفہ لیکن مکہ و طائف میں شیخ کا اور اس کا اتنا ساتھ کہ شاید و باید۔

قبرستان پہنچنے پر گاڑی کا دروازہ کھولنے والے صوبہ مکہ مکرمہ کے گورنر پرنس ماجد بن عبد العزیز آل سعود تھے اور ان کی معیت میں نائب گورنر پرنس سعود بن عبد المحسن اور پرنس متعب بن عبد العزیز آل سعود بھی تھے۔

تدفین کے بعد ساحتہ الشیخ کے صاحبزادے پرنس ماجد کے ساتھ شاہی محل میں چلے گئے جہاں کنگ فہد نے انہیں دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا۔ شاہ فہد نے شیخ کے صاحبزادوں کا اپنے محل میں استقبال کیا اور ان سے امت اسلامیہ کے عظیم سپوت اور ان کے عظیم والد کی وفات پر تعزیت کی۔

ادھر شیخ کے گھر (مکہ مکرمہ) میں تعزیت کے لیے آنے والی خلق کا جم غفیر دیدنی تھا۔ ہر طبقے، ہر نسل، ہر رنگ، ہر زبان، ہر علاقے اور تقریباً ہر ملک کے لوگ جمع تھے، شہزادے، وزراء، علماء، طلبہ، سرداران قبائل، فقراء و مساکین، کالے گورے، عرب و عجم اور چھوٹے بڑے لا تعداد لوگ جمع تھے، دوسرے دن طائف میں شیخ کے گھر تعزیت تھی اور تیسرے دن الریاض میں ان کے گھر تعزیت کے لیے لوگ جمع ہوئے۔^①

بقول شیخ عبدالرحمن بن باز والشیخ عبدالعزیز صالح العسکر:

شیخ کی خبر وفات تو جمعرات کی نماز فجر سے شروع ہوئی اور ٹیلیفون کے ذریعے جنگل میں آگ کی طرح سعودیہ میں ہی نہیں دنیا بھر میں پھیل گئی لیکن دوپہر تین بجے شاہی محل سے شاہی بیان جاری ہوا جس میں شیخ کی وفات کا باقاعدہ اعلان کیا گیا اور بتایا گیا کہ کل نماز جمعہ کے بعد حرم کی میں جنازہ ہوگا۔

فقید الامت کے جنازہ کے دو ملین سے زیادہ شرکاء میں سے خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود اور سعودی عرب کے ولی عہد پرنس (موجودہ حاکم خادم الحرمین الشریفین) شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کے علاوہ بے شمار علماء اور شہزادے بھی شامل تھے۔

شیخ کے صاحبزادے عبدالرحمن بن باز کے بقول انھیں غسل دینے والے کئی علماء تھے جن میں سے شیخ عبدالرحمن الغیث، شیخ عبداللہ الحمد اور شیخ یوسف الحارثی بھی تھے۔ غسل و تکفین اور جنازہ کے بعد انھیں مقبرۃ العدل میں سپرد خاک کیا گیا۔

یہ مقبرۃ العدل مکہ مکرمہ کا وہ قبرستان ہے جس میں پہلے معروف قاری و امام حرم شیخ عبداللہ الخلیفی، امام حرم شیخ عبداللہ الخیاط، رئیس شہوون الحرمین الشریفین و رئیس

① مختصر آاز امام العصر للزهرانی (ص: ۲۴۵ - ۲۵۸) جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۷۴)

مجلس القضاء الاعلیٰ شیخ عبد اللہ بن حمید، معروف عالم شیخ حافظ الحکمی اور شیخ صالح العراقی دفن ہوئے ہیں اور سماحۃ الشیخ کی قبر کے ساتھ ہی اسی مقبرہ میں معروف مصری عالم شیخ علی الطنطاوی (متوفی ۱۴۲۰/۳/۲۷ھ) کو بھی دفن کیا گیا ہے۔^① رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

مختلف ممالک کے علماء اور امراء وزراء کے تعزیتی بیانات اور غائبانہ نماز جنازہ:

پورے عالم خصوصاً عالمِ دہلی کے تمام لیڈروں، امراء و وزراء، علماء اور دعوتی و تبلیغی اداروں کی طرف سے اور بین الاقوامی نیوز ایجنسیوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں کی طرف سے اور روزنامہ ہفت وار اور ماہنامہ جرائد و مجلات اور اخبارات میں شیخ کے بارے میں بہت کچھ کہا، لکھا اور پیش کیا گیا ہے۔ شاہ فہد، پرنس عبد اللہ ولی عہد (موجودہ حاکم) اور پرنس سلطان نائب ثانی و وزیر دفاع (موجودہ ولی عہد و نائب حاکم) کا بیان ذکر ہو چکا ہے۔ اب ہم یہاں سعودی عرب کے علاوہ دیگر ممالک کے جرائد و مجلات کے حوالے سے کچھ اہل علم اور حکام و امراء و وزراء کے بیانات کی طرف مختصر اشارات پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

① کویت:

کویت کی مختلف جامع مساجد میں نماز جمعہ کے بعد ان کا جنازہ غائبانہ ادا کیا گیا اور خطباء نے شیخ کی دینی ورفاہی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ کیا۔ کویت کی مساجد کے علاوہ وہاں کے جرائد و مجلات کی اخباری رپورٹوں اور اخبارات کے پہلے صفحات کی شہ سرخیوں میں شیخ کی وفات و خدمات کا تذکرہ ہوا۔

① کویت کے امیر اور ولی عہد نے خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد، ان کے ولی عہد امیر عبد اللہ (موجودہ حاکم) اور خاندان ابن باز کے نام تعزیتی برقیے

① من أعلامنا للعسکر (ص: ۶۲) کتاب الشیخ ابن باز لدعوة الشباب، جريدة الشرق الاوسط

(شماره: ۷۴۷۲) جريدة الرياض هفته ۲۹ / ۱ / ۱۴۲۰ھ (شماره: ۱۱۲۸۲)

ارسال کیے۔ اور عبد الحمید المپطوع (ممبر مجلس المنطقہ الشرقیہ) نے طویل تعزیتی پیغام میں شیخ کی خدمات کو سراہا۔^①

② روزنامہ ”الرأی العام“ نے تو شیخ کی وفات کو ”پوری دنیا کے مسلمانوں کا نقصان“ قرار دیا کیونکہ وہ تمام مسلمانوں کے لیے مرجع و آماجگاہ تھے۔

③ جمعیت الاصلاح کے رئیس عبد اللہ المپطوع نے کہا کہ شیخ کی وفات سے عالم اسلام ایک ایسے صاحب علم سے محروم ہو گیا ہے جس نے اپنے آپ کو علم و فتویٰ اور دوسروں کی خیر خواہی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔^②

④ کویت کے وزیر امور اسلامیہ احمد الکلیب نے سعودی روزنامہ الریاض سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سماحة الشیخ کی سب سے قیمتی وراثت ان کے فتوے ہیں۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پر ہونا بظاہر ناممکن لگتا ہے۔ انھوں نے شاہ فہد، مرحوم کے خاندان اور پوری امت اسلامیہ سے تعزیت کی۔^③

② مصر:

① دنیا کی معروف و قدیم مصری یونیورسٹی کے سربراہ شیخ لآ زہر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی نے خطبہ جمعہ میں شیخ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ الحاد کے راستے میں ایک ”ناقابل تسخیر دیوار“ تھے اور انھیں ”مجددین دین“ میں سے قرار دیا۔ نماز جمعہ کے بعد شیخ لآ زہر نے ان کی غائبانہ جنازہ کی امامت بھی کروائی۔

② اسی طرح قاہرہ کی دوسری اہم مسجد امام حسین کے امام و خطیب شیخ احمد

① إمام العصر (ص: ۴۸۳ - ۴۸۵)

② جريدة الشرق الأوسط، اتوار ۱۶ / ۵ / ۱۹۹۹ء (شماره: ۷۴۷۴) الشیخ ابن باز

للندوة (ص: ۳۱) إمام العصر (ص: ۴۸۳ - ۴۸۴)

③ جريدة الرياض اتوار یکم صفر ۱۴۲۰ھ (شماره: ۱۱۲۸۳)

فرحات نے بھی ممدوح کی خدمات کا تذکرہ کیا۔^①

③ الاخوان المسلمون کے مرشد عمومی (صدر) شیخ مصطفیٰ مشہور نے ”المجتمع“ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سماحۃ الشیخ نے کلمہ حق کہنے، سنتِ مطہرہ کا دفاع کرنے اور ملحدین کے شبہات کا رد کرنے میں کبھی کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہیں کیا۔ ان کی وفات صرف سعودی عرب کا نہیں بلکہ کرۃ ارضی کے تمام مسلمانوں کا نقصان ہے۔^②

④ قاہرہ کی مسجد عمرو بن العاص میں بھی شیخ رحمہ اللہ کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

⑤ وزارتِ اوقاف کے سابق وکیل اور مسجد الفتح کے رئیس مجلس الادارہ شیخ منصور الرفاعی نے شیخ کی خدمات پر مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا اور ان کی خدماتِ جلیلہ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔^③

③ اردن:

① اردن کی بکثرت مساجد میں مرحوم کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

② ڈاکٹر عبد اللطیف عربیات (سابق چیئرمین قومی اسمبلی اور حزبِ جمہور العمل

الاسلامی کے سیکرٹری جنرل) نے شیخ کی خدمات کو سراہتے ہوئے جریدۃ

الشرق الاوسط سے کہا کہ وہ بذل و عطاء میں مثلِ اعلیٰ، مفکرینِ اسلام کے قائدین

میں سے اور امت کے منارۃ نور تھے۔ ان جیسے فتویٰ و دعوت اور عملِ اسلامی

کے قائدین کی وفات بلاشبہ پوری امت کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوتا ہے۔^④

① الشرق الأوسط أيضاً، الشیخ ابن باز (ص: ۳۴) إمام العصر (ص: ۴۸۶ - ۴۸۷)

② مجلة المجتمع (شماره: ۱۳۵۰) بابت ۳/ صفر ۱۴۲۰ھ، ۱۸/ مئی ۱۹۹۹ء، امام العصر (ص: ۲۸۸)

③ إمام العصر (ص: ۴۸۷)

④ جریدۃ الشرق الأوسط، التوار ۱۶/ مئی ۱۹۹۹ء (شماره: ۷۳۷۳) الشیخ ابن باز (ص:

۳۶) إمام العصر (ص: ۴۸۸ - ۴۸۹)

4 فلسطین:

- 1 فلسطین کے دعوت و ارشاد سے متعلقہ قائدین نے شیخ کی وفات پر شاہ فہد، سعودی حکومت اور سعودی عوام کے نام تعزیتی ٹیلی گرام ارسال کیے۔
- 2 اس وقت کے وزیر امور اسلامیہ ڈاکٹر عبدالحسن التركي کے نام بھیجے جانے والے برقیہ میں شیخ کے سلفی منہج اور احادیث و آثار کے اتباع کے طریقہ کار کو خوب سراہا گیا۔¹

5 سوڈان:

- سوڈان کے مشہور اخبار ”الخرطوم“ کے چیف ایڈیٹر نے تعزیتی شذرہ لکھا۔ اپنے اور سوڈانی عوام کے رنج و غم کے اظہار کے ساتھ شیخ کو عابد و فقیہ اور باطل افکار و نظریات کے سامنے چٹان قرار دیا اور کہا کہ سلف صالحین کے منہج کو انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کر دیا اور ان کی محنتوں سے اس منہج کے تمام ہونے جانے کی امید کی کہ نہیں صاف نظر آنے لگی تھیں۔²

6 قطر:

- قطر کی یونیورسٹی میں مرکز بحوث السنۃ والسیرۃ کے رئیس اور عالم اسلام کے معروف عالم ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے کہا:
- ”آج امت نے آسمان علم کے ایک روشن ستارے، جزیرہ عرب کے علامہ، علم کے پہاڑ، فقہ کے بحر بے کراں، امام ہدایت، ستون دین

1 جریۃ الجزیرہ، منگل ۳ صفر ۱۴۲۰ھ، ۱۸ مئی ۱۹۹۹ء (شمارہ: ۹۷۲۸) کتاب الشیخ

ابن باز (ص: ۳۹)

2 حوالہ جات سابقہ از جریۃ الجزیرہ و کتاب الشیخ ابن باز.

اور رکنِ امت کو الوداع کیا ہے۔ لوگ ان سے مل کر، فون کر کے، خط و کتابت سے، ان کے ریڈیو پروگراموں سے، ان کے اخباری مضامین و پیغامات سے، ان کے کیسٹوں سے اور ان کی کتب و رسائل اور فتاویٰ کے ذریعے مستفید ہوتے تھے۔“

وہ فتویٰ، بحوثِ اسلامیہ اور دعوت و ارشاد کے رئیس بدرجہٴ وزیر رہے، کبار العلماء کے رئیس تھے، وہ رابطہ عالم اسلامی کی تاسیسی کمیٹی کے صدر تھے۔ مساجد کی عالمی مجلس کے چیئرمین اور فقہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل تھے، وہ مفتی اعظم تھے۔ سالہا سال مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور چانسلر رہے۔ اتنے بڑے بڑے مناصب پر رہے مگر لوگوں سے کبھی نہیں کٹے، پہرے دار اور سکیورٹی بٹھا کر اپنے آپ کو کبھی اس برج و قلعہ یا صومعہ میں بند نہیں کیا بلکہ ان کا دل، گھر، لائبریری ہر چیز ہر حاجت مند مسلمان کے لیے کھلی رہی۔^①

① بحرین:

بحرین کی وزارتِ عدل و امورِ اسلامیہ نے ایک بیان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ شیخ ابن باز کے فقدان سے امتِ اسلامیہ نے ”عالم اسلام کا ایک سنگ میل“ کھو دیا ہے اور وزارت نے اعلان کیا کہ نمازِ جمعہ کے بعد بحرین کی تمام جامع مساجد میں شیخ کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔^②

① الشیخ ابن باز للندوة العالمیہ (ص: ۴۱ - ۴۲) جريدة الشرق، جمعہ ۱۴ مئی ۱۹۹۹ء (شمارہ: ۷۴۷۲)

② الشیخ ابن باز (ص: ۴۳) جريدة البلاد، ہفتہ ۲۹ محرم ۱۴۲۰ھ، ۱۵ مئی ۱۹۹۹ء، جلد ۶۹ (شمارہ: ۱۵۶۹۳۹)

8 پاکستان:

پاکستان سے کئی شخصیات اور اداروں کی طرف سے تعزیت کے تار بھیجے گئے جن میں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ مرحوم صرف سعودی عرب کے ہی مفتی اعظم نہیں تھے بلکہ وہ تو پورے عالم اسلام کے مفتی اعظم تھے۔ جمعیت اہلحدیث اور جماعت اسلامی کے قائدین کے تعزیتی بیانات خاص طور پر سعودی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کیے گئے جن میں شیخ کی دینی و علمی اور اصلاحی و رفاہی خدمات کو خوب سراہا گیا۔¹

9 ہندوستان:

سعودی وزیر امور اسلامیہ و اوقاف اور دعوت و ارشاد ڈاکٹر ترکی کے نام ہندوستان میں کام کرنے والے متعدد دعا و مبلغین کے تعزیتی تار آئے جن میں شیخ رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔²

10 فرانس:

فرانس میں اسلامی جمعیتوں کے اتحاد کے صدر الحاج التہامی ابریز نے روزنامہ الریاض کے نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے حزن و ملال کے اظہار کے ساتھ ساتھ کہا کہ وہ ”علم شریعت میں فرید“ تھے۔ جیسے ہی اخبارات و جرائد اور ریڈیو ٹیلیوژن اسٹیشنوں کے ذریعے ان کی وفات کی خبر ملی ہم نے بھی فرانس میں اتحاد کے تابع مساجد میں نماز جمعہ کے بعد شیخ کی نماز جنازہ کا اعلان کر دیا۔ پیرس کی جامع شاہ عبدالعزیز آل سعود کے امام و خطیب شیخ مختار نے خطبہ جمعہ میں شیخ رحمہ اللہ

1 کتاب الشیخ ابن باز (ص: ۴۵) جریدة الیوم، اتوار ۸ صفر ۱۴۲۰ھ، ۲۳ مئی ۱۹۹۹ء (شمارہ: ۹۴۷۳)

2 کتاب الشیخ ابن باز (ص: ۴۴) جریدة المدینہ، پیر ۲ صفر ۱۴۲۰ھ، (شمارہ: ۱۳۱۷۶)

سے اپنے پرانے اور گہرے مراسم کے حوالہ سے ان کی خدماتِ جلیلہ کو خوب سراہا اور انھیں ”فقید امت“ قرار دیا۔^①

⑪ آسٹریلیا:

آسٹریلیا کی جمعیت الہدایہ الاسلامیہ کے صدر شیخ حسان الوفائی نے اپنے تعزیتی تار میں شیخ کی وفات کو علم و علماء کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔^②

⑫ مالی:

مالی کے ریڈیو قرآن و سنت اور رابطہ الدعاء کے ممبروں نے ڈاکٹر عبد اللہ الترکی کے نام برقیہ و بیان میں شیخ کو صحیح اسلامی دعوت کا قائد و رائد قرار دیا۔^③
خوابیں اور مبشرات:

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل اور بعد بعض نیک و پاکباز اور ثقہ لوگوں نے ایسے خواب دیکھے جن میں سے بعض کی تعبیر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ”سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرتا نمونہ“ بلکہ ”امام اہل سنت“ قرار دیا گیا۔ بعض میں ان کی وفات کا وقت آن پہنچنے کے اشارے ہیں، بعض میں ان کا اللہ کے یہاں صدیقوں میں شمار ہونے اور جنت میں عالی شان محل ملنے کا بشارتیں اور بعض میں شیخ کو وہ اللہ والا بتایا گیا ہے جو ”لَوْ أَقْسَمَ عَلَيَّ اللَّهُ لَأَبْرَهُ“ کا مصداق ہوتے ہیں یعنی ”وہ اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسے سچا کر دے۔“^④

① الشیخ ابن باز (ص: ۳۷) جریدۃ الریاض، اتوار یکم صفر ۱۴۲۰ھ، ۱۶/مئی ۱۹۹۹ء، (شمارہ: ۱۱۲۸۳، جلد: ۳۶)

② الشیخ ابن باز (ص: ۴۷) جریدۃ الیوم، اتوار ۸ صفر ۱۴۲۰ھ، ۲۳/مئی ۱۹۹۹ء، (شمارہ: ۹۴۷۳)

③ الشیخ ابن باز (ص: ۴۶) جریدۃ الیوم، اتوار ۸ صفر ۱۴۲۰ھ، ۲۳/مئی ۱۹۹۹ء، (شمارہ: ۹۴۷۳)

④ گیارہ خواب و مبشرات، تفصیل کے لیے دیکھیے: کتاب الدرر الذہبیہ من عیون ←

شیخ کی عام وصیت کا ایک حصہ:

”میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ دین کا علم و تفقہ حاصل کریں، علم کے حلقوں اور درس میں حاضری دیا کریں اور علماء کرام سے سوال کرتے اور رابطہ رکھا کریں۔“

آگے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے دو حدیثیں بھی ذکر کیں اور پھر کہا:

”علم حاصل کرنا اہم ترین امور میں سے ایک ہے۔“^①

شیخ کی شان میں کہے گئے شعری قصائد کے بارے میں شیخ کا رویہ:

شیخ محمد الحجدوب کی کتاب ”علماء و مفكرون عرفتهم“ سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ ابن باز ایام شباب میں خود بھی بڑے خوبصورت شعر کہا کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک شاعر کا سا بہترین ملکہ تھا اور وہ دوسروں سے شعر سنتے اور حقائق پر مبنی اشعار کہنے والوں کی تعریف بھی کیا کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے تمام تر توجہ علم دین کی طرف مبذول کر دی اور شعر و شاعری ترک کر دی۔^②

دوسرے لوگوں نے خود شیخ ابن باز کے بارے میں بھی قصائد کہے لیکن آپ کی زندگی میں آپ کی شان میں کہے گئے قصائد کی تعداد بہت کم ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی شان میں کہے گئے مرثیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اس کا

← القصص البازية، عبد الرحمن الرحمة (ص: ۹۰-۹۶) نیز کیسٹ: لقاء مع أعيان طلبه العلم في الدلم.

① مجموع فتاویٰ و مقالات (۳/ ۲۸۶)، طبع جمعیت تحفیظ القرآن الکریم) نیز دیکھیے: من أقوال سماحة الشيخ ابن باز في الدعوة تالیف زیاد بن محمد السودان (ص: ۱۱۵-۱۱۶ طبع دار الوطن الرياض ۱۴۱۳ھ)

② بحوالہ الممتاز (ص: ۸۰)

سبب فقط یہ ہے کہ وہ اپنی مدح سرائی، چاپلوسی اور تعریف و ستائش کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ بعض شعراء نے آپ کی مجلس میں آپ کی شان میں اگر قصیدہ کہنا بھی شروع کیا تو بار بار استغفار اور ”لا حول ولا قوة إلا باللہ“ پڑھتے تھے اور پچاس میں سے صرف سات اشعار ہی پڑھے تو اسے روک دیا اور پوچھا کہ کیا تم اسے الدعوة میں شائع کرنا چاہتے ہو؟ اس سے جب ہاں میں جواب ملا تو سختی سے منع کر دیا اور فرمایا کہ اس قصیدہ کو پھاڑ ڈالو۔^①

بعض شعراء نے اپنے قصائد ”الدعوة“ میں شائع کروانے کے لیے کار پردازوں کی سفارشیں بھی کروائیں مگر آپ نے ان قصائد کو شائع کرنے سے منع کر دیا اور بعض شعراء و علماء (ڈاکٹر تقی الدین ہلالی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے قصائد بنارس کے مجلۃ الجامعة السلفیۃ (سابقاً، شمارہ: ۹ و صوت الأمتہ حالیاً) میں شائع بھی کروائے تو اطلاع پانے کے بعد اس پرچہ میں اپنی عدم رضامندی بھی شائع کروالی، انکار پر مشتمل تفصیلی خط الدرر الذہبیہ (ص: ۱۶-۱۷) میں بھی مذکور ہے۔

آپ کی شان میں کہے گئے قصائد:

- ① قصیدہ ابو ہلالہ (۳۸) اشعار۔
- ② قصیدہ ڈاکٹر محمد تقی الدین ہلالی بعنوان: امام الہدیٰ بتاریخ کیم شعبان ۱۳۹۷ھ یہ قصیدہ ساحتہ الشیخ کے گھر پر کہا گیا، (۲۵) اشعار۔
- ③ قصیدۃ الشیخ عایض القرنی بعنوان: ثناء و تبجیل (۵۰) اشعار۔
- ④ قصیدۃ الشاعر معالی استاذ حسین عرب سابق وزیر حج سعودی عرب (۲۲) اشعار۔
- ⑤ قصیدۃ ڈاکٹر ناصر بن مسفر الزہرانی بعنوان: موجز أبناء البازیۃ (۱۷) اشعار۔
- ⑥ قصیدۃ ثانیۃ از ڈاکٹر زہرانی ایضاً بعنوان: بازیۃ الدھر (۸۳) اشعار۔

① مقالہ شیخ فہد البکران فی کتاب إمام العصر للزہرانی (ص: ۷۴، ۷۷) الدرر الذہبیہ (ص: ۱۵) و مجلۃ الدعوة (شمارہ: ۱۶۹۳)

یہ قصیدہ ۲۷/ ۱۲/ ۱۳۱۳ھ کو اس وقت کہا گیا جب علامہ رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے ان کے گھر (مکہ مکرمہ) گئے۔ یہ قصیدہ موصوف کی کتاب: بازیۃ الدہر، ص: ۸۵-۱۰۵ پر بھی مذکور ہے۔

کبار علماء و شعراء میں سے علامہ عبد اللہ بن عبد الرحمن الصباح (رئیس محکمہ التعمیر مکہ مکرمہ و ممبر ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب) معالی الشیخ ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن التركي (مدیر جامعۃ الامام، وزیر امور اسلامیہ و اوقاف و دعوت و ارشاد، مشیر دیوان حاکم، جنرل سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی)، معالی الشیخ ڈاکٹر عبد اللہ بن عمر نصیف (سابق سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی و نائب رئیس سعودی مجلس شوریٰ)، معالی الشیخ ڈاکٹر راشد بن راجح الشریف مدیر جامعۃ ام القرئی (مکتہ المکرمہ) شیخ سلیمان بن محمد المہنا (نائب رئیس محاکم مکہ مکرمہ) ڈاکٹر شیخ احمد عبد اللہ بن حمید (پروفیسر جامعۃ ام القرئی)، معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید (امام و خطیب مسجد حرام، صدر سعودی مجلس شوریٰ) معالی الشیخ الادیب والشاعر الکبیر حسین عرب نے اس قصیدہ کی بڑی تعریف کی ہے جیسا کہ بازیۃ الدہر کے (ص: ۹-۱۲، ۲۱-۲۵ و ص: ۱۰۹-۱۱۷) سے پتہ چلتا ہے۔

- ⑦ قصیدہ محمد عبد الرحمن المقرن بعنوان: واطول صبری (۶۰) اشعار۔
- ⑧ قصیدہ ثالثہ ڈاکٹر زہرانی بعنوان: هذا العالم (۲۲) اشعار، ہر چند اشعار کے بعد ایک نثری پیرگراف بھی ہے۔
- ⑨ قصیدہ رابعہ ڈاکٹر زہرانی بعنوان: من وحي البيان (۵) اشعار متعلقہ بالشیخ رحمہ اللہ۔
- ⑩ قصیدہ خامسہ ڈاکٹر زہرانی بعنوان ”موكب الدعوة و الدعاء“ (۸) اشعار متعلقہ بالشیخ جبکہ اصلاً یہ قصیدہ سو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے۔

- 11 قصیدہ سادستہ ڈاکٹر زہرائی بعنوان ”نور الإیمان“ (۳۳) اشعار یہ قصیدہ
رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ میں مکہ مکرمہ میں منعقد کانفرنس بعنوان ”عالم اسلام
سے ناخواندگی کا خاتمہ“ میں پیش کیا گیا تھا۔
- 12 قصیدہ سابعہ از الزہرائی، ۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ کو جب ان کے گھر مکہ مکرمہ
گئے تو ارتجالاً کہا گیا تھا۔ (۷) اشعار۔
- 13 قصیدہ ثامنہ للزہرائی ۲۷/ صفر ۱۴۱۹ھ کو علامہ رحمہ اللہ کی بیٹی کی شادی کے
موقع پر الریاض میں کہا گیا (۲۷) اشعار۔
- 14 قصیدہ ناسعہ للزہرائی، طویل قصیدہ بخدمت جناب ولی عہد شہزادہ عبد اللہ
(موجودہ حکمران) جس میں (۶) اشعار ساحتہ الشیخ کے بارے میں ہیں۔
- 15 قصیدہ راشد بن ناصر ابن شعیلی (الدلم) ۱۳۷۱ھ بوقت ترک عمل از الدلم
الوداعی قصیدہ (۶) اشعار۔
- 16 قصیدہ سعد بن محمد عون (الدلم) بوقت ترک عمل (۱۹) اشعار۔
- 17 قصیدہ شیخ راشد بن حنینی (کاتب و تلمیذ الشیخ) الدلم میں رخصتی کے وقت
کہے گئے (۱۶) اشعار۔
- 18 قصیدہ شیخ محمد المجذوب (مدرس مدینہ یونیورسٹی) بوقت الوداع از مدینہ منورہ
الی الریاض (۲) اشعار۔
- 19 قصیدہ شیخ مجذوب بوقت درس ساحتہ الشیخ فی المسجد النبوی (۱۰) اشعار۔
- 20 قصیدہ شیخ یوسف محی الدین ابو ہلالہ (طالب علم مدینہ یونیورسٹی) الوداع پر
(۳۳) اشعار۔
- 21 قصیدہ الشیخ صالح العلی (۲) شعر۔¹

1 ان تمام قصائد کی تفصیل کے لیے دیکھیے: الممتاز فی مناقب ابن باز للشیخ عائض ←

وفات پر کہے گئے شعری مرثیے:

- ① مرثیہ فضیلتہ الشیخ ڈاکٹر سعود بن ابراہیم الشریم امام وخطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ بعنوان: "في الجنة النظر" (۵۳) اشعار۔
- ② مرثیہ ڈاکٹر احمد عثمان التویجری ممبر سعودی مجلس شوریٰ بعنوان: "رسالة شوق إلى سماحة الشيخ ابن باز رحمه الله"، (۲۹) اشعار۔
- ③ مرثیہ ڈاکٹر غازی القصبی بعنوان: "في وداع الشيخ" آزاد نظم کے (۱۲۲) مصرعے۔
- ④ مرثیہ اولیٰ ڈاکٹر عبد الرحمن صالح العثماوی بعنوان: "الشعر يبكيه: الشيخ مات" و"قلعة العلم" (۳۴) اشعار۔
- ⑤ مرثیہ ثانیہ ڈاکٹر عبد الرحمن صالح العثماوی بعنوان: "كيف لم نحزن" (۴۴) اشعار۔
- ⑥ مرثیہ ثالثہ ڈاکٹر عبد الرحمن العثماوی بعنوان: "مات ابن باز" (۴۶) اشعار۔
- ⑦ مرثیہ ڈاکٹر حسن علی قرعاوی کنگ فہد پٹرولیم یونیورسٹی الظہران بعنوان: "كلمة وفاء إلى شيخ العلماء" (۳۴) اشعار۔

← عبد الله القرني (ص: ۷۱-۷۲) الاعجاز في سيرة ابن باز للشيخ الرحمة (ص: ۵۸۶-۶۰۱-۶۰۶) من أعلامنا للعسكر (ج: ۳) خاص بالعلامه (ص: ۳۵-۲۵۱-۲۵۳-۲۸۱) الإيجاز في سيرة ومؤلفات ابن باز لصالح بن راشد الهويلمي (ص: ۴۰، ۴۳، ۴۵) بازية الدهر ڈاکٹر ناصر بن مسفر الزهراني (ص: ۷۹-۸۳، ۱۱۷) إمام العصر ڈاکٹر ناصر الزهراني (ص: ۱۵-۲۳، ۱۶۶، ۲۳۷-۲۴۴، ۴۸۱) الدرر الذهبية (ص: ۱۶) ابن باز في الدلم للبراك (ص: ۳۶، ۳۷، ۳۸) علماء و مفكرون عرفتهم شيخ محمد المجنوب (ص: ۹۶) همسات قلب للمجنوب (ص: ۱۰۱-۱۰۲) مجلة الجامعة السلفية بنارس (جلد: ۳۱ شماره)

- 8 مرثیہ ابراہیم بن حسن الشیبی بعنوان: "تقرحت الجفون علی ابن باز" (۲۲) اشعار۔
- 9 مرثیہ ابراہیم بن عبدالعزیز الفوزان بعنوان: "تصارع لغتین" (۳۰) اشعار۔
- 10 مرثیہ ابراہیم بن فہد ^{المشقیح} بعنوان: "یا شیخ... عزیزنا أهل القبور" (۲۳) اشعار۔
- 11 مرثیہ احمد حسبو بعنوان: "دمعة في عين الأمة" (۲۳) اشعار۔
- 12 مرثیہ ڈاکٹر احمد عبداللہ السالم بعنوان: "رحم الله العابد الزاهد" (۲۰) اشعار۔
- 13 مرثیہ ڈاکٹر احمد عثمان التویجری بعنوان: "رسالة شوق الى سماحة الشيخ ابن باز" (۲۹) اشعار۔
- 14 مرثیہ احمد بن علی القرنی بعنوان: "الحقیقة والمجاز في رثاء الشيخ ابن باز" (۳۶) اشعار۔
- 15 مرثیہ احمد محمد الصدیق بعنوان: "أي نجم هوى" (۲۲) اشعار۔
- 16 مرثیہ ڈاکٹر احمد بن محمد الضبیب ممبر سعودی مجلس شوریٰ بعنوان: "ولكن طيب ذكراك لا يزول" (۲۲) اشعار۔
- 17 مرثیہ حبیب بن معلا المطیری ممبر رابطہ العالم الاسلامی بعنوان: "روع" (۲۳) اشعار۔
- 18 مرثیہ ثانیہ للمطیری بعنوان: "وداعاً... سماحة الشيخ" (۳۴) اشعار۔
- 19 مرثیہ حسین صدیق حکمی بعنوان: "حروف و دموع" (۲۵) اشعار۔
- 20 مرثیہ حفیظ بن عجب آل حفیظ بعنوان: "فقدناك" آزاد نظم (۶۴) سطور۔
- 21 مرثیہ خالد الخنن بعنوان: "لك في الجنان الخالدات منازل" (۲۲) اشعار۔

- 22) مرثیہ رافع علی احمد الشہری بعنوان: "أبكي على من بكته الناس قاطبة" (۲۲) اشعار۔
- 23) مرثیہ رسمیہ بنت فہد بعنوان: "شیخاہ" (۲۳) اشعار۔
- 24) مرثیہ ڈاکٹر زاہر بن عواض اللمعی سابق ممبر سعودی مجلس شوریٰ و استاذ الدراسات العليا بعنوان: "الحاضر الغائب" (۳۷) اشعار۔
- 25) مرثیہ زکی بن صالح الحریول المعید بکلیۃ الشریعۃ بالاحساء بعنوان: "نم أيها الباز" (۲۴) اشعار۔
- 26) مرثیہ ڈاکٹر سعد عطیہ الغامدی بعنوان: "موت عالم" (۶۲) اشعار۔
- 27) مرثیہ سعد عبد الرحمن البراہیم بعنوان: "زهد وحلم في كريم تواضع" (۲۸) اشعار۔
- 28) مرثیہ سعید بن عبد اللہ القرنی بعنوان: "وکسفت شمس العلوم" (۱۹) اشعار۔
- 29) مرثیہ ڈاکٹر سلیمان بن عبد الرحمن العبید بعنوان: "له من كل منقبة رداء" (۳۰) اشعار۔
- 30) مرثیہ سلیمان بن عبد العزیز الشریف بعنوان: "ما لعينيك تسكبان الدموعا" (۵۱) اشعار۔
- 31) مرثیہ شیخ عبد الرحمن المنیر المساعد بعنوان: "كيف السبيل" (۲۶) اشعار۔
- 32) مرثیہ ڈاکٹر شکری محمد سمارہ پروفیسر ادب و نقد گریز کالج مدینہ منورہ بعنوان: "زان المجالس محفوفاً برفقته" (۶۱) اشعار۔
- 33) مرثیہ صالح بن حمد الممالک بعنوان: "فقيد الأمة الإسلامية" (۲۸) اشعار۔
- 34) مرثیہ ڈاکٹر محمد بن سعد آل حسین بعنوان: "رحيل شيخ الشيوخ" (۲۲) اشعار۔
- 35) مرثیہ ڈاکٹر صالح الزہرانی بعنوان: "رحيل الأحقوان" (۴۰) اشعار۔

- 36 مرثیہ صالح العمری بعنوان: "وداع لشیخنا" (۲۰) اشعار۔
- 37 مرثیہ ڈاکٹر صالح عون ہاشم الغامدی بعنوان: "مسلم متسامح و امام" (۲۵) اشعار۔
- 38 مرثیہ طالب بن عبد اللہ آل طالب بعنوان: "حداء الرحیل" (۲۵) اشعار۔
- 39 مرثیہ شیخ عادل باناعمہ امام مسجد محمد الفاتح بعنوان: "یقی العظیم عظیماً" (۶) اشعار۔
- 40 مرثیہ عبد الرحمن عبد اللہ ابودجین بعنوان: "مزایاہ" (۱۲) اشعار۔
- 41 مرثیہ ڈاکٹر عبد الرزاق الحمد بعنوان: "فقید لم یغب" (۲۲) اشعار۔
- 42 مرثیہ ڈاکٹر عبد الشکور۔ امان العروس بعنوان: "ابن باز یعز عنه العزاء" (۲۲) اشعار۔
- 43 مرثیہ عبد العزیز عبد الرحمن الحریشی بعنوان: "الرجل القمۃ الرجل الأمة" (۳۳) اشعار۔
- 44 مرثیہ عبد العزیز عبد الرحمن المقمحم بعنوان: "ہکذا یرحل العظام" (۲۲) اشعار۔
(من اعلامنا للعسکر، ص: ۲۳۰-۲۳۲، مجلۃ الدعوة، شمارہ: ۱۶۹۲، ص: ۶۲، ۵، صفر ۱۴۲۰ھ)
- 45 مرثیہ شیخ عبد العزیز بن عبد الرحمن ایچی مدیر عام بیتہ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر بالمنطقہ الشرقیہ بعنوان: "تلمیذ اعلام شرع اللہ" (۱۲) اشعار۔
- 46 مرثیہ محمد حسن العمری بعنوان: "كنت یا ابن باز طوداً شامخاً" (۱۵) اشعار۔
- 47 مرثیہ عبد العزیز بن عبد اللہ الرویس بعنوان: "بفقد ابن باز أعلن الحزن کاتمہ" (۲۲) اشعار۔
- 48 مرثیہ عبد اللہ بن ادیس بعنوان: "نجم العصور" (۲۲) اشعار۔
- 49 مرثیہ عبد اللہ محمد باشر حیل بعنوان: "کوکب العلم" (۳۳) اشعار۔

50 مرثیہ عبد اللہ بن حمد الصبحان بعنوان "أمیر التقی" (۱۶) اشعار۔

51 مرثیہ ڈاکٹر عبد اللہ بن سعاف اللحمیانی پروفیسر ام القرئی یونیورسٹی مکہ مکرمہ بعنوان "رثاء العالم الأواه" (۲۱) اشعار۔

52 مرثیہ شیخ عبد اللہ بن صالح القصیر بعنوان "سلیل بكرة اليوم قد نعی" (۲۲) اشعار۔

53 مرثیہ عبد اللہ بن غالب الحمیدی مدیر معہد الامام الیحمانی للعلوم الشرعیہ، یمین بعنوان: "وداعاً جبل الاسلام" (۵۰) اشعار۔

54 مرثیہ ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد الحمید خطیب جامع الملک فہد، أبہا بعنوان "وداعاً یا مفتی الأمة ویا عالم الملة" (۳۰) اشعار۔

55 مرثیہ شیخ عبد اللہ بن محمد المعتاز بعنوان "الدمعة الحزينة" (۳۲) اشعار۔

56 مرثیہ ڈاکٹر عبد اللہ المسعود وکیل کلیة اللغة الریاض بعنوان "یا نفضة الطهر" (۲۰) اشعار۔

57 مرثیہ عبد المحسن عبد العزیز العسکر لیکچرار کلیة اللغة الریاض بعنوان "فی موكب الوداع" (۲۹) اشعار۔

58 مرثیہ علی حسن علی الرودینی بعنوان "فاضت العینان" (۲۱) اشعار۔

59 مرثیہ شیخ علی قاسم الفیسی سابق قاضی سپریم کورٹ مکہ مکرمہ بعنوان "مصاب عظیم" (۲۹) اشعار۔

60 مرثیہ فواز بن عبد العزیز اللعبون بعنوان "رحماتک یا ربی" (۲۰) اشعار۔

61 مرثیہ ڈاکٹر مبروک عطیہ ابوزید پروفیسر کلیة اللغة، أبہا بعنوان "لک یا ابن باز فی القلوب منازل" (۳۲) اشعار۔

62 مرثیہ محمد بن حمد العبودی بعنوان "نور علی الدرب" (۲۵) اشعار۔

- 63) مرثیہ ڈاکٹر محمد سعد الدبل بعنوان "بکى العالم النحرير شرق و مغرب" (۲۳) اشعار۔
- 64) مرثیہ محمد سعد المستعان بعنوان "شهدت لك الآيات" (۲۲) اشعار۔
- 65) مرثیہ محمد علی حسین الحریری مدرس بمنارات مکہ مکرمہ بعنوان "هوى الشيخ الفقيه" (۳۸) اشعار۔
- 66) مرثیہ محمد بن سعید الصفار مدير اذاعة (ريديو) القرآن الكريم بعنوان "سيد العلم و شيخ المشايخ" (۱۷) اشعار۔
- 67) مرثیہ محمد بن سليمان المهنا، المعهد العالي للقضاء بعنوان "عليك سلام الله" (۲۰) اشعار۔
- 68) مرثیہ محمد بن سعد العجلان بعنوان "سلاماً أبا الاحسان" (۲۶) اشعار۔
- 69) مرثیہ محمد بن صالح المبارك بعنوان "تبكيك يا باز المآثر أمة" (۱۳) اشعار۔
- 70) مرثیہ ڈاکٹر محمد بن عبد اللہ النخوعان بعنوان "سلام عليك... ابن باز" (۳۶) اشعار۔
- 71) مرثیہ محمد عبد اللہ الانصاري بعنوان "الموكب السماوي" (۳۹) اشعار۔
- 72) مرثیہ محمد فتحی السيد بعنوان "عزاء و بكاء" (۱۹) اشعار۔
- 73) مرثیہ شیخ محمد بن فهد حمین الفهد (الزلفی) بعنوان "باز سما" (۳۳) اشعار۔
- 74) مرثیہ یوسف محارب جیمور بعنوان "خادم الإسلام" (۲۵) اشعار۔
- 75) مرثیہ ڈاکٹر محمد محمود محمد بن بعنوان "شرف لشعري" (۱۷) اشعار۔
- 76) مرثیہ محمد ابو-میل بعنوان "قبرك المتحار" (۱۶) اشعار۔
- 77) مرثیہ ڈاکٹر موسیٰ محمد فتحی القرني بعنوان "غاية الإيجاز في رثاء العلامة ابن باز" (۹۰) اشعار۔

- 78) مرثیہ ڈاکٹر ناصر سعد الرشید بعنوان ”کیف الجبال الشتم یوسعها قبر“ (۳۲) اشعار۔
- 79) مرثیہ نایف النماش الشمری بعنوان ”مامات من أحیا مواتاً“ (۲۳) اشعار۔
- 80) مرثیہ وفاء بنت عبد اللہ بعنوان ”نبأ النوی“ (۱۸) اشعار۔
- 81) مرثیہ ولید بن محمد العباد بعنوان ”بقیة السلف الأخیار أوحدهم“ (۱۳) اشعار۔
- 82) مرثیہ معروف اذیب و نقاد سعید الشریحی بعنوان ”غابت الدنيا من عينیه و حضرت الآخرة فی قلبه“ آزاد نظم کی (۱۶۸) سطور و ۵ صفحات۔
- 83) مرثیہ ڈاکٹر ناصر مسفر الزہرانی بعنوان ”مشهد الرحیل“ (۲۶) اشعار۔
ان اشعار کے ساتھ ساتھ ہی موقع بہ موقع مؤلف و شاعر نے علامہ مرحوم کی وفات سے لیکر تدفین کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔
- 84) مرثیہ ڈاکٹر الزہرانی ایضاً (۱۳) اشعار مقدمہ کتاب ”امام العصر“ میں۔
- 85) مرثیہ للزہرانی ایضاً (۱۰۹) اشعار بعنوان: ”ورقة من سفر الخلود“۔
- 86) مرثیہ للزہرانی بعنوان: ”والقیث علیک محبة منی“ (۳۰) اشعار نثری عبارات کے دوران۔
- 87) مرثیہ للزہرانی طویل نظم و نثر پر مشتمل مرثیہ و سیرت (۱۹۵) اشعار۔
- 88) ڈاکٹر سعد الغامدی (۱۹) اشعار۔ (امام العصر ص: ۲۶-۲۸)
- 89) مرثیہ فواز بن فرح العبدلی بعنوان: ”غصّة الرحیل“ (۱۸) اشعار۔
- 90) مرثیہ علی بن ذخیل العودۃ بعنوان: ”أصبر فؤادی و احتسب“ (۲۹) اشعار۔
- 91) مرثیہ خالد بن محمد النعمان بعنوان: ”فقید الأمة الإسلامیة“ (۲۷) اشعار۔
- 92) مرثیہ صالح علی العمری بعنوان: ”البکائیة البازیة“ (۵۲) اشعار۔

- 93) مرثیہ معالی حسین عرب (سابق وزیر حج) بعنوان: ”أنت البقية منهم“ (۲۹) اشعار۔
- 94) مرثیہ شیخ عایض بن عبد اللہ القرنی بعنوان: ”وداعاً امام السنة“ (۷۷) اشعار۔
- 95) مرثیہ بدر بن عبد العزیز الریبعی بعنوان: ”رحل ابن باز عالم و معلم“ (۱۷) اشعار۔
- 96) مرثیہ معالی الشیخ عبد اللہ حمد الشبانہ (وکیل وزارت امور اسلامیہ برائے مساجد) بعنوان: ”هل هوى الطود؟“ (۲۶) اشعار۔
- 97) مرثیہ نایف رشدان بعنوان: ”فاعجب لشيخ في الثرى و يذكر“ (۳۶) اشعار۔
- 98) مرثیہ شیخ عبد الرحمن بن عثمان الجاسر (الدلم) بعنوان: ”حدث تصاغر عنده ما قبله“ (۴۰) اشعار۔
- 99) مرثیہ احمد بن مرشد المسلم (الدلم) بعنوان: ”حقاً لتلك مصيبة“ (۲۰) اشعار۔
- 100) مرثیہ ڈاکٹر جاسم بن محمد بن مہلہل الیاسین (جنرل سیکرٹری خیراتی کمیٹی جمعیت الاصلاح الاجتماعی) بعنوان: ”ومات شيخ العلماء“ یہ ان کے تعزیتی شذرہ کے آخر میں سات اشعار ہیں۔¹

1) ان شعری مرثیوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے: امام العصر ڈاکٹر ناصر الزهرانی (ص: ۱۵-۴۸-۱۶۶-۲۳۳-۲۵۸-۳۴۰-۴۷۹-۴۸۱-۵۶۴-۶۳۱) من أعلامنا للعسكر جلد ۳ خاص بالعلامہ رحمۃ اللہ علیہ (ص: ۳۶-۳۸-۲۲۰-۲۸۶) ابن باز بقیة السلف و امام الخلف طبع الندوة العالمية (Wamy) (ص: ۷۷-۱۰۱-۱۰۵-۱۹۹) ابن باز في الدلم عبد العزيز بن ناصر البراك (ص: ۳۶، ۳۷) کتیب مع المجلة العربية (شماره ۳۷، ص: ۴۴-۴۷) جريدة الرياض (جلد: ۳۶، شماره: ۱۱۲۸۴-۱۱۲۹۴-۱۱۴۲۰-۱۹۹۹ء) جريدة الشرق الأوسط، (شماره: ۷۴۷۶، ←

سماحتہ الشیخ کی وفات پر حکام و امراء، علماء و فقہاء اور وزراء و ادباء کے نثری مرثیے اور تعزیتی شذرے

شیخ کی وفات پر شعراء نے شعری مرثیے کہے اور حکام و امراء، علماء و فقہاء اور وزراء و ادباء نے ان کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کرنے اور ان کی خدماتِ جلیلہ کو سراہنے کے لیے تعزیتی بیانات جاری کیے اور مضامین و مقالات لکھے جنہیں نثری مرثیے کہا جاسکتا ہے۔

ان مرثیوں کی تعداد بھی بڑی معتد بہ ہے، ان سب کے ذکر کرنے سے بات بہت طویل ہو جانے کا خدشہ ہے اور پھر تکرار بھی یقینی امر ہے جبکہ یہ ہزار ہا صفحات پر مشتمل ہیں، لہذا ہم ان کے عنوانات مجموعی صفحات کی تعداد اور ایک جملہ یا چند جملوں پر مشتمل کچھ ایسا خلاصہ یہاں دے رہے ہیں کہ ضروری بات بھی آجائے، طوالت کا بھی مداوا ہو سکے اور تکرار کی بھی نوبت نہ آئے یا کم از کم صرف گوارا حد تک ہی رہ جائے۔

← بابت ۳ / صفر ۱۴۲۰ھ) جريدة المدينة ملحق الأربعاء، بابت ۴ / صفر ۱۴۲۰ھ، جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۴۱) بابت ۱۶ / صفر ۱۴۲۰ھ، مجلة الدعوة الرياض (شماره: ۱۶۹۹۵ - ۱۶۹۵) صفر ۱۴۲۰ھ، مجلة المجتمع، (شماره: ۱۳۵۱) صفر ۱۴۲۰ھ، مجلة الشقائق (شماره: ۲۱۵) صفر ۱۴۲۰ھ، مجلة صوت الأمة بنارس (ج: ۳۱، شماره: ۹، ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ھ)۔

① رحمک اللہ یا شیخنا (اے ہمارے شیخ! اللہ آپ پر رحم فرمائے):

پرنس عبدالعزیز بن شاہ فہد سعودی حاکم خاندان کے فرد، وزیر مملکت، وزراء کی کابینہ کے ممبر اور وزراء کابینہ کی پریزیڈنسی کے چیئرمین ہیں اور عام علماء کرام خصوصاً علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے قولاً اور فعلاً محبت و احترام کرنے والوں میں سے ہیں، ڈاکٹر ناصر الزہرانی اپنی کتاب ”امام العصر“ میں لکھتے ہیں کہ اس نوجوان شہزادے میں خیر کا پہلو کچھ اس حد تک پایا جاتا ہے کہ تعمیر مساجد، دعوتی و خیراتی پراجیکٹس، مصیبت زدہ مسلمانوں اور حاجتمند لوگوں کے معاملات میں سے اکثر کو شیخ موصوف عموماً امیر عبدالعزیز کی طرف بھیجا کرتے تھے اور وہ بڑی خوشدلی سے ان مطالبات و سفارشات کو پورا کیا کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے بعد بہترین اور اہم ترین مسجد ”جامع ابن باز“ کے دو تہائی اخراجات اکیلے اس شہزادے نے دیے۔

سماحۃ الشیخ نے اپنی وفات کے صرف تین ماہ قبل مکہ مکرمہ میں مجمع ابن باز الخیری (ابن باز چیرٹی کمپلیکس) کا پراجیکٹ پلان کیا، جس کی تعمیر پر ۱۳ ملین ریال سے زیادہ کا خرچ آنے والا تھا۔ اس پورے پلان کی تجویز لیکر میں شہزادہ عبدالعزیز کے پاس گیا۔ شیخ کے منصوبہ کے بارے میں سنتے ہی شہزادے نے کہا:

”الشَّيْخُ فِي عُيُونِنَا وَلَا نَرْفُضُ لَهُ طَلْبًا وَبَشِيرُ سَمَاحَتِهِ وَاعْتَبِرْ
أَنَّ الْمَوْضُوعَ مُنْتَهٍ“

”شیخ ہمارے سر آنکھوں پر، ہم ان کی کوئی طلب رد نہیں کر سکتے، سماحۃ

الشیخ کو بشارت دے دیں اور اس معاملہ کو ختم سمجھیں۔“

اور ٹھیک دو ہفتے کے بعد پراجیکٹ کے پورے اخراجات پر مبنی چیک پہنچ گیا۔

جس پر کام شروع ہو چکا ہے، اور تا دمِ طباعتِ کتاب وہ منصوبہ مکمل بھی ہو چکا ہے۔^① شہزادے نے اپنے تعزیتی مضمون یا مرثیہ میں جو کہ بڑے کتابی سائز کے چار صفحات پر مشتمل ہے، علامہ ابن باز کو امام اہل السنہ والجماعۃ، وحید عصر، علامہ زمان اور آسمانِ علم کا روشن ستارہ، چودہویں رات کا ماہتاب بلکہ آفتابِ نصف النہار قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اپنی ذات میں ایک پوری جامعہ (یونیورسٹی) تھے۔ میرا دل ان کی محبت اور عزت و احترام سے لبریز ہے کیونکہ میرے والد خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بکثرت عام علماء کرام اور خاص طور پر اس امامِ وقت کا انتہائی احترام سے تذکرہ فرمایا کرتے ہیں۔ وہ تقلید و جمودِ فکری سے آزاد، دلیل کے دلدادہ عالم و مفتی تھے۔ انھوں نے سعودی عرب سے باہر کبھی سفر اختیار نہیں کیا لیکن پھر بھی وہ عالمی و آفاقی شخصیت تھے۔ مسلمانوں کے معاملات میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے، مسئلہ فلسطین ہو یا جہادِ افغانستان، صومال، بوسنیا ہرزیگوینا، کوسوفا ہو یا پھر چینیا کے مسلمان، سب کا درد آپ کے دل میں تھا۔^②

② حیاة أوقفت لله (اللہ کی راہ میں وقف کی گئی زندگی):

شہزادہ خالد بن عبد اللہ بن فیصل بن فہد الفیصل (چار صفحات): علامہ رحمہ اللہ اس صدی کے تمام علماء و فقہاء میں سے سب سے بڑے عالم تھے۔ کئی صدیوں سے اتنا بڑا عالم امتِ اسلامیہ نے نہیں دیکھا۔ گیارہ سال سے میں سماحۃ والدنا و معلما کی زیارتیں اور ان کے دروس سے استفادہ کر رہا تھا، وہ بقیۃ السلف تھے۔

① تعلیق و بیان ڈاکٹر زہرانی، امام العصر (ص: ۳۶۵-۳۶۷)

② امام العصر للزہرانی (ص: ۲۶۱-۲۶۴) الشیخ ابن باز للندوة (ص: ۴۹-

۵۲) و من أعلامنا للعسکر (ص: ۷۱-۷۴) جریدة الشرق الأوسط، اوار ۱۶/

مئی ۱۹۹۹ء (شمارہ: ۷۴۷۴) جریدة الرياض (شمارہ: ۱۱۲۸۳، ص: ۲)

میں نے بعض ثقہ حضرات سے سنا ہے کہ وہ کینیا میں تھے کہ ایک بوڑھی عورت کو شیخ ابن باز کے لیے دعائیں کرتے پایا۔ تو پوچھنے پر پتہ چلا کہ مشکل وقت میں شیخ نے اس کی مالی مدد فرمائی تھی۔

وہ دنیا کے کتنے ہی یتیموں، فقیروں، مسکینوں اور کمزوروں کی ضروریات زندگی پوری کیا کرتے تھے۔ دو ملین سے زیادہ لوگ جنازہ پڑھنے کے لیے جمع تھے اور ان سب کے آگے آگے خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد تھے۔^①

③ کان طوداً شامخاً فی العلم و الزهد و التقویٰ و حب الخیر

(وہ علم و تقویٰ زہد و بے نفسی اور حب خیر کے ایک بلند و بالا پہاڑ تھے):

اُس وقت کے وزیر امور اسلامیہ و اوقاف اور دعوت و ارشاد ڈاکٹر عبد اللہ عبد الحسن التزکی جبکہ حال دیوان حاکم کے مشیر ہونے کے ساتھ ساتھ رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری لکھتے ہیں:

انھوں نے علماء سلف کی یادیں تازہ کر دیں۔ ان کے گھر اور دفتر کے دروازے ہر چھوٹے بڑے کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ میں پینتالیس سال سے اپنے عہد طالب علمی سے انھیں جانتا ہوں۔ جامعۃ الامام کے مدیر کی حیثیت سے ان سے کبھی کوئی مشورہ طلب کیا تو انھوں نے کبھی کوئی کسر نہ چھوڑی، وزیر امور اسلامیہ و اوقاف اور دعوت و ارشاد ہوا تو بھی ان کی شفقت جاری رہی۔ وہ ہمیشہ دعا و مبلغین، مساجد و مدارس تحفیظ القرآن اور طلبہ و علماء کے معاملات میں گہری دلچسپی لیا کرتے تھے۔^②

① من أعلامنا للعسکر (ص: ۷۵ - ۷۸) إمام العصر (ص: ۲۶۸ - ۲۷۱) جريدة الرياض (شماره: ۱۱۲۸۵) ۳/ صفر ۱۴۲۰ھ.

② جريدة المدینہ ملحق الأربعاء، (شماره: ۱۳۱۷۴) بابت ۴/ صفر ۱۴۲۰ھ، ←

ابن باز فی مقلمة علماء الشريعة (علماء شریعت کے ہر اول دستہ میں):

معالی ڈاکٹر ترکی نے ایک اور تعزیتی شذرہ دو صفحات میں لکھا ہے کہ ”شیخ رحمہ اللہ سعودی عرب بلکہ پورے عالم اسلامی کے علماء شریعت کے ہر اول دستے کے فرد تھے“ اور تو اور خود حاکم خاندان کے افراد بھی شیخ کی قدر و منزلت کو خوب جانتے اور اس کا خاص خیال رکھتے تھے اور وہ شیخ کے بہترین معاون تھے۔^①

④ بقية السلف و حامل هموم المسلمين (بقية السلف اور مسلمانوں

کے غمخوار):

الندوة العالمية للشباب (Wamy) کے اسٹنٹ سیکرٹری جنرل اور منطقہ

شرقیہ کے مکاتب ندوة کے مشرف ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالعزیز الربیعہ:

① ان کے پاس بیٹھنے والا بجا طور پر محسوس کرتا کہ سلف صالحین میں سے کسی کے ساتھ بیٹھا ہے۔

② ”وہ نمونہ سلف تھے دنیا کے تمام مسلمانوں کا درد اپنے دل میں رکھتے تھے“

بلکہ اگر یہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا کا کوئی اسلامی مرکز، کوئی

خیراتی جمعیت، کوئی نیکی کا پراجیکٹ اور کوئی دعوت و تبلیغ کے میدان میں کام

کرنے والی جمعیت نہ ہوگی جو شیخ رحمہ اللہ کو ایک شفیق باپ کی طرح نہ سمجھتی ہو۔^②

⑤ رحمک للہ یا ابا عبد اللہ (اے ابو عبد اللہ! اللہ آپ پر رحم و کرم کرے):

رابطہ العالم الاسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبد اللہ بن صالح العبید (چار

← و انظر: إمام العصر (ص: ۲۷۳-۲۷۷)

① الأربعاء ملحق جريدة المدينة ۱۴ صفر ۱۴۲۰ھ، من أعلامنا (ص: ۹۲-۹۳)

② جريدة اليوم، الدمام و الشيخ ابن باز للندوة (ص: ۵۳-۵۴)

صفحات): انھوں نے صحیح عقیدہ کی مختلف شواہب سے صفائی کی اور شریعت کی خدمت میں انتہائی قابلِ قدر کام کیا اور کتاب و سنت کو شخصی آراء، جامد فکری مذاہب اور سیاسی دست برد سے دلائل کے ذریعے محفوظ کیا اور ان کا اختیار ہمیشہ ”يَسْرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا“ رہا کہ ”آسانی کرو، تنگی نہ کرو۔“^①

⑦ ورحل العالم المخلص (ایک مخلص عالم کی رحلت):

سعودی عرب میں تعلیم البنات کے تمام اداروں کے مرکزی ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر علی بن مرشد المرشد نے چار صفحات میں یہ بھی لکھا:
وہ عظیم انسان تھے جنہیں دیکھنے سے تاریخ کے اوراق میں محفوظ علماء سلف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ وہ ایسے مخلص عالم تھے کہ جن کی مثال ملنا اس دور میں مشکل ہے، ان کی کتاب حیات (نامہ اعمال) جلیل القدر کاموں سے لبریز ہے۔^②

⑧ عين باكية و قلب حزين (روتی آنکھیں اور غمگین دل):

معالی ڈاکٹر سہیل بن حسن قاضی مدیر جامعہ ام القرئی مکہ مکرمہ (چار صفحات):
جامعہ اور اس کی برانچ الطائف کے لیے شیخ کی بے پناہ خدمات ہیں۔^③

⑨ إمام في علمه، قدوة في سلوكه (امام علم، نمونہ کردار و عمل):

پیتہ کبار العلماء کے ممبر فضیلۃ ڈاکٹر عبدالوہاب بن ابراہیم ابوسلیمان (چھ صفحات):

① جريدة الرياض، اتوار یکم صفر ۱۴۲۰ھ، ۱۶ مئی ۱۹۹۹ء (جلد ۳۶، شماره:

۱۱۲۸۳ و کتاب الشيخ ابن باز (ص: ۵۵-۵۷) إمام العصر (ص: ۲۸۶-۲۸۹)

② جريدة الرياض، ہفتہ ۲۹/ محرم ۱۴۲۰ھ، ۱۵ مئی ۱۹۹۹ء و (شماره: ۱۱۲۸۳ جلد:

۳۶) جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۷۴) و الشيخ ابن باز للنووة العالمية (ص: ۵۸-۶۱) و

من أعلامنا للعسكر (ص: ۱۳۷-۱۴۰) إمام العصر للزهراني (ص: ۳۰۰-۳۰۲)

③ إمام العصر للزهراني (ص: ۳۰۳-۳۰۴)

شیخ امام علم، مخالف سہی لیکن با دلیل آراء رکھنے والوں کا احترام کرنے والے، ائمہ اجتہاد کی قدر و منزلت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب و سنت اور سلفِ امت کو اولیت دینے والے تھے۔ وہ معروف و کثیر الفتویٰ مفتی، مصروف ترین مدرس، مشغول ترین داعی و مبلغ، عظیم مصلح، خیر خواہ امت، متواضع و منکسر المزاج اور عابد و زاہد تھے۔^①

⑩ علامة الجزيرة و فقيد الأمة (جزیرہ عرب کے علامہ اور فقید امت):

قطر میں مقیم، عالم عرب کے معروف فاضل علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی (پانچ صفحات):

شیخ آسمانِ علم کے روشن ستارہ، علامہ جزیرہ و خلیج عرب، علم کے پہاڑ، فقہ کے سمندر، امام ہدایت، لسانِ توحید، دین کے ستون اور امت کے رکن تھے، اور تصحیح عقائد کے سلسلہ میں ان کی مساعی خاص طور پر قابلِ قدر ہیں۔

وہ بلا خوفِ لومۃ لائم دلیل جس کا ساتھ دیتی وہی رائے و فتویٰ دیتے چاہے وہ حنابلہ کے مذہب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، طلاق کے بارے میں سعودی علماء کا عمومی فتویٰ مذہب کے مطابق ہے مگر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ پر ہی اکتفاء کیا۔

شیخ معصوم عن الخطأ تو نہیں تھے مگر اس کے باوجود میں مسلمانوں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شیخ سے نفرت کا جذبہ پالے ہوئے ہو سوائے اس کے کہ کوئی مشکوک دین و عقیدہ کا مالک ہو۔^②

① جریدة عكاظ (شماره: ۱۱۹۵۲) إمام العصر للزهراني (ص: ۳۰۵ - ۳۱۰)

② مجلة المجتمع (شماره: ۱۳۵۱) ۱۰ / صفر ۱۴۲۰ھ، إمام العصر (ص: ۳۱۱ -

۳۱۵) من أعلامنا للعسكر (ص: ۱۰۰ - ۱۰۴)

11) وبكى العلماء أمام تواضعه (ان کی انکساری نے علماء کو رلا دیا):

شیخ کے مشیرِ خاص اور آپ کے فتاویٰ کے جامع و مرتب معالی ڈاکٹر محمد بن سعد الشویعر (چھ صفحات): علم و تقویٰ، خدماتِ دین اور مسلمانوں کے معاملات و مشکلات کو حل کرنے میں کوشاں رہنے کے حوالے سے ممدوح بقیۃ السلف الصالح تھے۔ وہ ایک مشفق باپ، یتیموں کے ماؤی، مسکینوں کے والی، بیواؤں کے معاون، فقیروں کے غمخوار اور محتاجوں کے مددگار تھے۔

میں گن نہیں سکتا کہ کتنے لوگوں نے صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے شیخ کے بارے میں بدظنی رکھی اور پھر تحریری و زبانی (فون و ملاقات میں) معافیاں مانگیں اور شیخ نے انھیں معاف بھی کیا اور ان کے لیے دعائیں بھی کیں۔¹

12) رحمک اللہ ابا عبد اللہ (اے ابو عبد اللہ! اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل کرے):

سماحة الشيخ کے ساتھ پچیس سال کام کرنے والے اور ان کے دفتر کے مدیر عام ڈاکٹر عبد اللہ بن حافظ الحکمی (نو صفحات): شیخ ہمیشہ سنت کے مطابق جمعرات کو سفر کرنا پسند کرتے تھے حتیٰ کہ ان کا سفرِ آخرت بھی جمعرات کو ہی ہوا۔

آپ شمس العلوم و المعارف، زینتِ ایام اور امامِ زمان تھے، آپ کام چھوڑ کر چھٹی لینے اور راحت و آرام کرنے کے ہرگز قائل نہ تھے۔ سینکڑوں دعاۃ و مبلغین کی کفالت کی اور لاکھوں فقیروں اور مساکین کی مدد کی، سینکڑوں مساجد و مدارس بنوائے، دار الحدیث الخیریہ مکہ مکرمہ جس میں غیر ممالک کے کثیر طلبہ پڑھتے ہیں

1 جريدة الجزيرة (شماره: ۲۸/۱/۱۴۲۰ھ) إمام العصر للزهراني (ص: ۳۱۶-۳۲۰)

اور آج اس کی سند ایم۔ اے کے برابر ہے اس کی تعمیر و ترقی شیخ ہی کی مرہون منت ہے۔ حاکم خاندان کے یہاں شیخ کی بڑی عزت و قدر تھی۔^①

⑬ **فقدنا شمعة مضيئة من شموع العلم (علم کی شمعوں میں سے ایک روشن شمع گل ہو گئی):**

سعودی عرب کی پدۂ کبار العلماء کے ممبر اور مشرقی صوبہ (المنطقہ الشرقيہ) کے تمام شرعی کورٹس کے چیف جسٹس شیخ محمد بن زید آل سلیمان (چار صفحات):
میں نے انہیں ان کے آغازِ عمل (الدلم میں قاضی و معلم ہونے) کے زمانے سے ایک شاگرد کی حیثیت سے انتہائی قریب سے دیکھا ہے، آپ کتاب و سنت کے علم کی ایک روشن شمع اور سلف صالحین کے منہج کی روشن مثال تھے۔^②

⑭ **ومات شيخ العلماء (شيخ العلماء کی وفات):**

جمعية الاصلاح الاجتماعی کی خیراتی کمیٹیوں کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر جاسم الیاسین (چار صفحات):

شیخ کی وفات سے میراثِ نبوت کا ایک حصہ ضائع ہو گیا کیونکہ وہ حقیقتاً انبیاء علیہم السلام کے وارثوں میں سے تھے۔ ان کا چھوڑا ہوا علم آج کل کے علم کو محفوظ کرنے والے تمام وسائل و خزانے (کتاب، کیسٹ، انٹرنیٹ) میں محفوظ ہے جس سے رہتی دنیا تک لوگ استفادہ کرتے رہیں گے۔^③

① جریة الرياض (جلد: ۳۶ شماره: ۱۱۲۸۳) اتوار یکم صفر ۱۴۲۰ھ، ۱۶ مئی

۱۹۹۹ء، امام العصر (ص: ۳۲۲ - ۳۳۰) من أعلامنا (ص: ۷۹ - ۸۵) الشيخ ابن باز

للندوة (ص: ۶۲ - ۶۹) انٹرنیٹ تین صفحات بعنوان: أمور لا يعرفها الناس عن الفقيد.

② الشيخ ابن باز للندوة (ص: ۷۰ - ۷۳، روزنامہ اليوم)

③ مجلة المجتمع (شماره: ۱۳۵۰) بابت ۱۳ صفر ۱۴۲۰ھ و الشيخ ابن باز

للندوة (ص: ۷۴ - ۷۷) من أعلامنا (ص: ۱۷۱ - ۱۷۳)

15) لله ما أخذ وله ما أعطى (جو اللہ نے چھینا وہ اسی کا دیا ہوا تھا):

حفر الباطن میں کلیۃ التربیۃ کی عمیدۃ اور الندوۃ العالمیۃ وومن ونگ کی صدر ڈاکٹر نورۃ بنت محمد الجلیل (دو صفحات):

انہوں نے تمام مسلمان مرد و زن کی تعلیم و تدریس کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ وہ اقوال و آراء کی بحث و تحقیق کرتے اور کتاب و سنت اور اقوال سلفِ امت سے ثابت و قاطع دلیل والی صحیح رائے کو ترجیح دیتے تھے۔¹

16) فاز ابن باز (شیخ ابن باز فوز و فلاح پاگئے):

الاحساء (الہفوف) میں وزارت المعارف کی برانچ کے ایک تربیتی نگران استاذ محمد بن عبدالعزیز الشیخ حسین (چار صفحات):

صحیح دلیل اور راجح قول پر اعتماد، رفیق و نرمی اور لین و رحمت، عالم اسلام کے مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے اور ان کی حتمی الامکان امداد کرنے، اہل علم و فضل کا ادب و احترام کرنے، دعا و مصلحین کی غیبت سے احتراز کرنے، مختلف مواقع کی سرکاری و ذاتی دعوتیں قبول کرنے، عالی ہمت، حق کی طرف رجوع کرنے، اپنے ایمانی زاویہ کو بڑھاتے رہنے کی کوشش میں لگے رہنے، حدود اللہ کے توڑنے والوں پر غیرت کھانے اور حدود کا دفاع کرنے جیسی صفات نے شیخ کو ممتاز مقام پر فائز کر دیا ہوا تھا۔ دعا و مبلغین سے بڑی دردمندانہ پیل ہے:

”لقد فاز ابن باز ... فہل نفوز کما فاز؟“

”شیخ ابن باز فوز و فلاح پاگئے، کیا ہم بھی اسی طرح فوز و فلاح سے

سرخرو ہونگے؟“²

1) الشیخ ابن باز للندوة (ص: ۷۸ - ۸۰)

2) الشیخ ابن باز للندوة (ص: ۸۱ - ۸۴)

17) الشيخ ابن باز الامام القدوة (امام وقوده):

شاہ فہد پٹرولیم یونیورسٹی الظہر ان کے استاذِ حدیث ڈاکٹر سمیر سلیمان العمران (دو صفحات):

شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر معاملہ میں قدوة و نمونہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر ائمہ سلف امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، علامہ عز ابن عبد السلام، حافظ ابن حجر اور شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں تازہ ہو جاتی تھیں۔ آپ فقہ و اصول فقہ، تفسیر و حدیث اور لغت کی چلتی پھرتی یونیورسٹی تھے۔¹

18) ومضات مضيئة (چمکدار روشنیاں):

شاہ فیصل یونیورسٹی الدمام میں شعبہ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد بن عبد الرحمن العمر (چھ صفحات): شیخ بیشمار عمدہ خصال و صفات حمیدہ کا مجموعہ تھے، مسلسل اور بے تکان عمل، تحقیق اور دلیل صحیح کی اتباع، وہ چاہے فقہ حنبلی کے مخالف ہی کیوں نہ ہو، حکام و محکومین اور ملوک و مستولین کے مختلف طبقات کے ساتھ حکمت و دانائی سے پیش آنا، ہمیشہ بحث و تحقیق اور مطالعہ میں لگے رہنا۔

حکام و امراء کا قرب حاصل ہونے کے باوجود انکارِ منکر کی شجاعت سے متصف ہونا اور ہر وقت تلاوتِ قرآن و ذکرِ الہی سے رطب اللسان رہنا ان کا خاصہ تھا۔²

19) الشيخ والندوة ودعوة لمبرة (وامی سے شیخ کا تعلق و تعاون):

سعودی عرب کی مجلسِ شوریٰ کے ممبر اور الندوة العالمية للشباب الاسلامی (WAMY) کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مانع بن حماد الجھنی رحمۃ اللہ علیہ (پانچ صفحات):

1) الشيخ ابن باز للندوة العالمية (ص: ۸۵ - ۸۶)

2) الشيخ ابن باز للندوة (ص: ۸۷ - ۹۲)

آپ عالم ربّانی، داعی جلیل، ناصح حکیم، اور مربی حلیم تھے۔ شیخ عالم اسلام کے مسلمانوں اور غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیات کے مسائل کی پوچھ تاچھ میں بڑی گہری دلچسپی لیتے تھے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ شیخ کی تمام دینی و علمی، رفاہی و فلاحی اور سماجی خدمات کے پیش نظر ہی الندوة نے ملک فیصل ایوارڈ کے لیے سہ ماہی شیخ کا نام نامی اسم گرامی پیش کیا تھا اور آپ کو اس کا بجا طور پر حقدار سمجھتے ہوئے آپ کو یہ ایوارڈ دیا گیا تھا۔ شیخ رحمہ اللہ موجودہ دور میں نادر الوجود قسم کی شخصیت تھے۔ شیخ رحمہ اللہ کے صدقہ جاریہ کے لیے ایک سرکاری خیراتی ادارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے جو شیخ کے بعد ان کے کاموں کو جاری رکھ سکے۔^①

20 خطبہ حرم مکی:

امور حرمین شریفین کمیٹی کے صدر اور امام و خطیب حرم مکی معالیٰ الشیخ محمد بن عبد اللہ بن السبیل نے ۲۸/۱/۱۴۲۰ھ کے خطبہ جمعہ میں سہ ماہی شیخ رحمہ اللہ کو عالم امت، موجودہ دور کے امام اہل سنت و الجماعت، علامہ زماں، فقیہ دوراں، علم و بصیرت والے داعی الی اللہ اور مجاہد فی سبیل الحق و الہدیٰ قرار دیا اور ان کی وفات کو امت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم حادثہ اور دردناک مصیبت سے تعبیر کیا اور لاکھوں مسلمانوں کی موجودگی میں نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ بھی حرم مکی میں پڑھائی۔^②

21 ولسوف یذکرک الزمان (زمانہ آپ کو یاد کرے گا):

سعودی مجلس شوریٰ کے چیئرمین اور امام و خطیب حرم مکی معالیٰ ڈاکٹر صالح

① الشیخ ابن باز للندوة (ص: ۹۳-۹۷) من أعلامنا (ص: ۱۵۱-۱۵۵) جريدة

الریاض (شماره: ۱۱۲۹۳) بابت ۱۱/ صفر ۱۴۲۰ھ۔

② جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۷۴) إمام العصر للزهراني (ص: ۲۷۲)

بن عبد اللہ بن حمید (چھ صفحات):

شیخ رحمہ اللہ فقہ وفتویٰ میں مرجعِ خلاق تھے۔ متقی و زاہد اتنے کہ نوے سالہ زندگی میں سے آخری ستر سال مسلسل ایسے حال میں گزارے کہ آپ کی ذاتی زندگی میں اور مجلس میں کبھی دنیاوی زینت و مال کو کوئی حیثیت نہ دی گئی۔

شیخ رحمہ اللہ کئی اعتبار سے عبقری انسان تھے۔ بے دین اور دین بیزار قسم کی تحریکوں اور اہل مغرب کی ثقافتی و فکری یلغار وغیرہ کوئی چیز شیخ کے منہج پر اثر انداز نہ ہو سکی۔^①

22 الإمام العلامة الحبر البحر (حبر امت و بحر علم و حکمت):

ڈاکٹر صالح بن حمید نے ہی ۱۹/ محرم ۱۴۱۵ھ کو ڈاکٹر ناصر بن مسفر الزہرانی کی شعری کتاب: بازیۃ الدہر کے لیے چار صفحات کا مقدمہ لکھا جو شیخ رحمہ اللہ کی زندگی میں ہی شائع ہو گئی جس میں انہوں نے ممدوح کو امام و علامہ، حبر امت اور بحر علم و حکمت قرار دیا اور لکھا کہ ان کے ایمان عمیق و عقیدہ راسخ، خالص کتاب و سنت پر مبنی علم دین اور روح اجتهاد و استنباط نے انہیں اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔^②

23 ابن باز بین الہمة و الخشوع (ہمت و خشوع کا پیکر):

ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ حمید (ایک صفحہ):

عصر حاضر اور نسل نو میں ”ابن باز“ ایک بہت ہی اونچا نام ہے، ان کے القاب و مقام کو بیان کرنے کی بجائے عربوں کا مقولہ ہی کافی ہے: ”وہل ینخضنی القمر“ (چاند بھی بھلا چھپا رہ سکتا ہے؟)^③

① جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۹۱) مجلة الدعوة (شماره: ۱۶۹۴) بابت ۱۹

صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۶۰-۶۱) ومن أعلامنا للعسكر (ص: ۸۶-۹۱) إمام

العصر للزهراني (ص: ۲۹۰-۲۹۵)

② بازية الدهر للزهراني مقلمة (ص: ۹-۱۲) إمام العصر للزهراني أيضاً (ص: ۲۹۶-۲۹۹)

③ انٹرنیٹ۔ ویب سائٹ ابن باز

24) مصابِ جلال و خطبِ عظیم (ایک عظیم حادثہ فاجعہ):

وزیرِ عدل معالی ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم آل شیخ (تین صفحات):
 سماحۃ الشیخ اغراض و مقاصد شریعت کی بہت بڑی مقدار کے فہم و ادراک کے مالک
 اور مرجعِ عالم تھے۔ شیخ کی وفات کسی ایک عالم یا شخص کی وفات نہیں بلکہ ان کی
 وفات امتِ اسلامیہ کے ایک عظیم رکن کا فقدان ہے۔¹

25) علاققی بالوالد عبد العزیز بن باز (اپنے روحانی باپ سے میرا تعلق):

رابطہ عالم اسلامی کے سابق سیکرٹری جنرل اور سعودی مجلس شوریٰ کے نائب
 رئیس معالی ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف کے تاثرات: (تین صفحات) شیخ کی زندگی میں
 ہی کتاب بازیۃ الدہر (ص: ۵۳-۵۵) اور کتاب الانجاز للشیخ الرحمة (ص:
 ۵۲۰-۵۲۳) پر یہ تاثرات شائع ہو گئے تھے، جنہیں شیخ عبد العزیز بن عسکر نے
 من أعلامنا کے (ص: ۹۷-۹۹) پر بھی شائع کر دیا ہے اسی طرح وہ جریدۃ
 المدینہ ملحق الاربعاء ۲۷ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۱۵) پر بھی شائع ہوئے ہیں اور ان کا
 خلاصہ ”شیخ اپنے معاصرین کی نظر میں“ کے زیر عنوان ذکر کر دیا گیا ہے۔ لہذا ہم
 اسی پر کفایت کرتے ہیں تاکہ تکرار نہ ہو۔

26) إمام العصر سماحة الشيخ ابن باز ورؤيته للأعلام (ذرائع

ابلاغ یا میڈیا پر گہری نظر):

معروف صحافی ڈاکٹر عبد القادر طاش (سات صفحات): شیخ کی شخصیت کے
 کئی پہلو ہیں اور وہ ہر پہلو سے ہی امام وقت تھے۔ ذرائع ابلاغ (ریڈیو ٹی وی

1 کتیبہ العربیۃ، نمبر (۲۷، ص: ۱۸) من أعلامنا للعسکر (ص: ۹۴-۹۶) إمام

اور صحافت یا میڈیا) کے ساتھ ان کا گہرا رابطہ تھا۔ وہ اپنے خطابات و رسائل مسلسل بھیجتے رہتے تھے اور صحافیوں سے ملاقاتوں میں انھیں ابلاغ میں انحراف کے خطرات سے متنبہ کرتے رہتے تھے۔

ان کی وفات سے صرف تین ماہ قبل میں نے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملاقات کی اور سعودی ٹی وی کے سیٹلائٹ چینل ”اقراء“ کے بارے میں بتایا کہ سیٹلائٹ کے طوفان بدتمیزی میں یہ ایک بامقصد چینل ہوگا تو سارے معاملات بڑے غور سے سنے اور ہمارے لیے توفیق خیر کی دعائیں کیں۔ جب میں نے اس چینل کے لیے باتصویر متحرک انٹرویو کی خواہش ظاہر کی تو بڑے اچھے انداز سے معذرت کر دی اور فرمایا کہ میں ٹیلیوژن میں آنے کو پسند نہیں کرتا البتہ آپ تصویر کے بغیر محض آواز کی حد تک انٹرویو کر سکتے ہیں اور بالفعل میرے ساتھی ڈاکٹر احمد بن سیف الدین نے وہ صوتی انٹرویو کیا جو پہلے ”ملتقى الدعوة“ کے ذریعہ عنوان نشر ہوا اور پھر کئی بارری براڈ کاسٹ کیا گیا۔

۱۳۱۱ھ میں جبکہ میں جریدۃ المسلمون کا رئیس التحریر تھا تو میں نے شیخ کا طویل انٹرویو کیا جو المسلمون میں شائع ہوا، اس انٹرویو میں شیخ نے ذرائع ابلاغ کی زبردست اہمیت کو واضح کیا اور فرمایا کہ یہ ”سلاح ذو حدین“ (دودہاری تلوار) ہے لہذا کارپردازوں کو اللہ سے ڈرتے ہوئے حقائق کی نشر و اشاعت کا اہتمام کرنا چاہیے اور طلبہ و علماء کو ذرائع ابلاغ کے ساتھ تعاون کرنے کی ترغیب دلائی تاکہ یہ صرف اہل زلیغ و انحراف کا آلہ بن کر نہ رہ جائیں۔^①

① من أعلامنا. (ص: ۱۰۵ - ۱۱۱) جريدة المدينة (شماره: ۱۳۱۷۵) مجلة

المجتمع (شماره: ۱۳۵۱) بابت ۱۱۰ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۳۴ - ۳۵) إمام

العصر للزهراني (ص: ۴۵۲ - ۴۵۹)

27) و بیکیک محراب و یثن منبر (منبر و محراب یاد کریں گے):

معروف اہل قلم استاذ حمد بن عبد اللہ القاضی (چار صفحات):
 رمضان المبارک کی ایک شام حرم شریف سے تبلیغ و فتویٰ کی مجلس سے اٹھ کر
 جانے لگے، روزہ بھی تھا، زبان سوکھ رہی تھی، ہونٹ خشک تھے، تکان تھی مگر حرم سے
 نکل جانے بلکہ رہائش کی جگہ پہنچ جانے تک کسی سوال کرنے والے کو منع نہیں کیا۔¹

28) وانطفأ المصباح المضي (روشن شمع بجھ گئی):

معالی الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ (سات صفحات):
 شیخ نے ابتداء عمر سے ہی دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور آخرت کی طرف متوجہ
 ہو گئے۔ آخری ایام مرض میں ڈاکٹر نے کہا کہ آپ مخصوص کھانا تیار کروا کر کھایا
 کریں مگر انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ جس طرح ساری عمر بہت سارے لوگوں
 کے درمیان بیٹھ کر کھاتا آیا ہوں اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔²

29) العلامة ابن باز:

جامعہ ازہر (مصر) کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر سالم نجم (تین صفحات):
 ۱۳۸۹ھ کے حج کے موقع پر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ہیڈ آفس میں
 ملاقات کے دوران کچھ اصحاب ثروت آئے اور انھوں نے بہت بڑی رقم بلا گئے
 شیخ کے سپرد کی۔ نماز کے بعد فقراء و مساکین آئے، شیخ نے سب سے حالات

1 من أعلامنا (ص: ۱۱۲ - ۱۱۵) انٹرنیٹ دو صفحات، و کتیب العربیة، نمبر (۲۷)،
 (ص: ۳۹ - ۴۱)

2 (جريدة الرياض (شماره: ۱۱۲۸۲) بابت ۲۹ محرم ۱۴۲۰ھ، من أعلامنا
 للعسکر (ص: ۱۱۶ - ۱۲۲) و انٹرنیٹ ویب سائٹ ابن باز دو صفحات۔

سنے، زبانی ہمدردی کا اظہار کیا اور حسبِ ضرورت و حاجت دیتے گئے اور سب کی ضروریات پوری کر دیں۔

۱۳۱۹ھ میں رابطہ کی فقہ اکیڈمی کے ۱۱-۱۵ رجب کے سالانہ اجتماع میں مجھے اکیڈمی کے اجلاس میں ماہرِ علومِ طب کی حیثیت سے شرکت کا موقع ملا تو ہفتہ بھر کے دوران شیخ کی فکرِ عمیق اور اجلاس کے سامنے پیش ہونے والے طبی موضوعات کے دقائق کی معرفت سے گہری دلچسپی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ علم میں اضافہ کے لیے ہر وقت مستعد و کوشاں رہتے تھے۔^①

30 کوکب غار ضوءہ (ستارہ ڈوب گیا):

مشہور شاعر و ادیب عبداللہ بن محمد بن خمیس (پانچ صفحات):
شیخ کا وقت اور ان کی جد و جہد ان کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وہ جمہور کی ملکیت تھے اور شیخ کے لیے امام شافعی کے وہ اشعار صادق آتے ہیں جن کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا فَبِطَنًا طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَ عَافُوا الْقَتْنَا

”اللہ کے کچھ ذہین و فطین بندے وہ بھی ہیں جنہوں نے آسائش دنیا

کو طلاق دے کر سادہ و روکھی سوکھی زندگی پر قناعت کر رکھی ہے۔“^②

31 ورحل الوالد العلامة (روحانی باپ کی رحلت):

ڈاکٹر محمد بن خالد الفاضل (چھ صفحات):

① مجلة المجتمع (شماره: ۱۳۵۳) بابت: ۲۴ / ۵ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۴۰) و

من أعلامنا للعسكر (ص: ۱۲۳-۱۲۵)

② جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۴۱) بابت پیر ۱۶ صفر ۱۴۲۰ھ، من أعلامنا

(ص: ۱۲۶-۱۳۰) و إمام العصر (ص: ۳۷۵-۳۸۰)

شیخ نے سلف صالحین کے منہج کے مطابق نشر و اشاعتِ علم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا حتیٰ کہ واش بیسن پر ہاتھ دھورہے ہوتے تو بھی سوال و فتویٰ کا سلسلہ جاری رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اکیلے اتنا کام کر گئے ہیں کہ سینکڑوں اشخاص سے بھی نہ ہو پائے۔^①

③۲ مثال للمدير الحكيم الحازم (ایک حکیم و حازم اور مثالی مدیر):

شیخ رحمہ اللہ کے شاگرد اور اردن کے معروف عالم ڈاکٹر محمد سلیمان الاشقر (تین صفحات):

آپ کا گھر، مسجد، دفتر اور درمیانی راستہ سب مدرسہ ہی مدرسہ تھا۔ جامعہ اسلامیہ کے مدیر ہونے کے زمانے میں ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ساتھیوں سے صلاح و مشورہ (شوریٰ) آپ کا دستور العمل تھا۔

③۳ ابن باز و موقفان مع الندوي و الغزالي (علامہ ابن باز اور مولانا ندوی و شیخ غزالی):

معروف قلم کار ڈاکٹر عبد الحلیم عولیس (چار صفحات):
مولانا ابوالحسن علی الندوی کی معیت میں شیخ سے ملاقات کی تو انھوں نے مولانا کی بڑی عزت و تعریف کی اور ان کے لیے دعائیں کیں اور جب شیخ محمد الغزالی کے ساتھ گیا تو ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا اور انھیں انتہائی عزت سے نوازا۔^②

① محلة الشقائق (شماره: ۲۱) ماه صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۳۰ - ۳۱) و من اعلامنا (ص: ۱۳۱ - ۱۳۶)

② محلة الدعوة (شماره: ۱۶۹۴) بابت صفر، ۱۴۲۰ھ، (ص: ۶۶) من اعلامنا للعسکر (ص: ۱۴۴ - ۱۴۷)

34) ملك من ملوك الآخرة (آخرت کے ایک بادشاہ):

ڈاکٹر عولیس کے بقول شیخ الغزالی ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ شیخ ابن باز ”آخرت کے بادشاہوں“ میں سے ایک ہیں۔¹

35) لا یجامل أحداً فی الحق (وہ حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے):

دیارِ شام کے معروف عالم اور کتاب ”الفقه الإسلامی و أدلتہ“ کے مصنف اور دمشق یونیورسٹی کے استاد پروفیسر وہبہ الزحیلی (تین صفحات):
شیخ ابن باز کی وفات نے عالمِ اسلام کو ہلا کر رکھ دیا ہے جس کی تین بڑی وجوہات تھیں:

1) خشیتِ الہی۔ 2) وسعتِ علم و منہاجِ سلف۔

3) اخلاقِ کریمانہ۔

وہ اعلانِ حق میں کسی چھوٹے بڑے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔²

36) كان يتوق للصلاة في المسجد الاقصى (مسجدِ اقصیٰ میں

نماز کی تمنا):

بیت المقدس کی اسلامی امور کی اعلیٰ کمیٹی کے صدر مفتی فلسطین اور خطیبِ مسجدِ اقصیٰ شیخ عکرمہ صبری (دو صفحات):

گہری تفکیر و بصیرت، وسعتِ مطالعہ، تطہیر و تصفیہ عقیدہ، بیت المقدس و

1) مجلة الدعوة (شماره: 1694) بابت صفر 1420ھ من أعلامنا (ص: 144)۔

(147) و الدرر الذهبية للرحمة (ص: 65)

2) مجلة الشقائق، شماره: 21 / صفر 1420ھ (ص: 17) و من معالمنا للعسكر

(ص: 148-150)

مسجد اقصیٰ کی محبت و خبر گیری اور عالم اسلام کا درد ان کی رگ رگ سے عیاں تھا۔ وہ مسجد اقصیٰ کی یہود سے بازیابی اور اس میں نماز کی ادائیگی کے متمنی تھے۔^①

③۷ و کسفت شمس العلوم (آفتاب علم گہنا گیا):

شیخ کے شاگرد اور سعودی عرب کے معروف عالم شیخ عائض بن عبد اللہ القرنی مصنف ”الممتاز في مناقب الشيخ ابن باز“ (۸۰ صفحات) جو شیخ کی زندگی میں شائع ہو گئی تھی، تعزیتی شذرہ (چار صفحات): وہ علم و عمل کے آفتاب، صدق و نصیحت کے ماہتاب، خیر و تقویٰ کے روشن ستارے، رفیق و تواضع کا مجموعہ و بیکر، اخلاق نبوی، کرم حاتم الطائی اور حلم احنف کے امیر تھے۔^②

③۸ صمام الأمان (امن و سلامتی کا راز):

معروف عالم اور صنعاء (یمن) کی جامعۃ الایمان کے رئیس ڈاکٹر شیخ عبد المجید الزندانی (دو صفحات): وہ علم سے گہرے تعلق والے، کثیر العمل، کثیر العبادت اور ذکر الہی میں رطب اللسان جیسی صفات کے جامع اور امن و سلامتی کا راز تھے جبکہ ایسی صفات کی جامع شخصیات کا وجود انتہائی شاذ و نادر رہ گیا ہے۔^③

① مجلة الشقائق، شماره ۲۱ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۲۱) من أعلامنا للعسكر (ص: ۱۵۶-۱۵۷)

② جريدة الرياض (شماره: ۱۱۲۸۹) هفته ۷ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۱۲) من أعلامنا للعسكر (ص: ۱۵۸-۱۶۱)

③ مجلة الشقائق، شماره: ۲۱ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۱۷) و من أعلامنا للعسكر (ص: ۱۶۲-۱۶۳)

39) رحم الله عالم الأمة (عالم امت):

رقیہ بنت محمد الحارث (دو صفحات):
جب لوگ دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہوتے تھے امام ابن باز لوگوں کے لیے دین کمانے (تعلیم و تربیت دینے) میں مشغول ہوتے تھے۔¹

40) رحمك الله يا ابي (ابو جان! اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے):

سماحة الشيخ محمد بن صالح العثيمين کی لخت جگر ہند بنت الشیخ عبدالعزیز بن باز (تین صفحات):
میرے والد گرامی ایک شفیق و رحم دل باپ تھے۔ تمام تر مشغولیات کے باوجود انھوں نے ہمیں بلا تمیز بیٹا یا بیٹی بھر پور پیار سے نوازا اور اپنی بیویوں میں کامل عدل کا نمونہ پیش کر دکھایا، دنیا کے کونے کونے سے پوری امت اسلامیہ کے افراد نے ہمارے غم میں ذاتی و شخصی اور زبانی و تحریری شرکت کر کے ہماری اس مصیبت کے احساس کی ہمدت کو قدرے کم کر دیا ہے۔²

41) في وداع الإمام (الوداع، اے امام اہل سنت):

جواہر بنت الشیخ سلیمان المہبتا (دو صفحات):
اے مسلمان نوجوانو! اے امت کی امیدو! اگر کسی کو آئیڈیل کی تلاش ہو تو بقیۃ السلف شیخ ابن باز کی سیرت کو اپنا لوجو بلند انسانی اقدار، بے پناہ علم، شفقت کا خزانہ، دینی غیرت کے آتش فشاں اور سادہ فطرت و سادگی کا بہترین نمونہ تھے۔³

1 جريدة الرياض (شماره: 11282) بابت 29 محرم 1420ھ، من اعلامنا للعسکر (ص: 164-165)

2 جريدة الرياض (شماره: 11293) بابت 11 صفر 1420ھ (ص: 35) من اعلامنا للعسکر (ص: 166-168 و انٹرنیٹ)

3 مجلة الشقائق، شماره: 21 بابت صفر 1420ھ (ص: 31) من اعلامنا ←

42 سماحة الشيخ في رئاسة المجلس التأسيسي للرابطة (رابطہ کی تاسیسی مجلس کے صدر):

معالي الشيخ محمد بن ناصر العبودي (تین صفحات):
 شیخ جہاں علمی میدان میں صفِ اول میں تھے وہیں اعلیٰ ادارتی (منجمنٹ کی) صلاحیتوں سے بھی مالا مال تھے۔¹

43 ابن باز المصلح القدوة (عظیم مصلح اور بہترین قدوہ و نمونہ):

”من أعلامنا“ کے زیر عنوان سلسلہ تاریخ علماء جس کی تین سو صفحات کی ایک پوری جلد سوم شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص کر کے شائع کی گئی ہے، اس کے مؤلف شیخ عبدالعزیز بن صالح العسکر کا تعزیتی شذرہ (پانچ صفحات):
 سہ ماہی الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد فتویٰ کمیٹی اور پینتہ کبار العلماء کے ممبر شیخ عبداللہ بن سلیمان المنیع کے بقول وہ روزانہ ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) ریال (تقریباً ۳۵۰۰۰ روپے) محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرنے، دین کی نشر و اشاعت کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرتے تھے۔ اگر ان کی اولاد میں سے کوئی کہتا کہ یہ سب خرچ کرتے جاتے ہیں تو ہمارے لیے کیا رکھ رہے ہیں، وہ اللہ کی ذات پر پورے اعتماد کے ساتھ کہتے:

”لَنَا اللَّهُ، فَهُوَ حَسْبُنَا وَرَزَقَنَا بِيَدِهِ“

”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور اسی نے ہمیں اپنے ہاتھوں سے رزق

دیا ہے۔“

← للعسکر (ص: ۱۶۹-۱۷۰)

① جريدة المدينة ملحق الاربعاء ۱۴ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۴۹) من أعلامنا

للعسکر (ص: ۱۷۵-۱۷۷)

مرض الموت کے دوران ہسپتال کے بیڈ پر بھی دفتری کاروبار نمٹاتے رہے، مدۃ العمر کبھی سرکاری ذمہ داریوں سے چھٹی نہیں لی اور اگر چھٹی لے کر آرام کرنے کا مشورہ دیا جاتا تو کہتے:

”الرَّاحَةُ فِي الْجَنَّةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ“

”اللہ نے چاہا تو آرام جنت میں جا کر کریں گے۔“^①

④۴ یودعنا إلی دار الخلود (دار الخلد کی طرف روانگی):

علماء ازہر میں سے شیخ محمد عبد اللہ الخطیب (پانچ صفحات):

وہ اللہ کے لشکر کے سپاہی، اس کے محبوب اور ولی اللہ، عالم ربانی اور فتویٰ کے اس منصب پر فائز تھے جو پہلے خود اللہ نے اختیار فرمایا۔ (دیکھیے سورۃ النساء آیت: ۱۲۷، ۱۲۶) وہ علم کی زینت، حق کی حفاظت کرنے والے اور امت اسلامیہ کی تاریخ کا ایک روشن باب تھے۔^②

④۵ البازیات الأربعة (شیخ ابن باز کی چار اہم صفات):

استاذ عبد العزیز بن عبد الرحمن المحمّد (چار صفحات):

شیخ ابن باز ایک سپر نیچر قسم کی شخصیت تھے۔ ان میں اتنی صفات خیر یکجا ہو گئی تھیں کہ عام طور پر ان میں سے کسی میں صرف دو بھی یکجا ہونا مشکل ہے، ان میں سے چار صفات خصوصاً قابل ذکر ہیں:

① تبحر علمی۔ ② عجیب فیاضی و کرم حاتم طائی۔

① جريدة الجزيرة العدد (شماره: ۹۷۳۹) هفته ۱۴ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۱۴)

② مجلة المجتمع (شماره: ۱۳۵۱) بابت ۱۰ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۳۳) من

أعلامنا (ص: ۱۸۲-۱۸۶)

- ② دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت کے تمام میدانوں میں بھرپور خدمات۔
 ③ نرم خوئی و تواضع^①۔

46) يا ايها العزيز: انرثيك ام نرثي لانفسنا (عزيز من! هم كس
 کا مرثیہ کہیں آپ کا یا اپنا):

زیاد بن عبداللہ الدریس (تین صفحات):

سماحة الشيخ ابن باز کی مسجد (اور دفتر) گویا اسلامی اقوام متحدہ (UNO) کا
 ہیڈ آفس تھا۔ جہاں سے ایشیا، یورپ، افریقہ و امریکہ اور تمام بلادِ عالم کے لوگ
 فیض حاصل کرتے تھے۔^②

47) ابن باز يتصدق يومياً (روزانہ فی سبیل اللہ صدقہ و خیرات):

ڈاکٹر یحییٰ بن ابراہیم الحجی (چھ صفحات):

شیخ الاسلام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اسلامی علوم میں سے توحید، تفسیر، فقہ، اصول،
 حدیث، رجال (جرح و تعدیل) فرق و مذاہب اور لغت میں گہرا درک رکھنے
 والے تھے۔ ہر تین یا چار دنوں میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے اور کوئی دن ایسا نہ
 گزرتا کہ جس میں مالی صدقہ نہ کرتے۔^③

① مجلة الدعوة (شماره: ۱۶۹۳) بابت ۱۲ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۶۶) من

أعلامنا (ص: ۱۸۷-۱۹۰)

② جريدة الرياض (شماره: ۱۱۲۹۲) بابت ۱۰ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۷) من

أعلامنا (ص: ۱۹۱-۱۹۳)

③ مجلة الدعوة (شماره: ۱۶۹۴) بابت ۱۹ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۴۶) من

أعلامنا (ص: ۱۹۴-۱۹۹)

48) ہکذا عرفت سماحة الشيخ ابن باز (میں نے انھیں ایسا پایا):

شیخ رحمہ اللہ کی زیرِ ادارت و سرپرستی ایک عرصہ تک کام کرنے والے عبدالکریم بن عبدالحسن التركي (چار صفحات):

شیخ رحمہ اللہ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک آدمی نے مسجد سے نکلتے وقت بات شروع کی اور شیخ کی گاڑی تک پہنچنے پر بھی بات مکمل نہ ہوئی تو شیخ نے کہا کہ گاڑی میں بیٹھو اور ہمارے ساتھ چلو اور اپنی بات مکمل کرو، اس شخص نے عرض کیا کہ میں مسجد کے دوسرے دروازے سے اندر داخل ہوا تھا اور میرا جوتا وہاں ہے، فرمایا: جاؤ لے آؤ ہم انتظار کرتے ہیں اور بالفعل اس کے آنے تک اس کا انتظار کیا۔¹

49) من الفاجعة إلى التصرف (حادثہ فاجعہ، پس چہ باید کرد):

ڈاکٹر حسن بن فہد الہویملی (پانچ صفحات):

تمام اسلامی محفلوں میں سعودی حکومت کا تمام تر اعتماد علامہ ابن باز پر تھا، انھوں نے شاہ عبدالعزیز کے عہد سے ہی معلم و قاضی اور واعظ و مسئول کی حیثیت سے کام شروع کر رکھا تھا۔²

50) کیف نعوض فقد الشيخ ابن باز (شیخ ابن باز کا نعم البدل کیسے پائیں؟):

ڈاکٹر خالد عبداللہ القاسم (تین صفحات):

شیخ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کے پُر ہونے پر وقت لگے گا

1) مجلة الدعوة (شماره: 1694) بابت 119 صفر 1420ھ (ص: 53) من

أعلامنا (ص: 200-203)

2) جريدة المدينة، ملحق الأربعاء 14 صفر 1420ھ، و إمام العصر (ص: 447-)

(451) من أعلامنا (ص: 204-208)

کیونکہ وہ سینکڑوں دعاۃ کی کفالت جیسے کتنے ہی بڑے بڑے کاموں کو اکیلے ہی نبھائے چلے جا رہے تھے۔^①

⑤۱ عالم ربانی فقدته الأمة (امت ایک ربانی عالم سے محروم ہو گئی):

رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی (جدہ) کے ایک ماہر اور قطر یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر علی محی الدین القرۃ: شیخ رحمہ اللہ ایک بے تکان عالم ربانی تھے، انھوں نے شرک و بدعات کے قلع قمع کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا، وہ اس صدی کے ایک حقیقی مجدد تھے۔^②

⑤۲ احتجنا لعلمہ ... واستغنیٰ عن دنیانا (ہمیں ان کے علم کی

ضرورت ہے لیکن وہ ہماری دنیا سے مستغنی ہو گئے):

سعودی وزیر حج معالی ڈاکٹر محمود بن محمد مسفر (پانچ صفحات):

بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں پوری امت یاد کرتی ہے، جن کے بارے میں تاریخ لکھی جاتی ہے اور جن کا ذکر خیر ہر زبان پر رہتا ہے۔ شیخ ابن مبارک رحمہ اللہ ایسے ہی لوگوں میں سے تھے انھوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنے نفس، مال اور اوقات کو وقف کر رکھا تھا۔^③

① جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۳۷) بابت ۱۲ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۹) من

أعلامنا (ص: ۲۰۹-۲۱۱)

② مجلة المجتمع (شماره: ۱۳۵۲) بابت ۱۷ صفر ۱۴۲۰ھ (ص: ۴۶) من

أعلامنا (ص: ۲۱۲-۲۱۶)

③ جريدة الشرق الأوسط (شماره: ۷۴۷۷) إمام العصر للزهراني (ص: ۲۸۱-)

53) فماذا عن الأمة ... بعد ارتحال الأمة؟ (موت العالم، موت العالم):

جامعہ ام القرئی مکہ مکرمہ کے پروفیسر ڈاکٹر احمد بن عبدالرزاق الکلبیسی (۹ صفحات):
 شیخ ابن باز حقیقتاً نسلِ نو کے لیے اپنی ذات میں ایک مکمل مدرسہ تھے۔ ان کی وفات گویا پوری امت کا فقدان ہے۔¹

54) أعجوبة زمانه (یکے از عجائباتِ زمانہ):

سید ابوالحسن علی ندوی بحوالہ ڈاکٹر الکلبیسی:

شیخ ابن باز عجائباتِ زمانہ میں سے تھے۔²

55) في وداع الشيخ (الوداع، اے ہمارے شیخ!):

معروف شاعر و ادیب معالی ڈاکٹر غازی القصبی (سات صفحات):

اگر صرف یہ کہا جائے کہ ”شیخ“ نے کہا ہے تو سب سمجھ جاتے ہیں کہ شیخ سے

مراد شیخ ابن باز رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور انھیں یہ لقب جمہورِ عام نے دیا ہوا ہے۔³

56) ذکریاتی مع فقید الأمة (فقید امت کی چند یادیں، چند باتیں):

شیخ ابن باز کے شاگرد، پچاس سال سے شرف یاب، مسجد نبوی کے مدرس

اور شیخ کے مساعدر نہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ شیخ عطیہ محمد سالم (تین صفحات):

شیخ میں تحزب تھا نہ تعصب، وہ علم کا سمندر تھے۔ علم حدیث و فقہ اور توحید کا

تو وہ گویا انسائیکلو پیڈیا تھے۔⁴

1) إمام العصر (ص: ۳۳۱ - ۳۳۹)

2) بحوالہ إمام العصر مقالہ ڈاکٹر الکلبیسی پروفیسر جامعہ ام القرئی مکہ المکرمہ (ص: ۳۳۱)

3) إمام العصر (ص: ۳۴۰ - ۳۴۶)

4) جریدة عکاظ (شماره: ۱۱۹۵۰) إمام العصر (ص: ۳۴۷ - ۳۴۹)

57 عالم الأمة الشيخ ابن باز (شيخ ابن باز، عالم امت):

ماہر و معروف مربی شیخ عثمان الصالح (تین صفحات):
شیخ کی کتب و بحوث، تحقیقات اور فتاویٰ مسلمانوں کے لیے منارۃ نور اور سنگ میل ہیں۔¹

58 کان مواتہ موت أمة (ان کی موت گویا پوری امت کی موت ہے):

پروفیسر ڈاکٹر علی بن سلطان الحکمی (تین صفحات):
شیخ کی موت سے میدان علم و فتویٰ، زہد و تقویٰ اور برّ و صلہ اور فقراء و مساکین نیز بیوگان و یتیم بچوں کے لیے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا جلد پُر ہونا مشکل لگتا ہے۔²

59 الإمام العالم العامل (امام و عالم باعمل):

شیخ ابو عبد الرحمن ابن عقیل الظاہری (۱۹ صفحات):
سماحۃ الشیخ ابن باز جو شروع میں بزاز یعنی جبہ و چغہ اور کپڑے کا کاروبار کیا کرتے تھے، اپنے ذاتی عمل پیہم اور منہج کے اعتبار سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے قریب ترین پہنچ چکے تھے۔³

60 وذهب الشيخ إلى ربّه الذي وحده و أحبه (شیخ اپنے اس خالق

سے جا ملے جس کی یکتائی کو مانتے اور جس سے وہ محبت کرتے تھے):

زین العابدین الرکابی (۸ صفحات):

1 جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۲۸) إمام العصر (ص: ۳۵۰ - ۳۵۲)

2 جريدة البلاد (شماره: ۱۵۶۵۱) و إمام العصر (ص: ۳۵۳ - ۳۵۵)

3 جريدة الجزيرة (شماره: ۹۷۳۰) إمام العصر (ص: ۳۵۶ - ۳۷۴)

شیخ رحمہ اللہ فقہ الحدیث کے بھی امام تھے جبکہ تمام علوم قرآن و سنت اور لغت میں مہارت تامہ بلکہ درجہ امامت پر فائز تھے۔^①

⑥1 ووجدت ابن باز في جميع أصقاع الأرض (میں جہاں گیا شیخ ابن باز کو پایا):

وزارت امور اسلامیہ و اوقاف اور دعوت و ارشاد میں امور اسلامیہ کے مساعِد وکیل (اسٹنٹ انرڈر سیکرٹری) توفیق بن عبدالعزیز السدیری (چار صفحات): آپ دنیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں وہیں آپ شیخ رحمہ اللہ کا ذکر خیر اور ان کے علم و فضل اور خیر و عمل کا چرچا سنیں گے۔^②

⑥2 بین عظم المصائب و حسن العزاء (عظیم مصیبت اور حسن تعزیت):

وزیر امور اسلامیہ و اوقاف اور دعوت و ارشاد کے دفتر میں سٹڈی و پروگرامنگ سیکشن کے مدیر ڈاکٹر محمد بن عبدالحسن التركي (سات صفحات): شیخ رحمہ اللہ کی پوری زندگی حدیث رسول ﷺ کے عملی نفاذ کا نمونہ تھی، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ شیخ رحمہ اللہ زمین پر گویا سنت کا چلتا پھرتا مجموعہ یا انسائیکلو پیڈیا تھے اور وفات کے بعد وہ اپنے فتاویٰ و مقالات، تصنیفات و تالیفات، کیسٹوں اور شاگردوں کی شکل میں گویا ہمارے بین موجود ہیں۔^③

⑥3 مصیبتنا في فقد علامة العصر (علامہ زماں کے فقدان کی مصیبت):

ہشام بن صالح جامعہ ام القریٰ، فرع الطائف قسم الدراسات الاسلامیہ (دس صفحات):

① إمام العصر (ص: ۳۸۱ - ۳۸۸)

② إمام العصر (ص: ۳۸۹ - ۳۹۲)

③ إمام العصر (ص: ۳۹۳ - ۳۹۹)

کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کسی ایک علاقے، قوم یا ملک کے بادشاہ نہیں تھے وہ تو تمام مسلمانوں کے دلوں کے بادشاہ تھے، اور شرق و غرب کے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کی خبریں لینا اور ان کے حل کے لیے کوشاں رہنا اس کی روشن دلیل ہے۔^①

64 ابن باز حمل هموم الأمة دون كسل أو ملل (امت کے مسائل کو حل کرنے میں مسلسل و بے تکان جدوجہد):

ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبدالحسن التركي (آٹھ صفحات):

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت و ارشاد، تعلیم و تعلم، فتویٰ، امر بالمعروف و انہی عن المنکر، لوگوں کے مسائل و مشکلات کے حل، ناراض خاندانوں، قبیلوں اور جماعتوں کے مابین صلح اور شرق و غرب کے مسلمانوں کے دفاع کا بیڑا بے تکان اٹھائے رکھا۔^②

65 أمة في رجل (اپنی ذات میں پوری امت):

شیخ احمد بن عبدالعزیز الحمدان۔ داعیۃ مرکز الدعوة والارشاد، جدہ (چھ صفحات):

شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات میں ایک پوری امت (اپنی ذات میں ایک انجمن) تھے جنہوں نے جان و مال اور زبان و قلم کے ساتھ جہاد کیا۔^③

66 الجوانب العلمية في حياة الشيخ ابن باز (ان کی زندگی کے علمی گوشے):

عبدالوہاب بن عبدالعزیز بن زاہر (چھ صفحات):

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وہ کلمات صادق آتے ہیں جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام

① إمام العصر (ص: ۴۰۰-۴۰۹)

② مجلة الدعوة (شماره: ۱۶۹۳) إمام العصر (ص: ۴۱۰-۴۱۷)

③ إمام العصر (ص: ۴۱۸-۴۲۳)

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کہے تھے کہ ”میں بغداد سے روانہ ہوا تو وہاں اس وقت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ علم، ورع و تقویٰ، زہد و استغناء والا اور ماہر فقہ اسلامی کوئی نہیں تھا۔“^①

⑥7 عبد العزیز بن باز .. العصامي الزاهد (عابد و زاہد اور پیکر شرافت):

روزنامہ جریدۃ الریاض کے چیف ایڈیٹر ترکی عبداللہ السدیری (تین صفحات):
 ملینوں (لاکھوں) کی تعداد میں ہدیے، تحفے، ہبہ جات، صدقات اور تعاون کی
 رقوم آپ کے ہاتھوں سے گزرتیں مگر آپ کی سادگی و زہد اور بے نفسی و بے لوثی ایسی
 کہ سننے والا یقین نہ کرے بلکہ محض تخیل و افسانہ سمجھے حالانکہ وہ عین حقیقت ہے۔^②

⑥8 إلى الجنة .. يا أبا عبد الله (اللہ انھیں جنت نشین کرے):

جریدۃ الوطن کے چیف ایڈیٹر اور مجلس شوریٰ کے ممبر ڈاکٹر فہد العرابی الحارثی
 (چار صفحات):

شیخ رحمۃ اللہ علیہ تہذیب اسلامی کی تاریخ کی ایک رمز تھے۔^③

⑥9 غابت الدنيا في عينيه و حضرت الأخرة في قلبه (ان کی

آنکھوں سے دنیا غائب اور دل میں آخرت آباد ہوگئی):

ماہر نقد و نظر استاذ سعید السدیجی (دس صفحات):

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے طرز زندگی کا وہ راستہ اختیار کیا ہوا تھا جو انھیں سلامتی کے
 ساتھ آخرت میں پہنچا دے، یہاں تک کہ آخرت کو ہی انھوں نے اپنی دنیا بنا رکھا

① مجلة الدعوة (شماره: ۱۶۹۳) إمام العصر (ص: ۴۲۴ - ۴۲۹)

② جريدة الریاض (شماره: ۱۱۲۸۲) إمام العصر (ص: ۴۳۰ - ۴۳۲)

③ جريدة الریاض (شماره: ۹۷۲۹) إمام العصر (ص: ۴۳۳ - ۴۳۶)

تھا کیونکہ وہ دنیا میں تھے مگر اہل دنیا میں سے نہیں تھے، ان کی زندگی ایک کھلی کتاب تھی جسے ہم نے طویل عرصے تک پڑھا۔

70 قبیل الفقہ مفقود المثل (فقید المثل شخصیت):

جریدۃ المدینہ کے چیف ایڈیٹر ڈاکٹر مازن عبدالرزاق بلیہ (دو صفحات):

شیخ رحمہ اللہ فکر و دعوت اور علم شرعی کے نادر الوجود بلکہ فقید المثل اشخاص میں سے تھے۔¹

71 الشیخ ابن باز .. تواضع العلماء دون التفریط فی ہیبة

الدین (ہیبت دینی میں کمی کوتاہی لائے بغیر تواضع و انکساری):

جریدۃ المدینہ کے قلمار صحافی استاذ محمد خضر (پانچ صفحات):

ہمارے اخبار کے دفتر میں امریکہ، فرانس، برطانیہ، جرمنی اور دنیا کے کتنے ہی ملکوں

کے لوگ آئے اور جیسے ہی شیخ ابن باز کا اسم گرامی آیا سبھی نے ان کی تعریف ہی کی۔²

72 لمثل هذا اليوم فليعمل العاملون (آج جیسے دن کے لیے عمل

کرنا چاہیے):

مراکش میں سعودی سفارت خانہ کے سابق ثقافتی اتاشی محمد ابراہیم العبد

السلام (آٹھ صفحات):

شیخ رحمہ اللہ فقید علم، فقید دعوت، محدث و محقق، فقید انسانیت، فقید امت اور صبر

امت ہیں۔³

1 جریدۃ المدینہ (شمارہ: ۱۳۱۷۴) إمام العصر (ص: ۴۶۰-۴۶۱)

2 جریدۃ المدینہ (شمارہ: ۱۳۱۷۵) إمام العصر (ص: ۴۶۲-۴۶۶)

3 جریدۃ الرياض (شمارہ: ۱۱۲۸۹) إمام العصر (ص: ۴۶۷-۴۷۴)

73) وداعاً أيها الوالد .. وداعاً أيها الإمام (اے ہمارے روحانی باپ اور امام وقت ..! الوداع):

ڈاکٹر سعود بن حسن مختار (چار صفحات):

شیخ رحمہ اللہ کو ان کی وسعتِ قلبی، تواضع اور شفقت کی وجہ سے عام طور پر ان سے کم عمر والے لوگ انھیں ”والد“ کے لقب سے یاد کرنے کو پسند کرتے تھے۔ بلا مبالغہ وہ ایسے لوگوں میں سے تھے جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔¹

74) الرحيل الأخير (سفرِ آخرت):

وزارتِ تعلیم و معارف کے جناب عبد العزیز بن ناصر البراک مؤلف کتاب: ”ابن باز فی الدلم .. قاضياً و معلماً“ (چار صفحات):
 شیخ صالح العلی نے اپنے اشعار میں ساحتہ الشیخ الوالد رحمہ اللہ کو کبھی ”علامہ الشرق“ کہا تھا اور اب ہم کہتے ہیں کہ وہ ”علامہ العالم الاسلامی قاطبہ“ تھے۔²
 75) غداً نلقى الأحبة (کل ہم اپنے پیاروں سے ملیں گے):

انسٹنٹ (لوئر) کورٹ الریاض کے جج شیخ سلیمان بن محمد المہبتا (دو صفحات):
 دنیا ان کے قدموں پر ڈھیر ہو گئی مگر انھوں نے اسے جوتے کی نوک سے ٹھوکر ماری۔ وہ زبانِ حال سے (حضرت بلال بن رباح کے الفاظ میں) فرمایا کرتے تھے:
 ”غداً نلقى الأحبة .. مُحَمَّدًا وَصَحْبَهُ“

”کل ہم اپنے پیاروں حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملنے والے ہیں۔“³

1 جريدة المدينة (شماره: 13174) إمام العصر (ص: 475 - 478)

2 إمام العصر (ص: 479 - 482)

3 إمام العصر (ص: 490 - 491)

76) عاش مسکیناً مع المساکین (وہ مسکینوں کے ساتھ مسکین بن کر زندہ رہے):

کویت کے معروف مبلغ و داعیہ شیخ احمد القطان (انٹرنیٹ کے دو صفحات):
میں نے اس مجتہد دین کو دیکھا ہے کہ وہ روزانہ ۱۸ گھنٹے سے زیادہ بلا تکان
دماغی کام کرتے ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ ۵۰ سال سے انھوں نے کبھی گھر
والوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا نہیں کھایا بلکہ مہمانوں اور فقراء و مساکین کی بھیڑ
کے ساتھ کھانا کھاتے رہے۔¹

77) حقیقة ما کان بینی و بین الشیخ ابن باز (میرے اور شیخ ابن
باز کے باہمی تعلقات):

ڈاکٹر یوسف القرضاوی (انٹرنیٹ کے دو صفحات):
علامہ ابن باز کے ساتھ اپنے تعلقات پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ لکھتے ہیں:
شیخ رحمہ اللہ کو قطر میں عالمی سیرت کانفرس کے علاوہ دنیا بھر سے دعوتیں آئیں
اور باوجود لوگوں کے بھرپور اصرار اور رغبت کے انھوں نے ہمیشہ سعودی عرب
سے باہر جانے سے معذرت ہی کی اور کبھی ملک سے باہر نہیں نکلے۔²

78) ابن باز طالب صید الآخرة (علامہ ابن باز طالب آخرت تھے):

ڈاکٹر انور عبد المجید الجبرتی (دو صفحات، انٹرنیٹ):
کئی سیاسی، سماجی، اجتماعی، اخلاقی اور اقتصادی بحران آئے اور گزر گئے مگر
شیخ رحمہ اللہ ہر حال میں حق پر قائم رہے۔³

1 انٹرنیٹ۔ ویب سائٹ ابن باز۔ دو صفحات.

2 انٹرنیٹ۔ ویب سائٹ ابن باز۔ دو صفحات.

3 انٹرنیٹ۔ ویب سائٹ ابن باز۔ دو صفحات.

دارالافتاء للنشر والتوزيع (نشر وطباعة وتوزيع مؤلفات سماحة الشيخ ابن باز):

شیخ ابن باز کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے اس نام کا ایک بہت بڑا اشاعتی ادارہ قائم کر دیا ہے جو شیخ کے تمام رسائل و کتابیں شائع کرنے کا خصوصی اہتمام کرے گا جو ان کے قلم سیال سے نکلیں یا آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں ان کی زبانی محفوظ ہوں، ان سب کو کتابی شکل میں ڈھال کر عمدہ انداز سے شائع کیا جائے گا۔ شیخ کے صاحبزادوں نے اس سلسلہ میں کام شروع کر دیا ہے۔^①

انٹرنیٹ پر خاص ویب سائٹ:

شیخ رحمہ اللہ کے نام سے انٹرنیٹ پر ایک خاص ویب سائٹ بنا دی گئی ہے جو ان کے بیٹے شیخ احمد بن باز کی زیر نگرانی شیخ کے سوانحی خاکہ کے علاوہ ان کے فتاویٰ اور مؤلفات کو دنیا کے سامنے افادہ عام کے لیے پیش کرنا شروع کر چکی ہے۔ انٹرنیٹ پر ان کی ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

WWW.BINBAZ.ORG.SA/-

غَفَرَ اللَّهُ لَنَا وَ لَنَا وَ لِلْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ .

ابو نادیہ محمد منیر قمر نواب الدین

۱۴۲۸/۴/۲۱ھ = ۲۰۰۷/۵/۸ء

ترجمان سپریم کورٹ وداعیہ متعاون مراکز دعوت و ارشاد

الدمام، الظهران، الخبر

سعودی عرب

فهرست مصادر و مراجع

- ١ القرآن الكريم .
- ٢ الإنجاز في ترجمة الإمام ابن باز، عبد الرحمن بن يوسف الرحمة .
- ٣ الاحتجاج بالاثار على من أنكر المهدي المنتظر، للشيخ حمود التويجري .
- ٤ إمام العصر، ذاكر ناصر الزهراني .
- ٥ الإيجاز في سيرة و مؤلفات ابن باز، صالح بن راشد الهويملی .
- ٦ ابن باز في الدلم قاضياً و معلماً، شيخ عبد العزيز بن ناصر البراك .
- ٧ بازية الدهر، ذاكر ناصر الزهراني .
- ٨ البداية و النهاية لابن كثير .
- ٩ براءة أهل السنة من الوقعة في علماء الأمة، للشيخ بكر أبو زيد .
- ١٠ تذكرة الحفاظ للذهبي .
- ١١ حكم بناء الكنائس و المعابد الشريكية في بلد أهل الإسلام للشيخ إسماعيل محمد الأنصاري .
- ١٣ الرباء للعلامة بكر أبو زيد .
- ١٤ السنة و مكانتها في التشريع الإسلامي، ذاكر مصطفى السباعي .
- ١٥ صحيح بخاري .
- ١٦ صحيح الجامع الصغير، علامة محمد ناصر الدين الباني .
- ١٧ صحيح مسلم .
- ١٨ علماء و مفكرون عرفتهم للشيخ محمد المجذوب .
- ١٨ ظهور امام مهدي از مؤلف الفتح الرباني، أحمد البنا .
- ٢٠ كتيب العربية ٢٧ مع الجريدة الممتاز في مناقب الشيخ ابن باز، عائض عبد الله القرني .
- ٢٢ مجموع فتاوى و مقالات ابن باز، جمع و ترتيب محمد بن سعد الشوير .
- ٢٣ من أعلامنا للعسكر .
- ٢٤ مواقف مضيئة في حياة الإمام ابن باز .

- ۱۲ الدرر الذهبية من عيون للشيخ حمود عبد الله المطر .
 القصص البازية للشيخ عبد الرحمن بن يوسف الرحمة
 ۲۵ مسند إمام أحمد .
 ۲۶ مستدرک إمام حاکم .
 ۲۷ الشيخ عبد العزيز بن باز.. بقية السلف وإمام الخلف، وامي .
 ۲۸ سنن نسائي .
 ۲۹ همسات قلب للشيخ محمد المجذوب .
 ۳۰ خود نوشت سوانح حیات از علامه ابن باز

جرائد و مجلات

- ۳۱ (۱) هفت روزه الاعتصام، لاهور ۳۸ (۸) جريدة المدينة المنورة .
 ۳۲ (۲) ماهنامه محدث، بنارس . ۳۹ (۹) جريدة البلاد .
 ۳۳ (۳) مجلة صوت الأمة، بنارس . ۴۰ (۱۰) جريدة عكاظ .
 ۳۴ (۴) مجلة الدعوة . ۴۱ (۱۱) جريدة اليوم .
 ۳۵ (۵) جريدة الاقتصادية . ۴۲ (۱۲) جريدة الرياض .
 ۳۶ (۶) مجلة الشقائق . ۴۳ (۱۳) جريدة الشرق الأوسط .
 ۳۷ (۷) جريدة الجزيرة . ۴۴ (۱۴) مجلة المجتمع .

کیتس

- ۴۵ ۱- الامام ابن باز، صفحات مشرقة ۴۷ ۲- لقاء مع أعيان طلبة العلم في

من حياته ومواقف مضيئة . ۴۸ ۳- وانظروا السراج

- ۴۶ ۲- عبرات و عبارات . ۴۹ ۴- ورحل الإمام ابن باز

۵۰- انظر فيك و في سائر ابن باز

۹۹- .. بآل حاکم



سہ ماہی الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز **رحمۃ اللہ علیہ** عالم اسلام کی عظیم شخصیت اور اعظم رجال سے ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں صرف کی۔ ان کی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ ایک عالم دین کی حیثیت سے انہوں نے لوگوں میں قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا شعور اجاگر کیا۔ ایک مصلح اور مدبر ہونے کے اعتبار سے رموز مملکت میں عمائدین حکومت کی راہنمائی کی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری باحسن طریق انجام دی۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے ایک ہمدرد و خیر خواہ ہونے کی بنا پر نقشہ بحالم پر لا زوال خدمات رقم کیں۔ جزاء اللہ عن الإسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

زیر نظر کتاب میں اسی عالم بے بدل کی زندگی کے حالات و واقعات کو بیان کیا گیا ہے جن میں ہمارے لیے دعوتِ فکر کا سامان اور اصلاحِ احوال کا سبق ہے۔ تقبل اللہ منا وجعلہ فی میزان حسناتنا۔



UMM UL QURA PUBLICATIONS

Sialkot Road, Fattomand Gujranwala

www.umm-ul-qura.org